قلبِ قرآن

تفسیر سورۃ مبارکہ یٰسٓ

تالیف

شہید محراب آیۃ اللہ سید عبد الحسین دستغیب شیرازی

پیش گفتار

سید محمد ہاشم دستغیب شیرازی

مترجم

مولانا ریاض حسین قدوسی

پیش کش: سید محمد شبر عباس

ناشر: ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

ولی العصر ٹرسٹ

معنا صرف فرماؤ

قلبِ قرآن

تفسیر سورۃ مبارکہ یٰسٓ

تالیف

شہید محراب آیۃ اللہ سید عبد الحسین دستغیب شیرازی

پیش گفتار

سید محمد ہاشم دستغیب شیرازی

مترجم

مولانا ریاض حسین قدوسی

پیشکش: سید محمد مبشر عباس

ناشر: ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

جملہ حقوق بحق ولی العصر ٹرسٹ محفوظ ہیں

نام کتاب: قلب قرآن

مؤلف: شہید محراب آیۃ اللہ سید عبدالحسین دستغیب شیرازی

بار اول: ______ ۱۹۹۱ بمطابق ۱۴۱۱ ہجری

تعداد: ______ ایک ہزار

کتابت: محمد عارف چشمہ حضرت کیلیانوالہ

ہدیہ: ______

مطبع: ______

ناشر: ______ ولی العصر ٹرسٹ تریمہ ضلع جھنگ

سٹاکسٹ: افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔

3/4

ACC No. 3141 Date........
Section A-2/85 Status........
D.D. Class........
NAJAFI BOOK LIBRARY

عرضِ ناشر

ولی العصر ٹرسٹ کی نئی پیش کش قلبِ قرآن
حاضر ہے۔ یہ شہیدِ محراب آیت اللہ دستغیب
کی تقاریر کا مجموعہ ہے جس کا نوجوان مترجم مولانا
ریاض حسین قدوسی نے بڑی محنت سے ترجمہ کیا ہے
ہماری ذاتِ باری تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری اس کوشش
کو اپنی بارگاہ میں قبولیت فرمائے اور میرے مرحومین کے
درجات بلند فرمائے۔

خاکپائے اہلبیت
محمد شبر عباس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اس کتاب کو خاتم الرسل حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

★

۳۱۸
NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11 M.L. Heights
Mirza Kaleej Baig Road
Soldier Bazar Karachi 74400 Pakistan

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(۱)	ہر شئی کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے۔	۱۹
(۲)	قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے۔	۱۹
(۳)	عالم موجود کا دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔	۲۰
(۴)	یٰسٓ یعنی انبیاء کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔	۲۰
(۵)	سورۃ یٰسٓ میں قرآن کے مطالب۔	۲۱
(۶)	واحد پرستی پر استدلال۔	۲۱
(۷)	مختلف قسم کے کھانے خداوند کریم کی نشانی ہیں۔	۲۲
(۸)	ہر چیز کو دو دو پیدا کیا اور دن رات کو بھی۔	۲۳
(۹)	کشتی اور سواری کا وسیلہ بھی خداوند کریم کی نشانی ہے۔	۲۳
(۱۰)	حیوانات انسانوں کے لیے نشانی ہیں۔	۲۴
(۱۱)	اسلامی عقائد کا دوسرا مرحلہ قیامت ہے۔	۲۵
(۱۲)	قیامت اور بہشت و دوزخ کا برپا ہونا۔	۲۶
(۱۳)	حق کی دعوت اور پیغمبروں کی مدد۔	۲۷
(۱۴)	امامت اللہ تعالیٰ کا عظیم منصب ہے۔	۲۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۹	ہر چیز کی ملکیت خداوند کریم کی قدرت میں ہے۔	(۱۵)
۳۰	تمام کی بازگشت بھی اسی ذات کی طرف ہے۔	(۱۶)
۳۱	قرآن کا دل اس کتاب کے لیے بہترین نام ہے۔	(۱۷)
	کتاب کے موضوعات	
۳۲	یٰسٓ یعنی اے پیغبروں کے سردار۔	(۱۸)
۳۳	قرآن حق و استوار کا حاکم اور حکمت آموز ہے۔	(۱۹)
۳۴	مطلب حق کی تاکید کے لیے قسم کھانا۔	(۲۰)
	مشرکین کے مقدسات کی قسم کھانا مسخرہ ہے۔	(۲۱)
۳۵	پیغبر اسلام کے نام قرآن میں۔	(۲۲)
۳۶	سمجھنے کا مسئلہ سوا استاد۔	(۲۳)
۳۷	معجزہ ہمیشہ دین کے لیے باقی ہے۔	(۲۴)
۳۸	صراط مستقیم دنیا و آخرت میں۔	(۲۵)
۳۹	راہ راست کی پوجا خدا کے نزدیک کرتی ہے۔	(۲۶)
۴۰	بندگی کے راہ سے انسان گناہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔	(۲۷)
۴۱	کیا امت کا غم کسی کو ہوگا کیونکہ تو ہی پشیمان ہے۔	(۲۸)
۴۱	علی علیہ السلام بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔	(۲۹)
۴۲	عزت فقط خدا کے لیے ہے۔	(۳۰)
۴۵	تاکہ تو ڈرائے ان کو جو نہیں ڈرے۔	(۳۱)

314

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(۳۲)	خوشخبری دینا اور ڈرانا پیغمبروں کا وظیفہ ہے۔	۴۶
(۳۳)	ڈرانا زیادہ ہے لیکن ڈرے کم ہیں۔	۴۸
(۳۴)	عتبہ قرآن سے کانپ پڑا۔	۴۹
(۳۵)	میزان مسلمانوں کے لیے ہے۔	۵۰
(۳۶)	تمام راہوں اور ملکوت کو پیغمبر کے لیے معلوم کروائیں۔	۵۲
(۳۷)	مشرکین مکہ کا جہنمی ہونا ایک غیبی خبر ہے۔	۵۳
(۳۸)	زنجیر گردن پر اور آگے پیچھے پردے کا ہونا۔	۵۳
(۳۹)	آیات یا تو قیامت کی طرف راجع ہیں یا تمثیل کے طور پہ ہیں۔	۵۴
(۴۰)	شہوات اور آرزوئیں اندھا و بہرہ کر دیتی ہیں۔	۵۴
(۴۱)	فرعون کے لیے بھی پانی جاری کرتا ہے۔	۵۵
(۴۲)	کوئی شخص بھی اس دروازے سے محروم نہیں ہے۔	۵۶
(۴۳)	مردہ دل کی نشانی یعنی کسی چیز سے متاثر نہ ہونا۔	۵۸
(۴۴)	طبیعت کا کنواں اور پینے کی زیادہ خواہش۔	۵۹
(۴۵)	دنیا پردہ اور برزخ و آخرت گواہ و شاہد ہیں۔	۶۱
(۴۶)	یوسفؑ کا خداوند کریم سے تنہائی میں ڈرنا۔	۶۲
(۴۷)	مرنے کے وقت کوثر کو چکھتا ہے اور مرتا ہے۔	۶۲
۴۸	قیامت خوشخبری ہے نیکوں کے لیے اور دھمکی ہے بُروں کیلئے۔	۶۳
(۴۹)	اولاد اور خیرات باقی رہیں یہ آثار ہوں گے مرنے کے بعد۔	۶۵
(۵۰)	نمک کی کان کی آمدن اور عزاداری امام حسین علیہ السلام۔	۶۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(۵۱)	انسان کی زندگی کے اوقات مرنے کے بعد۔	۶۶
(۵۲)	جھگڑا اور بہانے بنانا پیغمبروں کے ساتھ۔	۶۷
(۵۳)	انسان کا محتاج ہونا راہنما کی طرف ابرو کے ہونے سے زیادہ ضروری ہے۔	۶۸
(۵۴)	نہ دیکھنے کے بغیر خریدنا مشکل ہے۔	۶۹
(۵۵)	بدبو میں کام کرنے والے شخص نے جب عطر فروش کے پاس خوشبو سونگھی تو بے ہوش ہوگیا۔	۷۰
(۵۶)	تین نعمتیں بہشت میں خود بہشت سے بالاتر ہیں۔	۷۱
(۵۷)	برے لقب دینے والا خود ان کی آغوش میں پھنس جاتا ہے۔	۷۲
(۵۸)	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک لقب دیتے ہیں نہ کہ بد۔	۷۴
(۵۹)	پیغمبروں کے طرفداروں کو قتل کیا۔	۷۵
(۶۰)	مستری حبیب پیغمبروں کی طرفداری پر اٹھ کھڑا ہوا۔	۷۶
(۶۱)	تین شخص ایمان میں سبقت لے گئے۔	۷۶
(۶۲)	ہمدرد دانا اور بے طمع "آدمی" پیروی کے لیے زیادہ سزاوار ہے۔	۷۷
(۶۳)	پیغمبر تبلیغ کا اجر نہیں چاہتے۔	۷۸
(۶۴)	بیوقوف کی پیروی حکم عقل کے خلاف ہے۔	۷۹
(۶۵)	فریب والی باتوں سے اصلاح سے قدم کو نہ کھینچنا۔	۸۰
(۶۶)	حضرت داؤد زرہ بیچ کر روٹی کھاتے تھے۔	۸۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(۶۷)	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات۔	۸۲
(۶۸)	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر اور مرنے کے وقت امانت کا لوٹانا۔	۸۳
(۶۹)	مرجع بغیر خواہش کے ہو اور ہدایت بغیر اجرت کے۔	۸۴
(۷۰)	ابن زیاد بھی اپنی تقریر سے لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا۔	۸۴
(۷۱)	دلیلوں کو لانے والا پرستش کے قابل ہے۔	۸۵
(۷۲)	ڈر اور امید اس خدا سے جو تمام کے لیے مرجع ہے۔	۸۶
(۷۳)	کیسے میں اس چیز کی پوجا کروں جو مجھے فائدہ نہیں دیتی۔	۸۶
(۷۴)	میں نے اپنی بیٹیوں کو خداوند کریم کے سپرد کر دیا ہے۔	۸۷
(۷۵)	حبیب نجار پھانسی کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا۔	۸۸
(۷۶)	ایمان پر گواہوں کو طلب کرنا پسندیدہ ہے۔	۸۹
(۷۷)	ایمان پر گواہی کی ایک پر لطف کہانی۔	۹۰
(۷۸)	آج موت نقصان آور ہے۔	۹۲
(۷۹)	بہشت برزخی میں آل سے دین کے حامی۔	۹۳
(۸۰)	اے کاش میرے مقام کو دیکھتے۔	۹۴
(۸۱)	مرنا آنکھوں کے سامنے ایک ہچکی ہے۔	۹۵
(۸۲)	اپنی رہائش کو بہشت میں اس جگہ درست کریں۔	۹۶
(۸۳)	خدایا جس سانس میں میری موت آئے تیری آرزو میں ہوں۔	۹۷
(۸۴)	شہید شہادت کے وقت بہشت چلا جاتا ہے۔	۹۹
(۸۵)	حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات کے وقت فرمایا۔	۹۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(۸۶)	آسمانی آواز سے ہم نے تم کو ہلاک کر دیا۔	۱۰۱
(۸۷)	ضعیف کو نافرمانی قوت دیتی ہے۔	۱۰۱
(۸۸)	عمر بن عبد العزیز گرج کے اثر سے گر جاتا ہے۔	۱۰۲
(۸۹)	حضرت امام سجاد علیہ السلام کی گفتگو اور ایک آدمی کی ہدایت۔	۱۰۳
(۹۰)	قیامت روشن دن ہے تاریک دنیا کے مقابلے میں۔	۱۰۴
(۹۱)	بادشاہ کے ہمراہ اور حقیقت کا ظاہر ہونا۔	۱۰۶
(۹۲)	حقیقت کے ظاہر ہونے سے حسرت زدہ ہوئے۔	۱۰۹
(۹۳)	کس طرح ہم نے ان کے پہلوں کو ہلاک کیا۔	۱۰۹
(۹۴)	امت مرحومہ گزشتہ لوگوں سے نصیحت کے نتیجے میں۔	۱۱۰
(۹۵)	تمام جمہور خداوند کریم کے پاس حاضر ہوں گے۔	۱۱۱
(۹۶)	مردہ زمین کا زندہ ہونا قیامت کی نشانی ہے۔	۱۱۳
(۹۷)	گندم کا ایک دانہ سات سو یا اس سے زیادہ دانے دیتا ہے۔	۱۱۳
(۹۸)	دانے کا ہو جانا قیامت کی دلیل ہے۔	۱۱۴
(۹۹)	شیرہ اور سرکہ بھی خداوند کریم کے انگور سے ہے۔	۱۱۶
(۱۰۰)	نعمت کی پوجا یا نعمت دینے والے کی پوجا۔	۱۱۷
(۱۰۱)	کھجور اور انگور کو کھاؤ اور شکر باری تعالیٰ کرو۔	۱۱۸
(۱۰۲)	نعمت کا چھپانا حیوانوں کی پیروی کرنا ہے۔	۱۱۹
(۱۰۳)	زوجہ خدا کی نعمت ہے۔	۱۲۰
(۱۰۴)	شکر گزار آدمی کا داؤد پیغمبر کے ساتھ بہشت میں رفیق ہونا۔	۱۲۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۱	عمر اور مال کی نعمت اور ان کا کفران۔	(۱۰۵)
۱۲۲	مال کا شکر اسے راہ خدا میں خرچ کرنا ہے۔	(۱۰۶)
۱۲۳	ازواج کو زمین سے پیدا کیا۔	(۱۰۷)
۱۲۴	نباتات میں بڑھنا ہوا اور حشرات کی وجہ سے ہے۔	(۱۰۸)
۱۲۵	وضاحت نیچے تمام اشیا کی زوجیت کو ثابت کر دیا۔	(۱۰۹)
۱۲۵	رات اللہ کی نشانی ہے اور اس میں بہت سے منافع ہیں۔	(۱۱۰)
۱۲۶	سورج کا رُخ ستاروں کی طرف۔	(۱۱۱)
۱۲۷	عمومی جاذبہ حفظ کائنات کے سبب سے۔	(۱۱۲)
۱۲۸	چاند قمری تاریخ کے لیے۔	(۱۱۳)
۱۲۹	عالم اکبر کو انسان کے وجود کے ساتھ پیچیدہ کر دیا گیا ہے۔	(۱۱۴)
۱۳۰	دن یاد خدا کی روح ہے اور رات غفلت ہے۔	(۱۱۵)
۱۳۱	علی حق اور معاویہ باطل ہے تمام کے وجود میں۔	(۱۱۶)
۱۳۱	دین میں اندھا ہونا شغل حرام کے اثر سے ہے۔	(۱۱۷)
۱۳۲	دریا کو انسان کے لیے چلایا ہے۔	(۱۱۸)
۱۳۲	صحرا کی کشتی اونٹ ہے اور ہوائی جہاز بھی خدا کی طرف سے ہے	(۱۱۹)
۱۳۳	نعمت دینے والے کی عبادت بدن اور مال کے ساتھ کرو۔	(۱۲۰)
۱۳۴	موجودہ اور گزشتہ گناہوں کا تدارک کریں۔	(۱۲۱)
۱۳۵	خدا کی نشانیوں سے منہ پھیر لیتے۔	(۱۲۲)
۱۳۵	اگر خدا چاہتا تو فقراء کو دیتا۔	(۱۲۳)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
(١٢٤)	خدا کی مشیت انسان کے اختیار کی نسبت سے۔	١٣٦
(١٢٥)	ثروتمند اور غریب لوگوں کا امتحان ایک دوسرے کے ساتھ۔	١٣٧
(١٢٦)	اس عارضی ملکیت میں ہمیشہ کی بنیادیں رکھنا۔	١٣٨
(١٢٧)	حضرت مجتبیٰؑ اور حضرت رضاؑ کی غمخواریاں۔	١٣٩
(١٢٨)	بعض متدین بھی جبر کرنے لگ جاتے ہیں۔	١٤٠
(١٢٩)	ایک ہی آواز کے ساتھ جانوں کو لے لے گا۔	١٤١
(١٣٠)	شاید کہ میں بھی گھر واپس نہ لوٹوں۔	١٤٢
(١٣١)	پس حقوق کو ادا کریں۔	١٤٣
(١٣٢)	ایک ہی پھونک سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے۔	١٤٤
(١٣٣)	قبر اور برزخ کے بارے نکتہ۔	
(١٣٤)	قیامت برزخ کی نسبت سے نیند کے بعد بیدار ہونا ہے۔	١٤٥
(١٣٥)	زندہ ہونے کے فرمان سے کوئی بھی چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکے گا۔	١٤٦
(١٣٦)	دو پھونکوں کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی۔	١٤٧
(١٣٧)	محشر میں عدل خدا کا ظہور ہو گا۔	١٤٨
(١٣٨)	بہشت کی نعمتوں سے سرگرمی اور دوزخ سے بیخبری۔	١٥٠
(١٣٩)	بہشت میں زوجات بڑی بزرگ نعمت ہوں گی۔	١٥١
(١٤٠)	بہشت میں نکاح نعمت الٰہی کو یاد دلائے گا۔	١٥٢
(١٤١)	بہشتی خوراک میں بول و براز نہیں ہو گا۔	١٥٢
(١٤٢)	حور رحمٰن و رحیم پروردگار کی رحمت کا مظہر ہے۔	١٥٣

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴۳	سو یوسفؑ کا حسن ذوالجلال کا جمال ہے۔	۱۵۴
۱۴۴	جمال کے درک کے لیے سینے کی وسعت ہونی چاہیئے۔	۱۵۵
۱۴۵	حور کا دیدار کرنا مومن کے آنسو کا نتیجہ ہے۔	۱۵۶
۱۴۶	بہشتیوں کے سروں پر لطف خدا کا سایہ ہوگا۔	۱۵۶
۱۴۷	اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں پر بلا واسطہ سلام ہوگا۔	۱۵۸
۱۴۸	خوبصورت محل میں دو بڑے عیب تھے۔	۱۵۹
۱۴۹	مومن کو خدا کے سلام سے بہت افتخار ہے۔	۱۶۰
۱۵۰	اللہ تعالیٰ کا خط بندہ مومن کی طرف۔	۱۶۱
۱۵۱	کیا آپ تیار ہیں کہ موت کو طلب کریں۔	۱۶۲
۱۵۲	آبادی سے ویران جگہ کی طرف جانا ناراحت کرتا ہے۔	۱۶۳
۱۵۳	محشر میں گناہگاروں کو جدا ہو جانا چاہیئے۔	۱۶۴
۱۵۴	چونکہ واضح ہے اس لیے پوچھا نہیں جائے گا۔	۱۶۵
۱۵۵	ایندھن کی طرح جہنمیوں کو آگ میں ڈالا جائے گا۔	۱۶۷
۱۵۶	مجھے آگ کے نزدیک کیجیے تاکہ میں بیدار ہو جاؤں۔	۱۶۸
۱۵۷	موت کی یاد غفلت کی دوا ہے۔	۱۶۸
۱۵۸	گناہگاروں کے اعتراض کے بارے میں۔	۱۶۹
۱۵۹	مخلوقات خدا میں سے ایک مخلوق شیطان بھی ہے۔	۱۷۰
۱۶۰	انسان کے ساتھ دشمنی کا سبب کیا ہے؟	۱۷۱
۱۶۱	میں فرشتہ تھا اور میری جگہ فردوس بریں تھی۔	۱۷۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶۲	شیطان کا کام ایمان کو چوری کرنا یا عمل کو خراب کرنا ہے۔	۱۷۳
۱۶۳	شیطان آدمی کو مختلف سوالات کی طرف لے جاتا ہے۔	۱۷۴
۱۶۴	شیطان کے ساتھ جنگ کے لیے اسلحہ۔	۱۷۶
۱۶۵	استغفار شیطان کے دل کی گرہ کو توڑ دیتی ہے۔	۱۷۷
۱۶۶	نامعلوم دشمن کو کس طرح پہچانیں۔	۱۷۸
۱۶۷	شیطان نر ہے یا مادہ کیا اس کے بچے ہیں؟	۱۷۹
۱۶۸	شناخت کرنے کے بعد کس طرح اس سے دھوکہ کھاتا ہے۔	۱۸۰
۱۶۹	موت کو پیاس پر ترجیح دیتا ہے۔	۱۸۱
۱۷۰	شیطان پر تسلط پانے کے لیے چند راستے۔	۱۸۲
۱۷۱	عابد کو فریب مقدس بازی سے۔	۱۸۵
۱۷۲	خدا رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔	۱۸۷
۱۷۳	شیطان کی حضرت نوحؑ کے ساتھ سرگوشی۔	۱۸۸
۱۷۴	فیصلے میں دو مدعیوں کے درمیان مساوی رعایت ہو۔	۱۸۹
۱۷۵	شیطان کے کام کو جانتا ہے۔	۱۹۰
۱۷۶	وسوسہ شیطان خواہش نفس کے ساتھ ہے۔	۱۹۱
۱۷۷	آگ کا ایک شعلہ بھی کم ہو جائے تو بہتر ہے۔	۱۹۲
۱۷۸	موت کو نزدیک دیکھنا ولایت رحمٰن کی نشانی ہے۔	۱۹۳
۱۷۹	ابلیس کی بڑی رسی شیخ مرتضیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے۔	۱۹۵
۱۸۰	بندگی خدا میں امن ہے اور شیطان کی راہ میں اضطراب ہے۔	۱۹۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۱	مردوں کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کو لغزشوں سے بچائیں۔	۱۹۷
۱۸۲	شیطان کے دفع کرنے میں نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔	۱۹۸
۱۸۳	بیابان میں رہنے والی عورت اور اس کا مصیبت میں صبر کرنا۔	۱۹۹
۱۸۴	اپنے بچوں کو تشویق کے ساتھ نماز کا عادی بناؤ۔	۲۰۰
۱۸۵	راہ راست واحد پرستی ہے۔	۲۰۱
۱۸۶	ریا اور عجب بندگی کے راستے سے سقوط ہے۔	۲۰۲
۱۸۷	قارون اپنے مال و دولت کے بعد خود بھی زمین میں دھنس گیا۔	۲۰۳
۱۸۸	لیموں کے پانی میں حادثہ نے دکاندار کو سبق سکھایا۔	۲۰۴
۱۸۹	برزخ اور قیامت میں درجات باقی ہیں۔	۲۰۶
۱۹۰	مدعی لوگوں کے منہ بند ہوں گے اور ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔	۲۰۷
۱۹۱	پیغمبروں کی زبان سے واحد پرستی کا عہد لیا۔	۲۰۹
۱۹۲	دوزخ کی ایک لاکھ مہار ایک لاکھ فرشتوں کے ہاتھ میں ہو گی	۲۱۰
۱۹۳	ولایت آل محمدؐ قیامت کے خوف سے امن دلاتی ہے۔	۲۱۱
۱۹۴	گنہگار مومن کی عاقبت تو اہل نجات والی ہو گی۔	۲۱۲
۱۹۵	جھوٹے آدمی کے منہ کو بند کر دیں گے لیکن گناہ کا اعتراف کرنے والے کے منہ کو بند نہیں کریں گے۔	۲۱۲
۱۹۶	عدل الہٰی کے فیصلے میں گواہ متعدد ہوں گے۔	۲۱۳
۱۹۷	گناہ سے توبہ کرنے والے کے خلاف گواہ گواہی نہیں دیں گے۔	۲۱۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۹۸	گواہی کی کیفیت اعضاء و جوارح کے ساتھ۔	۲۱۶
۱۹۹	زبان کی طرح خداوند کریم ہاتھ اور پاؤں کو بھی بولنے کی قدرت دے گا	۲۱۷
۲۰۰	تسبیح کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھو کیونکہ یہ گواہی دیں گی۔	۲۱۹
۲۰۱	خاک کربلا کی تسبیح جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔	۲۲۰
۲۰۲	ان کی آنکھوں کو ہم ختم کر دیں یا مسخ کر دیں۔	۲۲۱
۲۰۳	قوم لوط کے عذاب سے کفار کو جھڑکی دی ہے۔	۲۲۱
۲۰۴	وہ آنکھ اندھی ہو جائے جو تجھے نہیں دیکھ سکتی۔	۲۲۲
۲۰۵	ان کی صورت کو ان کی سیرت کی طرح مسخ کر دیں۔	۲۲۳
۲۰۶	مال پرست عالم کتا بن گیا۔	۲۲۴
۲۰۷	نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا اور گدھے کی آواز۔	۲۲۵
۲۰۸	عذاب میں جلدی اس لیے نہیں کی جاتی کہ محکوم کہیں بھاگ نہیں سکتا۔	۲۲۶
۲۰۹	کفار جماد کی مانند ہو جائیں گے۔	۲۲۷
۲۱۰	طولانی زندگی اور گزشتہ زندگی کی طرف توجہ۔	۲۲۸
۲۱۱	جوانی کی نعمت سے فائدہ حاصل کیجئے۔	۲۲۹
۲۱۲	پانچ چیزوں کو ان کی ضد سے غنیمت شمار کرو۔	
۲۱۳	آپ کو کمزوری سے توانائی کی طرف اور پھر ضعیفی کی طرف لوٹا دیتا ہے۔	۲۳۱
۲۱۴	توانائی سال بسال یا اس سے بھی جلدی کمزوری کی طرف چلی جاتی ہے۔	۲۳۲

نمبر شمار	عنوان	
۲۱۵	پس غور وفکر کرو کیونکہ تم خدا کے تابع ہو۔	۲۳۳
۲۱۶	شاہزادہ کی تین درخواستیں سکندر بادشاہ سے۔	۲۳۳
۲۱۷	اچھی عادات کو چالیس سال تک حاصل کرو۔	۲۳۴
۲۱۸	ہم ان کی صورت کو ان کی سیرت کی طرح کر سکتے ہیں۔	۲۳۵
۲۱۹	امام حسین علیہ السلام چمٹے ہوئے ہاتھوں کو علیحدہ کرتے ہیں۔	۲۳۶
۲۲۰	اس کی شکل نماز کی حالت میں اسی طرف مڑ گئی۔	۲۳۷
۲۲۱	ماہ رمضان میں لوگوں کے سامنے کھانے سے پرہیز کرو۔	۲۳۸
۲۲۲	بوڑھوں کی عزت کرنا خوف قیامت سے امن کا سبب ہے	۲۳۸
۲۲۳	بڑھاپے میں ملکات قوی ہو جاتے ہیں۔	۲۳۹
۲۲۴	نوجوانی کی عبادت بڑھاپے کے زمانے میں نامہ عمل میں لکھی جاتی ہے	۲۴۱
۲۲۵	پیغمبر اکرمؐ پر جادوگری کی تہمت اور قرآن کے ساتھ جادو۔	۲۴۲
۲۲۶	زائد شعر شاعر کا تخیل اور بغیر واقعیت کے ہوتا ہے۔	۲۴۳
۲۲۷	موعظہ اور مدح اور مرثیہ اہلبیت علیہم السلام اچھا ہے۔	۲۴۵
۲۲۸	شاعری کی کمائی سے روٹی کھانا ناپسند ہے۔	۲۴۵
۲۲۹	حسین بن حجاج نے سید مرتضیٰ اور آل بویہ کے سامنے اشعار پڑھے۔	۲۴۷
۲۳۰	قرآن خدا اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔	۲۴۸
۲۳۱	قرآن سے تاثر انسان کی زندگی کا موجب ہے۔	۲۴۹
۲۳۲	چوپاؤں کو ہم نے تمہارے لیے خلق کیا ہے۔	۲۵۰
۲۳۳	سواری کی نعمت اور دودھ گوشت اور اون سے فائدہ حاصل کرو۔	۲۵۱

۲۳۴	مشرک لوگ بتوں کی پوجا خدا سمجھ کر کرتے تھے۔	۲۵۱
۲۳۵	بڑے بڑے لشکر مدد کی قدرت نہیں رکھتے۔	۲۵۲
۲۳۶	سب سے زیادہ فائدہ مند اپنی اصل خلقت کو یاد رکھنا ہے۔	۲۵۳
۲۳۷	خداوند کریم نے انسان کی ابتدا گندے پانی سے کی ہے۔	۲۵۴
۲۳۸	پس قیامت کو بھی ہونا چاہیئے۔	۲۵۵
۲۳۹	اپنی ابتدا اور آخرت کو یاد رکھنا تکبر کو دور کرتا ہے۔	۲۵۵
۲۴۰	دل اور فہم وفراست کے ساتھ دیکھنا بہت اہم ہے۔	۲۵۷
۲۴۱	بدن کا کوئی ذرہ بھی خداوند کریم کے علم سے باہر نہیں ہے۔	۲۵۸
۲۴۲	سبز اور تر درختوں سے آگ کو پیدا کرنا۔	۲۵۹
۲۴۳	اے وہ ذات جس کی عظمت آسمانوں میں بھی ہے۔	۲۶۰
۲۴۴	انسان کے فیصلے اپنی کوتاہ نظری ہے۔	۲۶۱
۲۴۵	آسمانوں کی خلقت انسان سے بہت بزرگ ہے۔	۲۶۲
۲۴۶	انسان کے مراتب اور جسم میں حل ہو کر تبدیل ہونا۔	۲۶۳
۲۴۷	مثل بدن محشور ہوں گے اصل بدن کے ساتھ نہیں۔	۲۶۴
۲۴۸	آنکھ کی جگہ اور زیادہ اعضاء۔	۲۶۴
۲۴۹	انسان کی قدرت ترکیب میں محدود ہے ایجاد تک نہیں ہے۔	۲۶۵
۲۵۰	خداوند کریم کا فعل زمانے کا محتاج نہیں ہے۔	۲۶۶
۲۵۱	عالم مخلوق میں تدریج کے ساتھ بڑھتا ہے فعل کا تدریج نہیں ہوتا ہے۔	۲۶۷
۲۵۲	ہر چیز پر حکومت کا حق صرف خدا کو ہے۔	۲۶۸
۲۵۳	مومن کے لیے بہترین خوشخبری خدا کی طرف لوٹنا ہے۔	۲۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

سید محمد ہاشم دستغیب شیرازی ۲۳ جمادی اول ۱۴۰۰ ہجری

ہر شئی کے لیے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یسٓ ہے

روایت میں ہے کہ جس کو تمام مفسرین نے معتبر اخبار سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورہ یسٓ ہے جب تمام بدن کے اجزا کو ایک نظر میں قرار دیں تو ان کا مرکز دل ہے اور دل یعنی اس مرکز سے بدن کی مملکت چلتی ہے اس دل کے گرم ہونے سے بدن کو زندگی کی طرف طول دیتا ہے اور جب دل کام کرنا چھوڑ دے تو بدن بھی مردہ ہو جاتا ہے۔

قرآن کا دل سورۃ یسٓ ہے

جو تشبیہ اس روایت میں مشہور ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سورۃ یسٓ کو قرآن کا دل کہا جاتا ہے اس سورۃ کی اہمیت کو واضح کیا ہے اگرچہ تمام قرآن معجزہ اور وحی الٰہی ہے بہرحال سورۃ یسٓ بہت فضائل کے ساتھ ہے جو کہ روایات میں وارد ہونے سے اس سورۃ کی فضیلت اور پڑھنے کا ثواب زیادہ واضح ہو جائے گا دو نکتے اس تشبیہ کے لیے سامنے ہیں ان کو احتمال کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

عالم موجود کا دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

مسلمانوں کے لیے واضح ہے کہ تمام مخلوقات میں افضل انسان ہے خداوند کریم نے انسان کو عقل عطا کی ہے خدا شناسی اور واحد پرستی کی استعداد دی ہے تاکہ اپنے بنانے والے کو پہچانیں اور اس کے سوا کسی کی پوجا نہ کریں (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) سورۃ ذاریات آیہ ۵۶) قرآن مجید کی نص کے مطابق جو کچھ زمین میں ہے وہ انسان کے لیے پیدا کیا گیا ہے (هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا) سورۃ بقرہ آیہ ۲۹) وہ دین مقدس کہ جس کی بنیاد معارف پر مبنی ہے اور قرب خدا کا میزان حق تعالیٰ کی معرفت سے وابستگی کے لیے واحد اسلام ہے جس کا لانے والا عارفِ خدا او معرفت و بندگی میں اول درجہ پر ہے اور قرآن اس کے دل پر نازل ہوا۔ (نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ) سورۃ شعراء آیہ ۱۹۶) اس پر حقیقت گواہ ہے اس پر ہر انسان بخوبی واقف ہے کہ عالم موجود کا دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ (لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ) اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو بھی خلق نہ کرتا پس تمام موجودات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے موجود ہیں۔

یٰس یعنی انبیاء کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اس سورۃ کی بنا پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام قرآن کے ساتھ نسبت ہے قرآن کی یہ سورۃ دل ہو گئی جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم موجود کا دل ہیں اس آیہ نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب قرار دیا ہے اور قرآن حکیم کی قسم کھا کر کہا کہ

یہ خداوند کریم کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں چند آیات کے بعد تصریح فرماتے ہیں کہ تمام اشیا کو واضح کرنے والے پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت روح کے بارے میں خبر دیتے ہیں کہ تمام عالم موجود کو اس میں جگہ دی گئی ہے عالم کا دل اور مرکز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

سورۃ یٰسٓ میں قرآن کے مطالب

دوسرا نکتہ جو نظر تک پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ سورۃ یٰسٓ قرآن مجید کے اصلی مطالب کو بیان کرتی ہے قرآن کی بنیاد مبداء و معاد پر ہے اور خداشناسی کا لازمہ پیغمبران خدا کی پہچان ہے اس میں خداپرستی پر چلنے کی درستی اور دوسرے مقابل لوگوں کے باطل ہونے پر استدلال ہیں کفار و مشرکین کے ساتھ جنگیں لڑنا اور بہشت کے صفات اور بہشتیوں کے لیے نعتوں کا ذکر ہے اور دوزخ اور دوزخیوں کے رنج و زحمت کا ذکر اجمالی طور پر کیا گیا ہے اصل قرآن کے مطالب ابتدا اور قیامت اور ان کی طرف دعوت کے ساتھ مربوط ہیں اور وہ اس سورہ میں سب ذکر کیے گئے ہیں باقی امور تو فرع ہیں پس قرآن کا دل خداشناسی کے لیے ہے جس کی نشانیاں اس سورۃ میں سب ہیں۔

واحد پرستی پر استدلال

(وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ) اس سورہ میں مومن آل یٰسٓ کے قول کو یاد دلایا گیا ہے وہ کیوں واحد پرست تھا کہ فقط خدا پر نظر رکھتا تھا کہ جس کی طرف تمام کی بازگشت ہے ابتدا بھی ایک اور قیامت بھی ایک ہے پس اس کے غیر کے لیے ہم کیوں جھکیں سوائے اس ذات کے جس نے ہمیں وجود دیا او

تمام نعمتیں عنایت فرمائی ہیں۔

مختلف قسم کے کھانے خداوند کریم کی نشانی ہیں

(وَاٰیَۃٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ)

خداشناس لوگوں کے لیے خدا کی نشانیوں میں سے مردہ زمین کا زندہ کرنا ہے کہ اس سے دانہ کو نکالا اور زمین پر چلنے والوں کے لیے خوراک فراہم کی کھجوروں انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغ پیدا کیے تاکہ انسان مختلف قسم کے میوے اچھے طریقے سے کھا سکے اور ان سے سرکہ اور باقی غذائیں بھی بنتی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے پیدا کرنے والے کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

ہر چیز کو دو دو پیدا کیا اور دن رات کو بھی

(سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ وَاٰیَۃٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ)

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام کو دو دو پیدا کیا زمین کے اگنے سے اور ماں باپ سے (نر مادہ سے یا ہیولا و صورت سے یا وجود و ماہیت سے) پیدا کیا ہے اور جو

کچھ لوگوں سے پوشیدہ ہے پیدائش کے مرحلوں کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ اس ذات کو ہر نقص و عیب سے پاک جانیں اور جو بھی اچھائی ہے وہ اس میں پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دن و رات اور چاند و سورج کا طلوع و غروب ہونا ہے رات کو آرام اور راحت کرنے کا وسیلہ قرار دیا اور دن کو روشن اور روزی کمانے اور کام کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے اور سورج کے ارد گرد ستاروں کو قرار دیا تاکہ فضا میں یہ نظام بھی برقرار رہے اور چاند کو معین وقت کے لیے نظم کیا تاکہ قمری مہینے کی پہچان ہو سکے طلوع و غروب کے طریقے سے رات کے ہونے کا وقت معلوم ہو جائے (لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابِ) اور اس طرح (وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ) اور ایک آیت کے ساتھ اشارہ فرمایا کہ رات اور دن اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے مسخر ہیں کوئی ایک بھی دوسرے پر سبقت نہیں لے سکتا مگر جس طرح خداوند کریم نے مقرر فرمایا ہے کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن آتا ہے سال میں موسم بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں بہار اس کے بعد گرما پھر خزاں اور پھر سرما شروع ہوتی ہے گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور دن بڑے ہوتے ہیں اور سردیوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں. اور دن چھوٹے ہوتے ہیں یہ معین تنظم زمین کی حرکت سے ہے شمال کا جنوب کے ساتھ اور جنوب کا شمال کی طرف ہے حقیقت میں یہ نشانیاں پروردگار عالم کی ہیں جو کہ اس کی قدرت و حکمت اور علم پر دلالت کرتی ہیں۔

کشتی اور سواری کا وسیلہ بھی خداوند کریم کی نشانی ہے

(وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ

مِنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ)

خداوند کریم کی نشانیوں سے کشتیاں ہیں جو مسافروں کو پانی میں لے کر چلتی ہیں کس طرح لکڑی یا اس طرح کی چیزوں کو غلبہ دیا ہے کہ وہ پانی پر تیریں اور کس طرح انسان کو ہوش وحواس دیئے ہیں کہ ان چیزوں کی معرفت کرے کشتی کو پانی پر اور گاڑی کو زمین پر اور ہوائی جہاز کو فضا پر پہنچنے کی قدرت دی ہے (وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ) اور یہ ضروری ہے کہ آدمی سمجھے یہ تمام کام کرنے والا خدا ہے اس کے علاوہ کسی کی طاقت نہیں ہے کبھی ارادہ فرماتا ہے کہ کشتی غرق ہو جائے اور ہوائی جہاز گر کر تباہ ہو جائے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سوائے خدا کے اور کوئی فریادرس نہیں ہے وہ خدا جس نے کشتی اور ہوائی جہاز اور گاڑی کو چلنے کی قدرت دی ہے وہی خدا ان کو خراب کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور سوائے خداوند کریم کی رحمت کے ہلاکت سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی ہر چیز کا وقت مقرر ہے (وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ)

حیوانات انسانوں کے لیے نشانیاں ہیں

(اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ)

خداوند کریم کی دیگر نشانیاں واحد پرستوں کے لیے اور واحد شناس لوگوں کے لیے چوپاؤں کا خلق کرنا ہے جن کو انسان کے اختیار میں اللہ تعالیٰ نے دے دیا ہے ان کو دیا تاکہ ان کا گوشت کھائیں ان کا دودھ پئیں اور کاشتکاری اور سواری کے لیے

سفر میں ان سے فائدہ حاصل کریں بہترین نکتہ (ذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ) ان کو انسان کے اختیار میں دے دیا ہے اکثر حیوانوں کا زور و طاقت انسانوں سے زیادہ ہوتا ہے لیکن انسان ہی کے تابع ہیں ان پہ بوجھ ڈال کر کام لیتے ہیں لیکن وہ سرکشی بھی نہیں کرتے کیا ہمیں حقیقت میں ایسے خدا کا شکر نہیں ادا کرنا چاہیئے۔؟

اسلامی عقائد کا دوسرا مرحلہ قیامت ہے

دوسری بحث قرآن کے اصولی اور بنیادی مسائل میں سے قیامت ہے جس کا تذکرہ اس سورۃ میں موجود ہے کہ اس پر استدلال کیے گئے ہیں جیسے کہ مردہ زمین کو زندہ کیا ہے اسی طرح انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا زمین کا زندہ کرنا بھی نشانی ہے کہ انسانوں کو بھی اللہ تعالی قیامت کے دن زندہ کرے گا بہترین استدلال قیامت کے لیے اس سورۃ کی آخری یہ آیات ہیں (وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ. أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) اس مشرک کی داستان کو نقل کرتے ہیں کہ جو بوسیدہ اور پرانی ھڈیوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا اور کہا کہ کون ان کو زندہ کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان ھڈیوں کی مثال دیتا ہے حالانکہ اپنی پیدائش کی حالت کو بھول گیا ہے تم کہو کہ جس نے ابتدا میں تمہیں پیدا کیا ہے اب بھی وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ ہر زندہ چیز سے آگاہ ہے وہی ہے

وہ ذات جس نے سبز درختوں سے آگ کو نکالا اور جس نے زمین و آسمان کو خلق کیا کیا وہ ان ہڈیوں سے انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے ؟ حالانکہ وہ زیادہ خلق کرنے والا اور زیادہ جاننے والا ہے جو وہ دستور دیتا ہے اور فرمان دیتا ہے وہ چیز ہو جاتی ہے جس طرح کہ آپ دیکھتے ہیں کہ انسان کی فہم وفراست اور سرسبز درختوں سے آگ کا پیدا کرنا اور زمین و آسمان کو خلق کرنا اسی ذات کا کام ہے پھر اس پر اعتراضات کیوں وارد کیے جاتے ہیں۔

قیامت اور بہشت و دوزخ کا برپا ہونا

(وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ)

اسی طرح اس سورۃ میں قیامت اور زندہ کرنے والی پھونک کے بارے میں فرمایا ہے تاکہ بہشتیوں کے لیے نعمت کی یاد آوری اور دوزخیوں کے لیے عذاب یاد آجائے فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں قیامت کا وعدہ کب پہنچے گا اگر سچ کہیں تو انتظار نہیں کرتے مگر ایک ہی فریاد کے ساتھ ان کو لے جائیں گے حالانکہ یہ لوگ اس آپس کی کشمکش میں مصروف ہوں گے پھر سفارش اور اپنے اہل خاندان کی طرف جانے

کی مہلت نہیں ہوگی جب صور پھونکی جائیں گی تو تمام لوگ اپنی قبروں سے اُٹھ کر اپنے پروردگار کی طرف جلدی چلیں گے کہیں گے ہلاکت ہے ہمارے لیے ہمیں نیند سے کس نے بیدار کیا ہے؟ یہی ہے جو خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے جس کو وہ جھوٹا ثابت کرتے تھے اور تسلیم ہی نہیں کرتے تھے) پیغمبر سچ کہتے تھے صرف ایک فریاد کے ساتھ یہ سب لوگ ہمارے پاس تیار ہو کر آجائیں گے پس آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا مگر جو کچھ اس نے کیا ہے اور جزا نہیں دی جائے گی بہشتی لوگ اس دن بہت خوش ہوں گے اپنی بیویوں کے ساتھ بستروں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور جو پھل چاہیں گے وہ ان کے لیے مہیا ہوں گے اور خداوند کریم کی طرف سے ان پر درود ہوگا اے گنہگار لوگو آج جدا ہو جاؤ کیا ہم نے تم سے عہد نہیں کیا تھا کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا واضح دشمن ہے اسی طرح اس سورۃ میں حبیب نجار کے بارے میں داستان ہے جو مومن آل یٰسٓ تھا۔

حق کی دعوت اور پیغمبروں کی مدد

حبیب نجار کی داستان میں ہے کہ اس نے کفار اور پیغمبروں کے مخالفوں سے گفتگو کی جس میں اس نے انبیاء کی حقانیت اور خداوند کریم کی طرف سے ہونے کی دلیلیں دیں کہ وہ اس تبلیغ کا تم لوگوں سے اجر نہیں چاہتے ہیں اور پیغمبروں کے ساتھ ہو کر ان کی مدد بھی کی حتیٰ کہ اپنی جان بھی خدا کی راہ میں فدا کر دی اور بہشت، برزخی میں داخل ہو گیا اس وقت آرزو کی کہ کاش میری قوم جان لیتی کہ خداوند کریم نے کس طرح مجھے بخش دیا ہے اور عزت والوں سے قرار دیا ہے۔ (قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ) اور انبیاء علیہم السلام

کے منکرین کے لیے عذاب کا ذکر بھی فرمایا ہے (وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ) کہ کس طرح ایک ہی پھونک کے ساتھ تمام کو موت پہنچ گئی اور دنیا و آخرت کے خسارے میں رہے۔۔۔ منکرین حق کے لیے یاد آوری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے امامت ایک عظیم منصب ہے

جس طرح کہ گزر چکا ہے کہ اس سورۃ میں قرآن مجید کے عمدہ مطالب تحریر کیے گئے ہیں قرآن کے مہم مطالب سے (امامت) ہے امام معصومؑ جو کہ خدا کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسم اعظم تکوینی ہے جو کہ تمام اسماء کو جامع ہے اور جمالی اور جلالی صفات اس میں پائے جاتے ہیں ایک آیت میں امام علیہ السلام کے علم و قدرت کے بارے بیان فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کو ظاہر کرتا ہے (اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ) یہ حقیقت ہے کہ ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے اور ان کے آثار سے باقی ہے ان تمام کو ہم لکھ لیتے ہیں اور تمام چیزوں کو بیان کرنے والے پیشوا میں ہم ضبط اور ثابت کر دیتے ہیں امام کو تمام چیزوں کا عالم اور تمام چیزوں کا محافظ بایں معنی کہ خدا کا نمائندہ تعبیر کیا جاتا ہے اس کی روح تمام عالم کو محیط ہوتی ہے تمام اشیاء اور موجودات کی تربیت کرنے والا یعنی رب کے نام کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے جیسے کہ آیہ شریفہ میں ہے (وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا) سورۃ زمر میں آیا ہے کہ زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہے اور زندہ ہے امام کو رَبُّ الْاَرْضِ کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور حقیقت میں ولایت

کو سمجھنا اور نور کا محقق ہونا ایمان کی بنیادوں میں سے ایسی نعمت ہے جو تمام نعمتوں سے بلند و بالا ہے اور اس آیت میں مختصر جملہ کے ساتھ ولایت کی واقعیت کو بیان فرمایا ہے۔ (کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ)۔

ہر چیز کی ملکیت خداوند کریم کی قدرت میں ہے

(فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ)

پس پاک اور منزہ وہ ذات ہے کہ ہر چیز کا باطن اس کے علم میں ہے اور اس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہوگی ابتداء کلام میں ہم نے کہا ہے کہ سورۃ شریفہ میں عمدہ مطالب ہیں جو مبدء و معاد کی طرف راجع ہیں اس سورۃ کی آخری آیت میں نیز مطالب ذکر ہیں کہ ملکوت اصطلاح میں تمام عالم ملکیت کے مقابلے میں ہے ایک اور تعبیر کے ساتھ کہ عالم امر ہے جو عالم کے مقابل میں خلق کو ذکر کیا جاتا ہے اور یہ دونوں خدا ہی کی ملکیت ہیں (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ) سورۃ اعراف آیہ ۵۴ ہر چیز عالم میں نفس و امر یا ملکوت کے دائرے میں ہے۔ بغیر ملکیت کے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی بغیر امر کے عالم خلق ہو سکتا ہے میر خندرسکی کا مشہور قصیدہ ہے۔

چرخ با این اختران نغز و خوش و زیباستی
صورتی در زیر دارد آنچہ در بالاستی!!

اس حقیقت کے ساتھ کہ علم معقول اور فلسفہ الٰہی سے ثابت ہے جس کی طرف اشارہ ہے کہ ہر چیز کے لیے ملکیت ہے جیسے کہ عالم خلق تمام خدا نے پیدا کیا ہے اسی طرح عالم امر بھی خدا کی طرف سے اور عالم امر کا چلانا بھی عالم خلق کی طرح خداوند کریم

کی قدرت میں ہے زمین پر چلنے والوں کے بارے قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ کوئی بھی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کی پیشانی پر خداوند کریم نے کوئی عہدنہ لیا ہو یعنی اس کے تمام امور خداوند کریم کے ذمے ہیں (مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا) ۔سورۃ ہود آیہ ۵۶)

تمام کی بازگشت بھی اسی ذات کی طرف ہے

(وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ) اسی کی طرف تم کو لوٹایا جائے گا انسان کو اعلیٰ صفات کے حاصل کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے دنیا میں زندگی کی غرض میں رنج و زحمتوں کو برداشت کرتا ہے اور کمالات کو حاصل کرتا ہے جن لوگوں نے اپنی استعداد کو تباہ نہیں کیا تو ان کے لیے موت کا وقت خدا کی ملاقات اور رحمت کا وقت ہوگا (مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ) سورۃ ۲۹ آیہ ۵) خداوند کریم ان کو کامل فرما دیتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا) سورۃ زمر آیہ ۴۲) ان کے بعض نقائص برزخ میں اور بعض قیامت میں دور کر دیئے جائیں گے بالآخر اگر انسان کی سیرت خراب نہ ہو گئی ہو تو مطلوب میں کمال تک پہنچ سکتا ہے مگر جو لوگ کافر یا مشرک ہو کر مر جائیں یعنی جنہوں نے اپنی انسانی سیرت کو خراب کر دیا ہو تو وہ حیوان سے بھی بدتر ہوں گے۔ (اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ)۔

قرآن کا دل اس کتاب کے لیے بہترین نام ہے

جو کچھ گزرا ہے اس کی حقیقت اور تصدیق کی جائے تو اس کتاب کا بہترین نام

جوکہ سورۂ یٰسٓ کی تفسیر ہے امام معصوم علیہ السلام کی پیروی میں اس کا نام (قرآن کا دل) ہوگا اس سورۃ کی تفسیر میں سادہ اور قابل فہم بیان ہے جوکہ نعمت الٰہی کے عمومی ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس کو آیۃ اللہ الحاج السید عبدالحسین دستغیب (دامت برکاتہ) نے فرمایا ہے اپنی طبیعت کے مطابق انہوں نے حقائق کے بیان کے ساتھ مثالوں کو ذکر کیا ہے اور داستانوں کو مطلب کی تائید اور گواہی کے لیے انہوں نے اس طرح بحث میں لطافت پیدا کی ہے کہ پڑھنے اور سننے والا دینی معارف سے آشنا ہوگا اگرچہ وہ زیادہ دیر کی وجہ سے نڈھال ہوچکا ہو یہ تو وہ بحثیں تھیں جو گزشتہ سال ماہ رمضان میں شاید ۱۳۹۳ھ یا ۱۳۹۴ھ میں انہوں نے اپنے درس میں فرمائی تھیں اور جو باقی حصہ رہ گیا تھا وہ ۱۳۹۹ھ میں ماہ رمضان میں انہوں نے بیان فرمایا اور ساتھ ہی کیسٹ کیا گیا اور خلاصہ بھی کیا گیا اس کتاب کی چھپائی میں آقای حسن صداقت نے مدد کی ہے اور اس کے دوسرے کارکنوں نے جوکہ مصطفوی چھاپ خانہ میں کام کرتے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں ان کے احسان اور بزرگی کے ساتھ۔ ۲۰ فروردین ۵۹ بمطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ یٰسٓ قرآن کا دل ہے جیسے کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے اس سورۃ میں توحید کی قسمیں ذکر کی گئی ہیں اور قیامت اور اس کے دلائل اور خصوصیات اسی طرح نبوت و رسالت اور صراط مستقیم اور سعادت کی راہ کا اس سورۃ مبارک میں ذکر کیا گیا ہے اُمید ہے کہ خداوند کریم قرآن کے نور سے ہمیں نور عنایت فرمائے گا جو کہ قبر میں ہم لے کر جائیں گے۔

یٰسٓ یعنی اے پیغمبروں کے سردار

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ) حروف مقطعات جو کہ چودہ ہیں جو بعض سورتوں کے اول میں آتے ہیں۔ المٓ۔ حٰمٓ۔ المٓرٰ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ یٰسٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ ق۔ ن۔ جو کہ اس جملے میں جمع ہیں (صِرَاطُ عَلِیٍّ حَقٌّ نُمْسِکُہٗ) یعنی علی علیہ السلام کا راستہ حق ہے ہم اس سے تمسک رکھتے ہیں۔ مراد ان حروف سے کیا ہے۔ اس میں مختلف اقوال ہیں بہترین قول یہ ہے کہ یہ راز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان ہے غرض سمجھنا اور سمجھانا ہے یہ راز کہنے اور سننے والے (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے ان کے علاوہ باقی تمام حروف تمام کے سمجھنے کے لیے ہیں اور وجہیں بھی ذکر کی گئی ہیں خصوصاً سورۃ یٰسٓ ابن عباس سے پہنچی ہے لغت طی کی بنا پر یا تو یہ

انسان کے معنی میں ہے یا انسان کامل یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وجہ یہ ہے کہ یا حرف ندا ہے سین اشارہ ہے کہ پہلا لفظ ہے سید البشر سید المرسلین کا اس سے بنا (یاسین) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد فرماتے ہیں کہ (اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ) یقیناً تو بھیجا گیا ہے جو ہمارے ساتھ راجع ہے ہم اس کو شروع کرتے ہیں وگرنہ یٰسٓ حروف مقطعہ اور فواتح سورۃ ہو گی اس کا علم حقیقی خداوند کریم کے پاس ہے۔

قرآن حق و استوار کا حاکم اور حکمت آموز ہے

(وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ) واؤ قسم ہے اور قرآن مجموعہ ہے ۱۱۴ سورتوں کا جو کہ فاتحہ سے والناس تک ہیں۔

الحکیم۔ قرآن مجید کے لقب ہیں جو کہ خود اس میں ذکر ہیں الحکیم یا تو بمعنی حاکم کے ہے یعنی فیصلہ کرنے والا حق و باطل کے درمیان ہر حدیث کے مطلب اور عقیدہ کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم کی طرف رجوع کریں کہ درست ہے یا نہیں۔

یا الحکیم۔ استوار کے معنی میں ہے کہ باطل کو بالکل اس میں راہ نہیں۔

(۱) یہ ایسی قلعہ ہے قرآن کا نگہبان خود خدا ہے۔

(۲) اگر کوئی چاہے کہ اس میں تصرف کرے تو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

(۳) لہٰذا ۱۴ صدیاں گزر گئیں ہیں قرآن وہی قرآن چودہ قرن پہلے والا ہے ان چودہ[۱۴] صدیوں میں قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے پہلی صدیوں کے قرآن موجود ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے لکھا ابن مسعود کے خط کا لکھا ہوا پہلی صدی اور اس کے بعد قرآن جو حضرت سجاد علیہ السلام نے لکھا اور آٹھ سو سال پہلے کے بھی قرآن موجود ہیں جو انہی کی طرح ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حکیم کے معنیٰ صاحب حکمت ہے قرآن کریم کو جس قدر آپ پڑھیں گے اس میں معرفت اور حقیقت ہوتی ہے مطالب فطرت کے مطابق جہل کی مرض قرآن کے ذریعے دفع ہوتی ہے اس کے پڑھنے والے کو حکیم کہتے ہیں جو شخص قرآن کے معانی کو سمجھتا ہے اس کو حکیم کہتے ہیں۔

مطالب حق کی تاکید کے لیے قسم کھانا

اس جگہ واؤ قسم کی ہے اور القرآن الحکیم یعنی قرآن کریم کی قسم پہلے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ قسم کس چیز کے لیے ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ کافروں و مشرکوں کے سامنے قسم کا کیا فائدہ جو قرآن پہ اعتقاد بھی نہیں رکھتے۔ یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اگر مدمقابل کوئی چیز نہ مانے تو قسم کے ذریعے دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے پروردگار عالم نے اس بشر کی ہدایت کے لیے توحید اور معاد اور صراط مستقیم اور رسالت پیغمبر کے لیے دلیلیں فرمائی ہیں اور قرآن کریم کی قسم کھا کر کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر ہیں اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں کہتے اور قیامت حق ہے تاکہ سننے والا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھ نہ کھینچ لے تاکہ یہ دل قسم کی وجہ سے تاثیر پیدا کریں قرآن اس قدر عظیم ہے کہ خدا کی قسم کھانے کا مقام ہے۔

مشرکین کے مقدسات کی قسم کھانا مسخرہ ہے

پہلے تو یہ کہ مشرکین کے لیے قسم کھانے کا کیا فائدہ۔ دوسرا سوال کہ کیا مشرکین کے مقدسات کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے بت کی کوئی شان نہیں ہے کہ قسم کھائی جائے بت کی قسم کھانے سے خود اس کا ماننے والا بھی مسخرہ اڑائے گا ہر چیز سے بالاتر قرآن کلام

رب اللعالمین ہے عدل بھی ہے کہ محمد وآل محمدؐ قرآن کی ثقیل طرف ہیں۔ (انی تارکٌ فیکمُ الثقلین) کے بارے میں حضورؐ نے اپنی درمیانی دو انگلیاں بندکیں اور فرمایا کہ میرے دو جانشین ہیں کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں برابر ہیں اسی طرح وہ برابر ہیں یعنی قرآن و عترت جلد اول صہ ۱۳۲ سفینۃ البحار۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰس ۝ والقرآن الحکیم ۝ انک لمن المرسلین ۝ علی صراط مستقیم

پیغمبر اسلام کے نام قرآن میں

کشاف سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پکارا ہے۔ (ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) سورۃ احزاب آیت ۴۰) دوسرا نام احمد ہے (مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد) سورۃ الصف آیت ۶ تیسرا نام عبداللہ ہے (لما قام عبداللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا) سورۃ جن آیت ۱۹) چوتھا اور پانچواں طٰہٰ اور یٰس ہے طٰہٰ سے مراد طالب شفاعت وہدایت کے ہیں اور یاسین بمناسبت یا سید المرسلین یا سید البشر یا تو یہ ہے کہ یاسین کامل انسان ہے جو کہ مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بہرحال یاسین سے مراد یعنی قرآن کی قسم کہ جس میں حکمت ہے اور سمجھنے کی چیزیں اس قرآن میں ہیں حقائق مواعظ اور معارف اس

قرآن میں ہیں اس قرآن میں حکیم صفت ہے اس اعتبار سے کہ صاحب قرآن یعنی قرآن خداوند کریم کی طرف سے ہے۔

سمجھنے کا مسئلہ سوا استاد

قرآن کریم کی قسم کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پیغمبروں میں سے ہیں مشرکین خاتم الانبیاء کی رسالت کے منکر تھے پروردگار عالم نے اس آیت میں قسم کے ساتھ یاد کیا ہے قرآن گواہ بھی سچا ہے اس آیت سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو واضح کیا ہے اگر فکر کریں تو معلوم ہوگا کہ جہاں قسم کھائی ہے وہاں دلیل و برہان بھی قائم کی ہے قرآن کریم اس بات کا شاھد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں پیغمبر ہیں ؟

قرآن کی نص اور مورخین کے اتفاق اور مسلمین کی ضرورت سے معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کسی اسکول گئے ہیں اور نہ کوئی انہوں نے کتاب پڑھی اور قلم بھی ہاتھ میں نہیں پکڑی اور نہ ہی کوئی استاد قرار دیا۔

سورۃ عنکبوت آیت ۴۸۔ یہ کتاب بھری ہوئی ہے علوم اولین و آخرین سے کہ جن کی طرف انسان محتاج ہوتا ہے۔ علم کی قسموں کو لاتا ہے اور یہ بھی فرماتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن خداوند کریم کی طرف سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس سال جو مکہ میں زندگی گزاری کس میں کوئی آدمی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی استاد اختیار کیا ہو یا سکول گئے ہوں یہ علوم خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ خداوند کریم کی طرف سے ہیں کس قدر لطف اندوز ہے اس شعر کا مطلب۔

نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت

بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد!

دیگر لوگ اس وقت درس پڑھتے تھے فلسفہ پڑھتے تھے جتنی کوشش کیجئے اس قرآن کی مثل ایک سورۃ بھی لے آؤ۔

معجزہ ہمیشہ دین کے لیے باقی ہے

ہر پیغمبر معجزہ اپنے ساتھ لایا تھا جب پیغمبر مر جاتا تو وہ معجزہ بھی ہمراہ لے جاتا مثلاً جناب موسیٰ "عصا کو پھینکتے تھے تو وہ سانپ بن جاتا تھا اور عصا کو پتھر پر مارتے تھے تو بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے جناب عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے جب حضرت عیسیٰ آسمان کی طرف گئے تو معجزہ بھی ہمراہ لے گئے بہر حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ قیامت تک باقی ہے جو کہ سچا شاھد ہے اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہے جو آسان درس نہ سیکھے اس کے لیے محال ہے ایک آیت اس جیسی بنانا فصاحت و بلاغت میں اس قرآن کی ہر آیت خاتم انبیاء کی حقانیت کا معجزہ ہے مرسل کون ہے؟ فرق نبی اور مرسل میں کہ مرسل اخص ہے نبی سے۔ نبی کا معنیٰ ہوتا ہے خبر دینے والا اور جس کو خبر دی گئی ہو۔ رسول اور مرسل کا معنیٰ ہوتا ہے جس کو بھیجا گیا ہو امام محمد باقر علیہ السلام سے نبی اور مرسل کے فرق کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ نبی وہ ہے جو آواز سنے لیکن فرشتے کو نہ دیکھ سکے جو غیب کی خبر لایا ہو۔ رسول وہ ہے کہ وحی کا واسطہ جو فرشتہ ہوتا ہے اس کو دیکھ سکے اور وحی خدا کو سنے اور اس کا لوگوں کو حکم دے اور لوگوں کو ہدایت کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے کہ یہ خدا کا

بھیجا ہوا رسول ہے نبی یعنی جس کو خبر دی گئی ہو اور رسول یعنی جس کو خبر بھی دی گئی ہو اور دعوت کا حکم بھی دیا گیا ہو روایت میں ہے کہ ابوذر نے رسول خدا سے دریافت کیا کہ نبیوں کی تعداد کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ابوذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان میں سے مرسلین کتنے ہیں حضرت نے جواب دیا تین سو تیرہ یہ خبر کتاب سفینۃ البحار میں نقل کی گئی ہے کہ اتنے ہی انبیاء مخلوق کی دعوت کے لیے مامور تھے۔

بعد والی آیت (عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) خبر بعد از خبر ہے کہ تحقیق تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے لوگوں کی دعوت اور رہنمائی کے لیے اس کے علاوہ تو راہ راست پہ ہے جو بھی تیرا تابع ہو گیا وہی صراط مستقیم یعنی سیدھے راہ پر ہو گا۔

صراط مستقیم دنیا و آخرت میں

اس آیت کی مناسبت سے صراط کے بارے میں بحث ہونی چاہیئے صراط دنیا اور قیامت میں موضوع ہے کہ ہر روز اس کو کئی بار زبان پر جاری کرتے ہیں (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) خدایا ہمیں سیدھی راہ کی راہنمائی کر فرق صراط کا دنیا میں یعنی (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) کہ ہمیں سیدھی راہ کی راہنمائی فرما اور وہ صراط کہ جو آخرت میں ہے جس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کونسی صراط ہے؟

اولاً۔ صراط کا معنیٰ راہ ہے کسی شئی کے راستے کو صراط کہتے ہیں کسی چیز تک پہنچنے کا جو ذریعہ یا وسیلہ ہو اس کو صراط کہتے ہیں وہ چیز جو کہ مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ ہے ایک وقت وسیلہ مکانی ہوتا ہے یعنی اگر مکہ معظمہ جانا چاہتے ہو تو یہ راستہ اختیار کرو اور اگر مقصد معنوی ہو تو طریق بھی اسی کے مناسب ہو گا مثلاً کوئی شخص بیمار ہے اس

کے ٹھیک ہونے کی راہ ڈاکٹر کے پاس جانا اور دوا کھانا ہے اور پرہیز کرنا جو کہ بدن کے صحیح ہونے کا صراط ہے یعنی راستہ ہے یا تجارت وسیلہ ہے بازار دکان اور جنس کے خرید و فروش کا اگر ڈاکٹر بننا چاہتے ہو تو اس کا راستہ درس پڑھنا سبق پڑھنا اور ڈاکٹری کے اصولوں کو پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

راہ راست کی پوجا خدا کے نزدیک کرتی ہے

اگر تیرا اصلی مقصد خدا کا قرب اور سعادت اور بہشت و نجات کو پہنچنا ہے تو ان درجات تک پہنچنے کا راستہ کیا ہے کس راستے سے جائے تو بہشت اور قرب الٰہی کو وہ پہنچ سکے گا؟ یقیناً راہ تو ہے بغیر راہ کے تو کوئی چیز نہیں ہوتی ہر چیز کا راستہ ہوتا ہے جو قرب الٰہی کو پہنچنا چاہتا ہے اور معارف و درجات محمدؐ آل محمدؐ کو تو اس کے لیے صراط مستقیم یہی سورۃ یٰسین ہے جس میں ذکر ہے۔ (اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ) واحد پرستی صراط مستقیم ہے فقط خدا کی عبادت کیجئے نہ کہ غیر خدا کی جو بھی ہو۔ جو شخص ٹیڑھے راستے پر چلتا ہے وہ کبھی مقصد کو نہیں پہنچتا جو شخص گناہ کرے بندگی کے راستے سے منحرف ہو گیا وہ صراط مستقیم سے دور ہو گیا ہے جو شخص ریاکاری کرے سو جہنم کی طرف سقوط کر گیا ہے یہ محال ہے کہ کوئی شخص مشرق کا راستہ اختیار کرے اور مغرب کو پہنچ جائے کوئی شخص گناہ کرے اور حسینؑ کے نزدیک ہو جائے کوئی شخص ہندوانے کا بیج بوئے اور کوئی چیز کاشت کرے اور دیگر کوئی چیز بوئے اور ہندوانہ کاشت کرے۔

آدمی کس راستے پر ہے کیا اپنے نفس کی راہ پر اور خواہش شیطان کی راہ پر؟

یا اس راستے پر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرب الٰہی کا راستہ ہے۔ (اِنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ) صدق واخلاص خانہ خدا میں یہی ہے دن رات کی نمازوں میں کم از کم دس مرتبہ پڑھتے ہو اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ خدا نہ کرے کہ ہیں اس آیہ کا مصداق ہوں جو کہ فرمائی ہے کہ سب سے خسارے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے ہر کام کو نیک خیال کریں جو شخص جاہل مرکب ہے وہ بہشت میں جانے کا خیال رکھتا ہے لیکن اُسے خبر نہیں ہوتی کہ کیا قہر اس پر آنے والا ہے اور سقوط کرنے والا ہے۔

بندگی کے راہ سے انسان گناہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے

بسا اوقات گناہ پر اسرار کرنے والا مثل غصب کے کہ ہمیشہ مظلوم کی آہ اس کے لیے ہوتی ہے وہ شخص ہمیشہ سقوط میں ہے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ کہے خدایا مجھے لوٹا اور بندگی کی زندگی گزارے قرآن اور اخبار فرماتے ہیں کہ فوراً توبہ کریں تو درست ہے بالآخر ہر شخص سوائے معصومؑ کے سقوط کرتا ہے لیکن چاہیے کہ فوراً بغیر کسی مہلت کے توبہ کی طرف رجوع کرے زبان ایک مرتبہ ٹیڑھی ہو جاتی ہے جب فحش کہتے ہو جلدی اس کا جبران کر اور اس طرف کو راضی کر حلال کر تاکہ خدا تجھے معاف کرے۔ (اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّیۡ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡهِ)

ہر گناہ صراط حق سے ساقط کرتا ہے قیامت کے دن بھی اسی طرح ہے سقوط آخرت میں آتش جہنم میں جانا ہے مثلاً چراغ کے ارد گرد پروانوں کا ہونا اور ہر روز وہ اسی کو نجات تصور کرتے ہیں اسی طرح انسان خوراک، پوشاک

اور شہوت جنسی کو اپنی خوشی کا وسیلہ سمجھتے ہیں جس طرح چھوٹے پروانے چراغ کے گرد گھوم کر سقوط کرتے ہیں اسی طرح انسان جو شہوت میں سرگرم ہوتا ہے وہ سقوط کرتا ہے۔

کیا امت کا غم کسی کو ہو گا کیونکہ تو ہی پشیبان ہے

بہر حال بشارت اس حدیث نبوی میں ہے کہ میں ان کو بلند کروں گا اور آتش جہنم سے نجات دوں گا جب تک ہو سکے رسول خداؐ کے ساتھ توسل زیادہ کیجیے اور محمد و آل محمدؐ کی یاد کو مختصراً ماہ رمضان میں دائمی رکھیے جو کہ آپ کو اسی صراط مستقیم پر لوٹا دے گی اے وہ شخص جو امام حسینؑ کے لیے روتے ہو تم حسینؑ کی برکت کے ساتھ توبہ کے لیے موفق ہو گے گناہوں کی تاریکی سے باہر آؤ گے اور توبہ کے نور کو پہنچو گے کتنے لوگوں کا سراغ مجھے ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ توسل ان کو توبہ کی طرف لے گیا اور یہی توسل ان کی توبہ کا موجب بنا اور اسی توسل کی وجہ سے توبہ کے لیے موفق ہوئے ہیں۔

خارجی حالت اس معنیٰ کی قیامت کا دن ہے کہ جہاں صراط بالوں سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گی لوگوں میں بھی فرق ہو گا۔

علی علیہ السلام بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقام محمود کے بارے میں روایات پہنچی ہیں مقام محمود جو کہ زیارت عاشورا میں بھی ذکر ہے (وَ اَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ یُبَلِّغَنِیَ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْد)۔

کہ محشر میں انبیاء اور اولیاء اور اچھے لوگ ان سب کے سالار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نور کا منبر ہوگا جس کے ہزار درجے ہوں گے پہلے پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے پر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب) اور باقی درجوں پر باقی تمام انبیاء اپنے مرتبے کے اعتبار سے ہوں گے منبر کے نیچے تمام مومنین ہونگے جس میں کوئی راہ نہ ہوگی گا اس مقام محمود پر حضورؐ سابقہ طرز کے مطابق خدا کی حمد و ثنا کریں گے اور ایک خوبصورت فرشتہ حضورؐ کے سامنے آئے گا اور کہے گا میں جنت کا خزانچی ہوں اور وہ پھر جنت کی چابی لائے گا اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کرے گا پھر ایک بدشکل فرشتہ آئے گا وہ عرض کرے گا میں دوزخ کا خزانچی ہوں دوزخ کی چابی میرے پاس ہے اور یہ چابی آپ کے سپرد کرتا ہوں اور پھر چلا جائے گا پھر رسول خداؐ فرمائیں گے اے علیؑ ان چابیوں کو لو اور جنت وجہنم کو تقسیم کرو آپ کے ہاتھ میں ہے (قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَ النَّاس) بحار الانوار جلد ۳) خود رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ میں آؤں گا اور صراط کو پہلے ٹھہراؤں گا ہر شخص جو علی علیہ السلام کے ساتھ ہوگا وہ خوشی اور سعادت کے ساتھ صراط کو عبور کر جائے۔ ؎

گر خواجہ شفاعت نکند روز قیامت
شاید کہ زمشاطہ بہ نجیم کہ زشتیم!!

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ہر شخص کہتا ہے رَبِّ نفسی۔ اے خدایا میری فریاد کو پہنچ مجھے تو تنہا ہر شخص کہتا ہے اور رَبِّ اُمّتی پروردگار میری امت کی فریاد کو پہنچ اس کے کہنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایک خبر شیخ کی خصائص میں ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہراء

کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات کے بارے فرمایا اور
امام حسین علیہ السلام کی قبر تک کا ذکر بھی کیا تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن میں ان لوگوں کی شفاعت کروں گا جو حسینؑ
کی قبر کی زیارت کریں گے جملہ جو کہ شیعہ کا بہت ہی امید دار کرنے والا ہے کہ میں خود
جستجو کروں گا اور اس کو پیدا کروں گا اور اس کے پیچھے جاؤں گا اگر کسی صحن میں
گر گیا تو نجات پا جائے گا۔ کیا اس کی کوئی نشانی ہے ہاں اس کی پیشانی پر نور
کی قلم سے لکھا ہوا ہوگا یہ امام حسین علیہ السلام کا زائر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزت فقط خدا کے لیے ہے

(۳) تَنۡزِيۡلَ الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۙ

تنزیل منصوب ہے مدح کی طرف اس کا عامل مادہ مدح یعنی تعریف سے ہے یعنی جو قرآن نازل ہوا ہے خدا عزیز و حکیم کی طرف سے ہے دو نام اس جگہ اسماء حسنیٰ سے ذکر کیے گئے ہیں عزیز عزت سے ہے بمعنی غلبہ کے غالبیت و قاہریت سے ہے کہ وہ خدا ہر چیز پر غالب ہے رحیم رحمت اور مہربانی سے ہے اس کی مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا خدا کسی بھی طرف سے اور عبادت اور ہدایت میں کسی چیز کے لیے بھی خدا تمہارا محتاج نہیں ہے۔

گر جملہ کائنات کافر گردند

بر دامن کبریاش ننشیند گرد!

فقط عزیز خدا ہے جو کہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اگرچہ سب لوگ کافر اور نافرمان ہو جائیں اور تمام مومن اور فرمانبردار ہو جائیں اس کی بادشاہی میں کوئی زیادتی یا کمی واقع نہیں ہوتی جو اس نے دعوت دی ہے وہ اس کی رحمت کی طرف سے ہے کیوں بندوں پر وہ لطف کرتا ہے رحیم ہے رحمت اور مہربانی اس لیے کہ انسان ہلاک نہ ہو اپنی سعادت کی طرف پشت نہ کرے رحمت کا مواد قرار دینے کیلئے قرآن مجید نازل کیا۔

ورنہ اگر عزیز کے نام سے معاملہ کرتا تو اس کا مقتضی یعنی اس کا لوگوں سے بے پروا ہونا ہوتا لیکن چونکہ رحیم ہے اپنی رحمت کے مطابق انسان کو توفیق دی ہے یہ قرآن حکیم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو کہ عزیز ہے اور رحیم بھی ہے کہ اپنی رحمت سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا عام رحمت بھیجی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جو کہ تمام کو گھیر لے حالانکہ کافی لوگ اس رحمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے تھے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اپنے آپ کو محروم کیا۔

تاکہ تو ڈرائے ان کو جو نہیں ڈرے

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ

لام غایت کے لیے ہے یعنی قرآن کو خدائے عزیز و حکیم نے نازل کیا تاکہ ڈرائے تو اس قوم کو جو کہ اہل مکہ اور جزیرۃ العرب میں ہیں۔

مَا أُنذِرَ۔ اس میں دو وجہیں ہیں پہلی وجہ کہ ما نافیہ ہے موصولہ نہیں جس چیز سے ان کے آبا و اجداد کو نہیں ڈرایا گیا یہ اس سے ڈریں یہ اشارہ ہے فترت کے زمانے کی طرف فترت اس زمانے کو کہتے ہیں جس میں حضرت عیسیٰ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبری پر مبعوث ہونے کا وقفہ تھا۔

کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا البتہ نائب اور اوصیاء عیسیٰ تھے زمین حجت خدا سے خالی نہ تھی بہر حال پیغمبر مرسل جو خدا کی طرف سے پیغام لے اور وحی اس کو پہنچے یہ سلسلہ ۶۰۰ سال تک معطل رہا تجھے بھیجا تاکہ تو ڈرائے ان لوگوں کو جن کے باپوں کو زمانہ فترت میں نہیں ڈرایا گیا۔

دوسری وجہ۔ ما موصولہ ہے اور اس سے مراد عیسیٰ سے پہلے کے تھے تاکہ

تو ڈرائے ان لوگوں کو جن کے باپوں کو ڈرایا گیا اور اس دور کے لوگوں کے باپوں کو اور سابقین کے دادوں کو گزشتہ پیغمبروں نے ڈرایا۔

خوشخبری دینا اور ڈرانا پیغمبروں کا وظیفہ ہے

کلام کا مکمل جملہ لِتُنذِرَ جو قرآن مجید میں ہے تکرار کے ساتھ انبیائ کی بعثت اور خصوصاً خاتم الانبیا آ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا ہے پیغمبروں کی بعثت اور نبوت کا نتیجہ (رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا) پیغمبران خوشخبری دینے والے تھے اور ڈرانے والے تھے خداوند کریم کی طرف سے بشارت دیتے تھے اہل ایمان کو اور اہل تقویٰ اور عمل صالح کرنے والے کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تھے ہر نیک عمل کرنے والے مومن کو خوشخبری دینے کے لیے اس انتظار میں بڑی پاداشں ہے یعنی بڑا اجر ہے۔ (وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا)۔

(سورۃ الکہف آیت ۲)

خوشخبری ہو تیرے لیے کہ تیرے مرنے کے وقت ملائکہ تجھ پر نازل ہوں گے جو کہ خوشخبری دیں گے کہ نہ ڈر اور غمگین نہ ہو اور تجھ کو اس بہشت کی خوشخبری ہو جس کا تجھے وعدہ دیا گیا تھا ملک الموت تیرے ساتھ تیری ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے خوشخبری ہو تجھ کو اے روزہ دار کہ مغفرت الٰہی تیری خوشی کے لیے ہے خوشی افطار کے موقع پر جو کہ لذت روحی ہے اگر آدمی با حضور افطار کرے تو خود روح کی خوشی محسوس کرتا ہے اور دوسری خوشی موت کے وقت (لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ اللَّهِ)۔ سفینۃ البحار جلد دوم ص ۶۴

۴۷

تو خدا کے لیے حرف سنتے اور کھانے پینے سے رکے تو خدا تیرا مددگار ہے
تیرے چھوٹے سے عمل کو بھی رائیگاں نہیں چھوڑے گا۔ (کُلُوا وَ اشْرَبُوا هَنِيئًا
بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ سورۃ الحاقہ آیت ۲۴)
دیگر جو خوشخبری جوانوں کے لیے ہے اس کو عرض کرتے ہیں جس شخص کی آنکھیں
کسی نامحرم عورت پر پڑیں اگر دوسری دفعہ نظر نہ کرے اور سر کو آسمان کی طرف بلند
کرے یا نظر نیچے کرے تو خداوند کریم اس کو دو چیزیں فوراً دے گا (بَرْدُ الْإِيمَانِ)
ایمان کی ٹھنڈک اور لذت روحانی کو پالے گا دوسری خوشی موت کے وقت ہے
قبر اور برزخ میں حور اس کے ساتھ ہوگی یہ حور اس دن سے ہے جس دن
سے اس نے عمل ذخیرہ کیا ہے (مَنْ نَظَرَ إِلَى امْرَأَةٍ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ
أَوْ غَمَضَ عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْتَدَّ إِلَيْهِ بَصَرُهُ حَتَّى يُزَوِّجَهُ اللَّهُ مِنَ الْحُورِ
الْعِينِ وَيُعَقِّبُهُ اللَّهُ إِيمَانًا يَجِدُ طَعْمَهُ۔

(مرآت الکمال مقاتی)

اور نذیر ہے یعنی ڈرانے والا ہے اے تارک الصلوٰۃ موت کے وقت
ملک الموت تیرا دشمن ہے بے ایمان مر جائے گا کافروں میں سے ہو جائے گا
پندرہ مصیبتیں تیرے لیے ہیں (حدیث شریف میں مفصل آئی ہیں)
اے رشوت خور آگ سے بھرے ہوئے پیٹ کے ساتھ تو محشر میں داخل ہو
گا اے یتیم کا مال کھانے والے تو آگ کھاتا ہے ابھی تو سمجھتا نہیں ہے لیکن اس
کی حقیقت موت کے بعد تجھ پر واضح ہو جائے گی اے ظالم جو لوگوں کا مال کھاتا
ذرے ذرے کے بارے سوال ہوگا اگر کوئی تیری نیکی ہے تو وہ بھی مظلوم کے حق میں

لکھی جائے گی اگر تیری کوئی نیکی نہیں ہے تو پھر مظلوم کے گناہ بھی تجھ پہ ڈال دیئے جائیں گے تاکہ عدل الٰہی ظاہر ہو بحار الانوار جلد سوم) فقط قوم عرب کو نہیں ڈرایا بلکہ قیامت تک آنے والی اُمت کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کو ڈرانے والے اور تمام لوگوں کو خوشخبری دینے والے ہیں۔

قبول اسلام کا معنی یہ ہے کہ جن چیزوں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈرایا ہے اُن کو ڈر کی وجہ سے ترک کر دو اور جن کی خوشخبری دی ہے اُن کو بجا لاؤ اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر یہ کہنا کہ اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے یہ جھوٹ ہے ان تمام چیزوں کی پیغمبر اکرم بشارت دیتے ہیں کہ صبح سحر کے وقت اٹھنا کم از کم اذان صبح سے پہلے پندرہ منٹ یا آدھا گھنٹہ جس میں گیارہ رکعت نماز شب کو ترک نہ کرو اور استغفار اور العفو کہنے کو ترک نہ کر۔

(وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ)

(سورۃ والذاریات آیت ۱۸)

ڈرانا زیادہ ہے لیکن ڈر سے کم ہیں

اس جگہ فرماتے ہیں (لِتُنْذِرَ) یعنی تمام لوگ کہتے ہیں کہ ڈرانے کی باتیں ہر وقت کرتے ہیں اور مولف فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ شیخ شوستری والا ہے کہتے ہیں کہ شیخ لوگوں کو بہت ڈراتے تھے فرماتے ہیں کہ شیخ ڈراتے تو تھے لیکن تم کتنے لوگ ڈرے ہو کیا کوئی آدمی تم نے دیکھا ہے جو صبح نماز شب کو پڑھتا ہو اور آخرت اور عالم برزخ کے خوف سے آنسو بہاتا ہو اور اس کا دل گریہ کرتا ہو اور جو گناہ بھی ہے اس کو ترک کر دیا ہو اکثر دل سخت ہوتے ہیں دلوں کو غفلت

گھیرے ہوتی ہے وگرنہ صحیح طور پر منبر کے پاس بیٹھ کر موعظہ سنے تو نجات پا سکتا ہے لیکن ایسے لوگ کم ہیں۔

عتبہ قرآن سے کانپ پڑا

ایک روایت ہے کہ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں تنگ آ گئے ایک ان کا بزرگ جس کا نام عتبہ تھا فصاحت میں بھی استاد تھا اس کو انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کی طرف بھیجا تاکہ ان کو ان کے مقصد سے خاموش کرے اور ان سے مباحثہ کرے تاکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی راہ ہموار ہو جائے عتبہ نے کہا میں اکیلا جاتا ہوں دیکھو کیا بنتا ہے پیغمبر اکرمؐ کے پاس آیا اور کہا کہ ان اشعاروں میں سے پڑھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا میں اہل شعر نہیں ہوں پھر اس نے کہا کہ اپنی بات سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا میرا کلام نہیں ہے رب العالمین کی کلام ہے اس نے کہا بہت اچھا اسی کو پڑھ کر سناؤ رسولؐ نے پڑھا تو عتبہ نے کان لگا کر سنا اس آیت کو حضورؐ نے پڑھا۔ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ۔ یعنی اگر انہوں نے اعراض کیا تو ان سے کہیں کہ میں ڈراتا ہوں بجلی سے جس طرح عاد و ثمود کو ڈرایا عتبہ نے سن کر حضورؐ کے منہ پہ ہاتھ رکھا اور کہا یہی کافی ہے جب مشرکین کے پاس گیا تو ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ تو محمدؐ کے جال میں پھنس گیا ہے عتبہ نے کہا کہ اس کی کلام نہ شعر ہے۔ اور نہ خطاب اور نہ کلام بشر ہے بلکہ مجھے تو انہوں نے آگ میں ڈال دیا محمدؐ نے ڈرایا ہے قیامت تک تاکہ کون ڈرتا ہے (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ) سورۃ قمر آیت ۱۸) کس قدر ڈرانے والی آیات لائے

رہیں جو کہ دوزخ کے عذاب سے ڈراتی ہیں (اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا)۔ سورۃ مزمل آیت ۱۳) اسی طرح بہت سی آیات دوزخ یاد دلاتی ہیں ظالم لوگوں کو (عَلَیۡہَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَہُمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ)۔ سورۃ تحریم آیت ۶)

لیکن کتنا تعجب ہے سخت دلوں پر جو کہ قرآن بھی پڑھتے ہیں اگر قرآن پڑھو تو فقط قرائت ہی نہ پڑھو بلکہ فکر اور تدبر کے ساتھ پڑھو فقط قرائت ہی اچھی ہے لیکن کم نفع ہے ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو آخرت کو ایک حکایت کے طور پر جانتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ہم میں سے مر جاتا ہے اس کو قبرستان میں سپرد خاک کرتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں تو اس کے سر پر میراث ہوتی ہے جس کی کوئی خبر نہیں ہوتی (لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا) سورۃ دھر آیت ۱)

آیا اس فکر میں نہیں پڑتا کہ پچاس جگہ کھڑا ہونا ہے اور ہر جگہ ہزار سال ہے (فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ) سورۃ سجدہ آیت ۵)

میزان مسلمانوں کیلئے ہے

کہتے ہیں کہ کفار کے لیے ہے یہ عذاب ہمارے لیے نہیں ہے بحار جلد ۳ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں میزان اور حساب مسلمانوں کے لیے ہے کہ جو کام نیک بھی کرتے ہیں اور برے بھی کرتے ہیں وگرنہ کافر کا تو حساب بھی نہیں ہے کہ اس کا کوئی نیک کام ہو اور گناہ کے مقابلے میں تراز و کیا جائے تفسیر نیشاپوری میں نقل کیا ہے اس بچے کے واقعہ کو جو کہ صحیح سالم سکول گیا اور بیمار واپس لوٹا اس کے باپ نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ استاد نے یہ آیت ہمیں یاد دلائی ہے۔

(وَاتَّقُوا يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا) اس دن سے ڈرو جو بچوں کو بوڑھا کر دیتا ہے میں اس دن کے ڈر سے ناراحت ہوں بالآخر بچہ مر جاتا ہے تو اس کا باپ کہتا ہے کہ تو نے مجھے پاک دل اور پاک فطرت قرآن سے متاثر کیا ہے تیرا سیاہ دل باپ اس ڈر سے مرجاتا روایت کی گئی ہے کہ حساب سے چالیس سال پہلے حیرت کا منظر ہے کہ قبر ہمارے ساتھ کیا کرتی ہے اے عزت والے دوست کیا کوئی نیک کام کیا ہے کہ جس سے محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ کے دامن کو کل قیامت کے دن پکڑ سکو یا ان کو اپنا منہ دکھا سکو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام راہوں اور ملکوت کو پیغمبرؐ کے لیے معلوم کروائیں

(۲) تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یہ قرآن کریم کلام رب العالمین ہے خدائے عزیز کا نازل کیا ہوا ہے کوئی محتاجی لوگوں کے بجالانے کی نہیں رکھتا لیکن مہربان ہے راہ راست کی نشاندہی کرتا ہے تاکہ صراط کے سقوط سے بچ جائیں اس قرآن میں ان کو ڈرایا گیا ہے خبردار سقوط کرو۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا) تاکہ اس قرآن کے سبب سے ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپوں کو نہیں ڈرایا گیا جو بے خبر رہے یہ اشارہ ہے زمان فترت کی طرف کیونکہ رسول خداؐ سے کئی سو سال قبل بھی کوئی پیغمبر مرسل نہ تھا جو ان کو ڈراتا (فَهُمْ غَافِلُونَ) پس یہ بے خبر تھے لیکن خداوند کریم نے بندوں پر اس زمانے میں احسان کیا اور اپنے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا خداوند کریم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام راہوں کا نشان بتا دیا دنیا و آخرت ملک و ملکوت اور بہشت و جہنم کا تاکہ ڈرائے اس مخلوق کو معراج کی رات میں ملکوت کی چیزوں کی نشاندھی کی تاکہ لوگوں کو ڈرائیں۔

مشرکین مکہ کا جہنمی ہونا ایک غیبی خبر ہے

(لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ)

یعنی حقیقت مسلم ہے قول سے مراد کیا ہے کہ ابتدائی خلقت میں شیطان کو خطاب ملا (لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ عزت و جلال کی قسم کہ دوزخ کو تجھ اور تیرے پیروکاروں سے پُر کروں گا یہ قول خدا اکثر اہل مکہ پر مسلم ہو گیا کہ جہنمی ہوں یہ آیہ خبر غیبی قرآن سے ہے کہ یہ مشرکین آخر عمر تک مومن نہیں ہوں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرویدہ نہیں ہونگے (فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ! یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیوں۔ یہ بعد والی آیات میں روشن ہو جائے گا۔

زنجیر گردن پر اور آگے پیچھے پردے کا ہونا

(اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ)

ہم نے ان کی گردنوں میں زنجیر قرار دے دی ہے جو کہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہے پس ان کے سر ہوا میں ہیں جس شخص کی گردن کو سینے تک زنجیر کے ساتھ باندھ کر ہوا میں لٹکا دیا گیا ہو وہ کیا دیکھ سکتا ہے (وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ) فقط اس پر بھی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ ان کے آگے ایک پردہ قرار دے دیں گے اور ان کے پیچھے بھی پردہ اور ان کی آنکھوں کے سامنے پردہ ڈال دیا جائے تو پس یہ نہیں دیکھ سکیں گے

آیات یا تو قیامت کی طرف راجع ہیں یا تمثیل کے طور پہ ہیں

جو کچھ ہم نے ڈرایا یہ نہ ڈرے تو تب ہم نے یہ سزا ان کو دی ان دو آیات سے ظاہر ہے کہ مفسرین نے ان میں تین وجہیں ذکر کی ہیں ایک یہ ہے کہ (جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ) یہ آخرت کی طرف راجع ہیں قیامت میں اس طرح ہوگا دوسری وجہ یہ ہے کہ مثال کے طور پر کہا گیا ہے یہ کوئی خارجی چیز نہیں بلکہ ان کے سر پر ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے تیسری وجہ یہ ہے جو کہ بہتر ہے کہ حقیقی ہے حقائق فعل سے یعنی اگر ابھی ہی ملکوت میں یہ اسی بدن کے ساتھ ظاہر ہوں تو ان کی گردنوں میں زنجیر ڈالی ہوئی ہوگی اور وہ نہیں جان سکیں گے کہ ان کے سامنے اور پیچھے بڑا پردہ لگا ہوا ہے اس معنیٰ کو ایک اور تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اغلال یعنی زنجیر کیا ہے؟) اگر اغلال یعنی زنجیر کو سمجھ لیا جائے تو ہر شخص پھر اپنی نظر کے مطابق بنا سکتا ہے۔

شہوات اور آرزوئیں اندھا اور بہرہ کر دیتی ہیں

لوہے کی زنجیر ہے گردن کے گوشت کے لیے دیگر پاؤں کے آگے کو نہیں دیکھتے یہ ظاہر معنیٰ تھا آیہ شریفہ کا البتہ یہ آیت حقیقت میں روح رواں آپ کی ہے یعنی اس زنجیر سے روح کسی چیز کو درک نہیں کرتا بغیر پردہ کے کہتے ہیں کہ یہ امیدیں اور آرزوئیں زنجیر ہیں شہوات کی محبت اور دنیا کی محبت بادشاہی کا لالچ جس جگہ

بھی پیدا ہوں انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتے ہیں جس شخص کو امیدیں اور آرزئیں اندھا اور بہرہ کر دیں وہ آگے کچھ نہیں دیکھ سکتا باقی سب چیزوں کو دیکھ لے گا لیکن قبر کو نہیں دیکھے گا اگر کوئی شخص صحیح طور پر فکر کرے تو انصاف کے ساتھ اس (مِنۡ بَیۡنِ اَیۡدِیۡھِمۡ) سے معلوم ہو جائے گا کہ اسی سقوط کا ایک ترجمہ خود اس میں ہے باقی سب چیزوں میں فکر ہے بغیر موت کے باقی تمام چیزوں سے ڈرتا ہے بغیر بے ایمان مرنے کے (وَمِنۡ خَلۡفِھِمۡ) اپنے سابقہ حالات کو بھی نہیں دیکھتا گزشتہ گناہوں کو فراموش کر دیا ہے درست ہے کہ خداوند کریم اپنی طرف نسبت دیتا ہے فرماتا ہے کہ ہم نے کیا (جَعَلۡنَا) ہم نے قرار دیا لیکن (نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی) جو تو چاہتا ہے وہی خدا تجھے دیتا ہے خود تو نے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو ترجیح دی ہے۔

فرعون کے لیے بھی پانی جاری کرتا ہے

حیوٰۃ القلوب میں مجلسی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے فرعون کے بارے میں ہے کہ اس کو کہا گیا کہ جس وقت سے تو نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے دریائے نیل خشک ہو گیا ہے تو کہتا ہے کہ میں خدا ہوں اگر تو خدا ہے تو پھر اس دریا کو جاری کر اس نے کہا بہت اچھا اس کو جاری کروں گا۔ لشکر کے ساتھ شہر سے باہر آیا صحرا میں لشکر والوں سے کہا کہ تم یہاں رہو میں پانی کو جاری کرتا ہوں جلدی کے ساتھ گیا اور ایک جگہ نظروں سے غائب ہو گیا وہاں کوئی شخص نہ تھا گھوڑے سے اترا تاج کو اتارا خود کو خاک پر گرا دیا اور کہا اے عالمین کا خدا میں خود جانتا ہوں کہ میں جھوٹ بولتا ہوں لیکن میں آخرت کو نہیں چاہتا دنیا کی بادشاہی کو طلب کرتا

ہوں مجھے رسوا نہ کرنا خدایا میں جانتا ہوں کہ تمام کام تیرے ہاتھ میں ہیں میری حاجت کو اپنی درگاہ میں آسان کر کہ یہ پانی جاری ہو جائے وہ پانی جاری ہو گیا تعجب نہ کرو کیونکہ جو شخص جو چاہتا ہے وہ اُسے دیتا ہے وہ خود کہتا ہے کہ میں آخرت نہیں چاہتا دنیا کو چاہتا ہوں جیسا کہ شیطان بھی آخرت کو نہیں چاہتا تھا اور اس نے تاقیامت دنیا میں رہنے کو مانگا تھا۔

کوئی شخص بھی اس دروازے سے محروم نہیں ہے

اس طرح کوئی شخص بھی نہیں کہے گا کہ پانی کا جاری ہونا لوگوں کے گمراہ ہونے کا سبب ہے اس طرح نہیں کیونکہ ہر صاحب شعور سمجھتا ہے کہ یہ بشر کا کام نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ مہربان ہے دشمن کو بھی محروم نہیں کرتا ہے (کوئی شخص بھی اس دروازے سے محروم نہیں ہے) کہواے خدا کہ وہ فرعون جو کہ بدبختریں آدمی تھا اور اس نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا تھا اور پھر وہ عاجزی کے ساتھ تیرے دروازے پر آیا تو نے اس کو بھی محروم نہیں کیا آج ہم آپ کے مہمان ہیں بحسب ظاہر ہم روزہ دار اور مسجد میں ہیں جو کہ تیرا گھر ہے کیا ہوگا کہ تو ہماری زنجیروں کو ہمارے دلوں سے کھول دے گا (وَقَعَدَتْ بِیْ اَغْلَالِیْ) زنجیروں نے مجھے زمین گھیر کر دیا ہے جو کہ آخرت کی فکر میں مجھے نہیں پڑنے دیتیں شہوات اور امیدیں نہیں چھوڑتیں مگر تو لطف فرمائے۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ)

گزشتہ بحث میں اس جگہ پہنچے تھے کہ آدمی جبراً یا بلا اختیار کے بہشت یا جہنم میں ڈالا نہیں جائے گا جو کچھ ہے انسان کے اختیار میں ہے فرماتا ہے۔ (اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا) وہی زنجیریں جو تو نے خود درست کی ہیں خدا تیرے گلے میں باندھ دے گا یہ نہ کہو کہ خدایا تو نے یہ زنجیریں ڈالی ہیں بلکہ خود انسان نے اپنے گلے میں ڈالی ہیں شہوات حب دنیا سے تو اندھا و بہرہ ہو جائے گا تیرے آگے اور پیچھے پردہ ڈال دیا جائے گا کام کے آخر کو نہیں دیکھا آرزو زیادہ ہو گئی ہے کام اس جگہ پہنچ جائے گا کہ اپنے بڑھاپے کو دیکھے گا بڑھاپے میں بھی آرزو اور اُمیدیں اسی طرح آتی ہیں کہ موت کو نہیں دیکھتا اور دوسری طرف گناہان گزشتہ کو بھی نظر نہیں کرتا اُمیدیں دوسرے سالوں کے لیے رکھتا ہے حالانکہ یہ معلوم نہیں کہ کل زندہ ہو گا یا نہ ہو گا یہ آرزئیں اس قدر سرگرم ہوں گی کہ عمر کے اصلی سرمایہ کو ہاتھ سے دے دے گا اور جو شخص اس قدر سقوط کر جائے اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ)

مردہ دل کی نشانی یعنی کسی چیز سے متاثر نہ ہونا

تو اُن کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے فرق نہیں ہے کیونکہ ان کے دل پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں کرتا اگرچہ حقیقی موت کو پہنچ جائے اس کے لیے متاثر نہیں ہوتا جب پاؤں بے حس ہو جائیں گے چاہتے ہیں کہ دیکھیں آیا حرکت ہے کہ نہیں کیا اس کو تکلیف ہوتی ہے یا نہیں اگر متاثر نہ ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ کام تمام ہو گیا ہے اس کو جس قدر ڈرائیں نہیں ڈرے گا (اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَلَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ) سورۃ نحل آیت ۲۱) آدمیت کی فطرت خراب ہو گئی ہے مادہ و مادیات کے بغیر کسی چیز کو درک نہیں کرتا لیکن فقط اس سے ڈرتا ہے کہ رقم کم ہو جائے گی اور عزت لوگوں میں نہیں رہے گی اس کا مقام گر جائے گا یہ گناہ جو کیا ہے حساب کے وقت معطل ہو جائے گا اس کی پرواہ نہیں کرتا بحار الانوار کی دسویں جلد میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لیے اس آیت کو پڑھا (وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ) یعنی جہنم ان کی وعدہ گاہ ہے اس کے سات دروازے ہیں حضرت علی علیہ السلام کے حالات میں ہے کہ سردیوں میں جس طرح ایک پرندے کو پانی پہنچے تو کس طرح کانپتا ہے اسی طرح حضرت علی علیہ السلام ان آیات کو سن کر کانپتے تھے اگر زندگی ہو تو اس کے آثار معلوم ہو جاتے ہیں زندہ دل کے لیے نشانیاں ہوتی ہیں ڈرنے میں اور خوشیوں میں زندہ دل کے آثار نمایاں ہیں اگر دل مردہ ہے تو قرآن بھی اس پر اثر نہیں کرتا لیکن اگر مختصر زندگی بھی ہو تو بالآخر اثر پیدا کر لیتا ہے (لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا) قرآن ان لوگوں کو ڈرانے کے لیے ہے کہ جو

زندہ ہیں اگر زندہ ہے تو پھر قرآن اس میں اثر کرتا ہے (اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ) تنہا اس شخص کو ڈراتا ہے کہ ذکر کی پیروی کرے اور چھپ کر خدا سے ڈرے اگر دل زندہ نہیں ہے تو پھر محال ہے کہ قرآن ایسے دل پر اثر کرے (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) سورۃ نمل آیت ۸۰)

لیکن جب تک زندہ ہے اُمید ہے کہ اس کے دل پر اثر ہو اس کی فطرت ہی نہ چلی گئی ہو اپنی فطرت کے مطابق قرآن کی طرف مائل ہے۔ اکثر اہل مکہ مردہ دل ہیں وہ ایمان لانا نہیں چاہتے وہ آخرت کے نام سے بھی نالاں ہیں جب تک اس کی فطرت باقی ہے (خَشِيَ الرَّحْمٰنَ) یعنی رحمٰن سے ڈرنے والا ہے کبھی انسان اس فکر میں چلا جاتا ہے کہ میں ایمان دار ہوں یا نہیں اگر میری موت آجائے تو میں مومن ہوں یا نہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جو ایمان کی تشریح کرتی ہے۔ جس شخص کو گناہ ناراحت کرے اور نیک کام اس کو خوش کرے تو وہ مومن ہے (مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَةٌ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَةٌ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)۔ معلوم ہو جائے گا کہ ثواب اور عقاب کو مانتا ہے مخصوصاً ذکر کے موارد میں یعنی اس کو مدد کرنے میں معلوم ہو جائے گا کہ دل کی زندگی باقی ہے خطرات کے وجود کی مثالیں انسان کے لیے بیان کی ہیں خصوصاً شیخ صدوق علیہ الرحمۃ جو کہ حکماء سے نقل فرماتے ہیں ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں کہ ہم سب ان پر خاص توجہ دیں۔

طبیعت کا کنواں اور پینے کی زیادہ خواہش

ایک شخص بیابان میں جا رہا تھا کنوے میں گر گیا کنوے کے وسط میں ایک لکڑی تھی اس کو اس نے پکڑ لیا تاکہ گرنے سے بچ جائے دیکھا تو کنوے کی

گہرائی میں بڑے سانپ کا منہ کھلا ہوا ہے اس لکڑی کے ایک طرف ایک سفید چوہا ہے اور دوسری طرف ایک سیاہ چوہا ہے وہ دونوں طرف سے لکڑی کو کاٹ رہے ہیں اور اس کو باریک کر رہے ہیں یہ کتنا بڑا خوف کا مقام ہے لیکن جب اس کی آنکھیں کنواں کے ایک کنارے پر پڑیں تو دیکھا کہ تھوڑا سا شہد مٹی کے ساتھ ملا ہوا پڑا ہے اور اس پر مکھیاں آ جا رہی ہیں سانپ اور چوہوں کو بھول کر مٹی کے ساتھ ملے ہوئے مکھیوں کے جوٹھے شہد کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو کھانے میں مشغول ہو گیا اس وقت بھی بڑا خوش ہوتا ہے کہ کتنا اچھا ہے کہ مجھے شہد ملا۔ کنواں یہی دنیا ہے اور وہ سانپ یہی موت ہے اور جس لکڑی کو اس نے پکڑا وہ یہی زندگی ہے اور وہ دو چوہے یہی دن رات ہیں جو کہ عمر کو کم کر رہے ہیں تاکہ موت کے منہ میں گر پڑے وہ شہد یہی شہوت دنیا ہے کہ ہر گھونٹ ہزار تکلیف کے ساتھ ہے مطلق پینا اور خوش ہونا اس دنیا کی زندگی میں نہیں ہے نہ کھانے میں اور نہ پینے میں اور نہ لذت جنسی میں مطلق خوشی ایک اور عالم میں ہے جس میں پینا تکلیف کے بغیر ہے بشرطیکہ اس جگہ سے تقویٰ اور ولایت کے نور کے ساتھ جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(٦) اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ عَظِیْمٍ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ؕ

دنیا پردہ اور برزخ و آخرت گواہ و شاھد ہیں

(سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ) اکثر اہل مکہ کی روح مردہ ہیں (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سورۃ نمل آیت ٨٠) مردہ تو سن بھی نہیں سکتا جو کچھ خدا اور آخرت کے بارے میں کہتے رہو وہ نہیں سمجھ سکتے ان کے لیے کہنا نہ کہنا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ہر جگہ ایسا ہی ہے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو جتنا ہی ڈراؤ وہ گناہوں کو ترک نہیں کریں گے پس کون ڈرتا ہے؟ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ) وہ شخص ڈرتا ہے جو ذکر کی پیروی پر آتا ہے اگر قرآنی آیت اس پر پڑھیں تو اثر کرتی ہے یعنی خدا سے ڈرتا ہے غیب میں یعنی پوشیدہ جس جگہ خدا کے بغیر کوئی بھی نہیں ہے اس جگہ خدا سے ڈرتا ہے لیکن اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ غیب کے معنی حجاب کے ہیں کہ جب تک انسان کو موت نہیں آتی تو وہ پردے میں پوشیدہ ہے غیبت میں ہے خدا اور ملائکہ اور برزخ اور ملکوت اسکے پیچھے میں ہیں جب موت آئے گی تو اس کے بعد اگرچہ ملکوت کو بھی دیکھ لے تو اب ڈرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

یوسفؑ کا خداوند کریم سے تنہائی میں ڈرنا

جناب یوسف علیہ السلام کے بارے میں جب کہ زلیخا نے کمرے کے دروازے بند کر دیئے اور اپنے دوپٹہ کو بت پر رکھ دیا اور حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ خلاف کام نہیں کروں گا تو اس بے شعوریت کو کیا ملاحظہ کرتی ہے لیکن میں خدائے علیم وخبیر سے کس طرح ملاحظہ کرتا ہوں؟ اے وہ شخص کہ جس کے پاس لوگوں کا مال ہے اور اس کے پاس کوئی سند نہیں ہے لیکن خدا تو جانتا ہے اور تجھ سے مال واپس لے سکتا ہے جس کے دل میں ڈر ہوگا وہ زندہ ہے ڈرنا اس کے کام کو بنا دے گا ہر شخص جو نماز گزار اور روزہ دار ہو جو کہ روزہ عمل خالص ہے خدا کے لیے فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ) پس تو اس کو بڑے اجر اور مغفرت کی خوشخبری دے۔ مغفرۃٍ پر تنوین تنکیر ہے تفخیم کے لیے (یعنی بڑی مغفرت جس کا وصف نہیں بیان کیا جا سکتا اور اجر کریم اتنا بڑا ہے کہ وصف نہیں بیان کیا جا سکتا اس بزرگ اجر اور بڑی قیمت والے اجر کا یقیناً خداوند کریم کی طرف سے بہت بڑا فائدہ ہے۔ اِنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى)

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵

مرنے کے وقت کوثر کو چکھتا ہے اور مرتا ہے

آپ نے اس کے دروازے کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بھی آپ کو ناامید نہیں لوٹائے گا مخصوصاً نوجوانوں کو جو کہ اوائل عمر میں ہیں۔ اجر کریم یہ ہے کہ مرنے کے وقت حوض کوثر کو پیئے گا (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـٴًۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ) (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۴)

اے وہ شخص جس نے ایک ماہ روزے رکھے اور خوراک اور پانی سے خودداری کی ہے اب تو اس کو چکھ لے (ربنا و ذقنا هنيئا لا ظما بعده ابدا (دعای ندبہ) ہدایت کے چراغ (اسد الله الغالب علی بن ابی طالب) کے ہاتھوں سے پیے گا بعض اہل ایمان ابھی بھی چکھتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے حضرت قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ایسا آدمی نہیں مرتا جب تک مومن کوثر سے نہیں چکھتا مرنے کا وقت یقینا سخت ہوتا ہے اور اگر اس وقت ساقی کوثر کے ہاتھ سے ایک پیالہ نوش کرے تو کتنی لذت اس کے لیے ہو گی مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے مرنے کے وقت ہم حاضر تھے کہ اس سے اچانک خوشبو آنے لگی تو ایک مومن نے کہا کہ دور ہو جاؤ تا کہ حضرت آسکیں وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں یتیم کا مال ہو اور وہ خدا کے خوف سے ایک درھم بھی واپس کر دے اور ایک شخص کے ہاتھ میں یتیم کا مال ہو اور وہ بغیر کسی پرواہ کے کھا جائے تو کیا یہ دونوں برابر ہیں (ما هكذا الظن بك - ساء ما يحكمون) (ام نجعل الذين امنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الارض ام نجعل المتقين كالفجار)

(سورۃ ص آیت ۲۸)

قیامت خوشخبری ہے نیکوں کے لیے اور دھمکی ہے بُروں کے لیے

قیامت کی دلیلوں میں سے ایک یہی ہے یقینا جزا کا عالم ہونا چاہیے وگرنہ خدائے حکیم کی حکمت علی الاطلاق ختم ہو جائے جو شخص عالم جزاء کا منکر ہے وہ

خداوند کریم کا شکر ہے اس بڑے جہان کے ظہور کا نتیجہ قیامت پروردگار ہے زندگی فعلی ہے مرنے کے بعد (اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی) اے مسلمانوں خوشخبری ہو تم کو کہ ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اے بے ایمان تمہارے لیے جھڑکی ہے تاکہ مرد کا لباس تبدیل ہو اور نئی زندگی اس کے حصے میں ہو بدن مادی اور سر کا درد ہے اور بدن لطیف تو نقصان مادہ نہیں رکھتا تو معلوم ہو جائے نیند عاجزی کی ہے جسم کے درد یہ بدن مادی سے ہیں اور بدن برزخی تو کوئی دوا اور ڈاکٹر کا محتاج نہیں ہے ایک بوڑھی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ حضورؐ میرے لیے دعا کیجئے تاکہ بہشت میں جاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاح کے طور پر کہا بوڑھی عورت جنت میں نہیں ہوگی بوڑھی عورت نے رونا شروع کیا اور پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جوان ہو کر بہشت میں جاؤ گی سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۵۳۹ (انا نحن نحی الموتی) ہم مُردوں کو زندہ کریں گے موت کے بعد بلا فاصلہ روح بدن مثالی کے ساتھ تعلق پیدا کرے گا وہ بدن جو کاملاً اس بدن مادی کا شبیہ ہے بدن لطیف اس کی جگہ آجائے گا (وَ نَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا) ہم لکھیں گے جو تم نے آگے بھیجا تیرا عمل رب العالمین کے بھروسے کا مقام ہے ہر وہ کام جو تو نے خدا کے لیے کیا ہے بزرگ ہے ہم اس کو ثبت کریں گے نہ صرف نامہ عمل میں بلکہ لوح محفوظ میں ثبت کریں گے جو بھی نیک عمل تم نے آگے بھیجا جیسے کہ ہر راز کو خیر و شر سے ثبت کرتے ہیں۔

اولاد اور خیرات باقی ہیں یہ آثار ہوں گے مرنے کے بعد

(وآثارھم) اکثر مفسرین فرماتے ہیں (ماقدموا) جو تم نے موت سے پہلے بھیجا (آثار) وہ چیز جو تم کو موت کے بعد پہنچے گی کتنی روایات ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی موت کے بعد منقطع ہو جائے گا مگر چند چیزیں اول اولاد اگر تو قدرت رکھتا ہے تو اولاد صالح اور تربیت شدہ کو یقین اور تقویٰ کے ساتھ اجتماع کی تحویل میں دے جو کام بھی اولاد کرتی ہے اس کے آثار ماں باپ کے لیے ہیں دوم خیرات ثابت یعنی کوئی دینی کتاب لکھی ہے اور اس کی موت کے بعد اس سے لوگ فائدہ حاصل کریں اور دیگر خیرات جو فقراء و مساکین کے اس کے مال سے کام آتی رہیں۔

نمک کی کان کی آمدن اور عزاداری امام حسین علیہ السلام

مرحوم حاج شیخ عبد الحسین تہرانی - استاد حاجی نوری نے منبر پر فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ناصر الدین شاہ کی حکومت کا ایک آدمی سرکردہ تھا میں نے اس سے کہا جب تو تہران میں تھا تو میں تجھے دیکھتا تھا تو اس شخصیت اور مقام کا مالک نہیں تھا اب تو اتنے درجہ پر کیسے پہنچا ہے اس نے کہا کہ جب میں مرا تو ایک میری نمک کی کان تھی طالقان میں تو میں نے زندگی میں وصیت کی کہ جب عاشورا محرم آئے تو اس کی جو آمدنی ہو اس کو نجف اشرف بھیج کر وہاں عاشورا محرم

امام حسین علیہ السلام برپا کی جائے شیخ نے اس اپنی فرمائش کو منبر پہ کہا تو مرحوم حاج شیخ نظر علی طالقانی منبر کے ساتھ بیٹھتے تھے انہوں نے کہا میں اہل طالقان سے ہوں اور یہ خواب سچا ہے اسی طرح ایک کان وہاں ہے اور انہوں نے اسی طرح وصیت کی تھی (دار السلام تالیف حاجی نوری) روایت کی گئی ہے کہ آخر الزمان میں مردے زندوں سے بے نیاز ہوں گے کیونکہ اس زمانے میں وقف کی زمینوں کو بھی وارث غصب کر لیں گے اور پھر ان میں تصرف کر کے مردوں پر ظلم کریں گے وہ بیچارہ عزائے حسین علیہ السلام کی برکت کے لیے وقف کرتا ہے کہ اس سے نفع حاصل کرے لیکن تم لوگ اس کے حقوق پر ظلم کیوں کرتے ہو۔ خیرات باقیات میں سے پانی کا چشمہ اور درخت ہے جب تک یہ باقی رہیں وقف کرنے والا نفع حاصل کرتا رہتا ہے (والباقیات الصالحات خیر لکم)

انسان کی زندگی کے اوقات مرنے کے بعد

رسول خدا کی طرف سے کافی بشارتیں حاصل ہوئی ہیں فرماتے ہیں کہ موت کے بعد زندگی کے وقت کی مدت جتنا ایک خزانہ کھلے گا کہ اس کی خوشی تجھے پہنچے گی اگر وہ تمام دوزخیوں پر تقسیم کر دی جائے تو وہ بھی خوش ہو جائیں گے یہ وہ وقت ہے جو تو نے خدا کی یاد میں گزارہ ایک وقت تجھ پر اتنا غم آئے گا کہ اگر تمام بہشتیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ غمناک ہو جائیں گے یہ وہ وقت ہے جو تو نے گناہ میں گزارہ یہ خیال نہ کر کہ مٹ جائے گا ایسا نہیں ہے۔ ایک وقت ایسا ہے کہ نہ خوشی اور نہ غم ہو گا یہ وہ وقت ہے جو تو نے مباح کام کیا (یہ بھی غم کے اسباب سے ہے کیونکہ تو جانتا تھا کہ اس وقت کو بھی تو خدا کی راہ میں گزارتا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۷) وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ

جھگڑا اور بہانے بنانا پیغمبروں کے ساتھ

آیات مبارکہ انطاکیہ کی داستان اور تین آدمیوں کا واقعہ جو کہ اللہ کے با لواسطہ یا بلا واسطہ رسول تھے یہ مشہور بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دو آدمیوں کو بھیجا تو ان کو لوگوں نے مارا اور قید کر دیا اور تیسرے کو بھیجا جس کا نام شمعون تھا اس نے ان کو قید سے باہر نکالا اور پھر تینوں نے مل کر گلی کوچوں میں لوگوں کو دعوت دی لا الہ الا اللہ کی یعنی توحید خدا کی اور بتوں کی نفی اور خدا و آخرت سے ڈر کی دعوت بعض نے ذکر کیا ہے کہ چالیس آدمی ایمان لے آئے لیکن باقی نے جھگڑا اور بحث شروع کر دی پھر جنگ اس بات پر شروع ہو گئی کہ وہ کہتے تھے (مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا) تم نہیں ہو مگر ہماری طرح آدمی ہم میں کوئی فرق نہیں ہے کس امتیاز کی وجہ سے خدا نے تمہارے اوپر وحی نازل کی ہے (وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ) الرحمٰن نے تم پر کوئی چیز نازل نہیں کی ہے۔

یہ ایک گروہ وثنیہ سے ہے جو کہتے ہیں کہ تمام لوگ ایک درجے کے ہیں کسی شخص کو دوسرے پر امتیاز نہیں ہے اگر انبیاءؑ کی دعوت سچی ہے تو خدا کو چاہیے

ایک فرشتہ کو بھیجے اس کا ذکر اور جواب قرآن مجید میں سورۃ انعام میں ہے کہ اس طرح سزاوار ہے کہ انہوں نے خدا کو نہیں پہنچانا اور کہا کہ خدا نے بشر پر وحی نہیں بھیجی ہے (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ) سورۃ انعام آیت ۹۱) ان حروف کا لازمہ یہ ہے کہ خداوند کریم نے بشر کو مہمل چھوڑ دیا ہے اس موت کے بعد کی زندگی سے آگاہ نہیں فرمایا کیا اس طرح کی تہمت خداوند کریم پر صحیح ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ آدمی کو مہمل چھوڑ دے تو یہ آدمی پر ظلم ہے کل قیامت کے دن لوگ کہیں گے کہ اے خدا تو نے ہمارے لیے کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیجا تا کہ ہم اس کی پیروی کرتے (لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ) سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۴) ان پر تو حجت بھی تمام نہیں ہے۔

انسان کا محتاج ہونا راہنما کی طرف ابرو کے ہونے سے زیادہ ضروری ہے

شیخ الرئیس ابو علی سینا کی تعبیر پیغمبر کی احتیاج کے بارے بہت اچھی ہے کہتے ہیں کہ آدمی کی احتیاج پیغمبر کی طرف ابرو کی حفاظت سے بھی زیادہ ہے کوئی ایک آدمی بتاؤ جس کی ابرو کے اوپر کوئی حفاظت نہ ہو کیونکہ یہ ایک تو پیشانی کے پسینے کو روکتی ہے اور خوبصورتی کے لیے بھی تا کہ آنکھوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے اگر کوئی اور چیز آنکھ کے اردگرد ہو تو وہ نور کو زائل اور ختم کر دیتی ہے کہتے ہیں کہ وہ خدا جس نے اتنی سی چیز کو بھی مہمل نہیں چھوڑا تو وہ کیا رسولوں کے بھیجنے میں کوتاہی فرمائے گا؟ جیسے کہ وہ کہتے ہیں کہ فرشتہ پیغمبر کے مقام پر آئے اور وہ بشر کی جنس

سے بھی نہیں ہے اور حجت بھی لوگوں پر تمام ہو گی قرآن مجید میں ہے کہ (وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ) سورۃ انعام آیت ۹) چاہیے کہ پیغمبر انسان کی جنس سے ہو تا کہ لوگ اس کے پاس بیٹھ سکیں کہ اس سے گفتگو کر سکیں اگر کسی اور نوع سے ہو تو پھر بشر کی نوع سے مناسبت نہیں ہو گی لہذا فرماتے ہیں اگر ہم چاہیں کہ فرشتے کو پیغمبر کریں تو مجبوراً اس کو بشر کی صورت میں کریں گے اور اس کو وہی پہنائیں گے جو بشر پہنتا ہے۔

نہ دیکھنے کے بغیر خریدنا مشکل ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں اگر فرشتے کو اس کے حال میں بھیج دیں تو تمام مر جائیں گے (وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ) سورۃ انعام آیت ۸) عالم غیب کا غلبہ عالم فرشتہ پر ہے اور وہ کسی اور عالم سے ہے فرشتہ جو کہ عالم مجردات میں ہے کس طرح ہے کہ وہ تمہارے لیے بھیجا جائے اگر فرشتہ آئے تو اور دلیلیں ہیں اور یہ حال ہو گا کہ غیب کے ساتھ ایمان لاؤ۔ البتہ چاہیے کہ خداوند تعالی بھی پیغمبر کو ایسا بھیجے کہ یہ بشر نہ کہہ سکے کہ یہ ہمارے جیسے ہیں اس کو خصوصیات دے علم و قدرت دے یعنی معجزہ بھی اس کے ساتھ ہو جیسے کہ ان دو تین آدمیوں نے مردے کو زندہ کیا پھر وہ سابقہ واقعہ کہ ان تین مردوں نے کہا (قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ) خدا جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں تمہاری تکذیب یا تصدیق ہماری پیغمبری کو کوئی فائدہ نہیں دیتی (وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ) ہم پر نہیں ہے مگر واضح پہنچانا ہمارا جو وظیفہ ہے وہ یہ ہے کہ خدا کی دعوت کو تمہارے کانوں تک پہنچائیں تم چاہو قبول

کر دیا نہ کرو (لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ) بغیر کسی شک و شبہ کے توحید اور معاد کو ہم نے تم تک پہنچایا ہے کچھ ان میں سے واپس لوٹے اور انہوں نے لغوی کلمہ کہا (قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ) ہم آپ کو بری نال کے ساتھ پکاریں گے کہ تم ہمارے لیے زحمت بن کر آئے ہو (لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ) اگر تم نہ رکے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے (وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ) تمہارے لیے سختی کا عذاب کریں گے ہماری طرف سے تم کو سخت اذیت پہنچے گی۔

بدبو میں کام کرنے والے شخص نے جب عطر فروش کے پاس خوشبو سونگھی تو بیہوش ہو گیا

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں ایک شعر کی داستان ہے جو کہ یہاں مناسب ہے دو گندگی میں کام کرنے والے آدمی ایک دن اکٹھے بازار گئے ایک جب عطر فروش کے پاس پہنچا تو اس نے چیخ ماری اور بیہوش ہو گیا اس عطر کی خوشبو کے پہنچنے کی وجہ بیچارے عطر فروشوں نے اس کے ناک میں اور خوشبو دی تو وہ زیادہ بے حال ہو گیا لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اس کا ساتھی پہنچا تو اس نے دیکھ کر سمجھ لیا جلدی سے وہ نجاست اٹھا کر لایا اور اس کی ناک کے قریب کی تو وہ ہوش میں آگیا اور ٹھیک ہو گیا لوگوں نے اس کے گرد جمع جوڑ لیا کہ یہ کیا دوا تھی کہ جو اس کو ہوش میں لائی ہے اس نے کہا کہ نہ میں افلاطون ہوں اور نہ ارسطو جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا کام ہر وقت بدبو اور نجاست میں ہوتا ہے ہمارا کیا کام عطر اور گلاب کی خوشبو سے یہ کہانی ایسے ہی

ہے جیسے کہ بہشتی ہونا اور عالم اعلیٰ کی طرف اُنس رکھنا۔ بہشتی کے لیے اگر موت کا نام آئے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اس کے وطن کا نام ہے اگر لمبے سفر میں تم کسی اپنے ہم وطن کو دیکھو تو اس سے تمام حالات وطن کے ضرور پوچھتے ہو اے وہ شخص کہ جس کی آرام گاہ ابدی بہشت ہے اس دنیا کے بعد اللہ کا پڑوسی ہے مسافرت کے گھر میں چہرہ زمین پر ہے تم راتوں میں ابوحمزہ ثمالی کی دعا میں پڑھتے ہو اور سچ کہو (ارْحَمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا غُرْبَتِي) خدایا میں دنیا میں غریب ہوں مجھ پر رحم کر (مَقْعَدِ صِدْقٍ) جس جگہ کوئی ٹھکاوٹ نہیں ہو گی وہی بہشت ہے۔

تین نعمتیں بہشت میں خود بہشت سے بالاتر ہیں

بہشت میں تین نعمتیں ہیں کہ بہشتیوں کے لیے خود اس بہشت سے زیادہ خوش کرنے والی اور نور والی ہیں (اول) رضوان خدا یعنی خوشنودی خدا نعمت معنوی ہے (دوم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام اور ان کی آل علیہم السلام کے ہمسایہ ہونا (سوم) منادی ندا کرے گا اے بہشتیو (خُلُوْدٌ لَا خُرُوْجَ) کہ اس جگہ سے نکلنا نہیں ہے نہ موت ہے اور نہ ہی فنا ہے یہ ہمیشگی کی نعمت خود بہشت سے زیادہ بہتر ہے اس جگہ دار الغربۃ سعادت کی نشانی ہے کہ جو وطن کے ساتھ محبت رکھتا ہے نہ کہ موت کے نام سے اور آخرت کے نام سے خوف کرے۔ بعض کو تم نے نہیں دیکھا کہ جو موت کے نام سے خطرہ کرتے ہیں کیونکہ یہ اس کے اہل نہیں ہیں اگر کوئی اہل آخرت ہے تو وہ موت کا مشتاق ہے (قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) سورۃ جمعہ آیت ۶)
اور خدا کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے (مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ) . (سورۃ عنکبوت آیت ۵) کیا کوئی شخص ہمیشہ کی نعمت سے برا مانتا ہے جو شخص ناراحت ہے وہ ابھی تک اس عالم کا اہل نہیں ہوا ہے ورنہ ان چیزوں کی یادآوری سے خوش ہوتا ہے مؤلف فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ آنے والی فکر میں تم پڑے ہو یا نہیں کس طرح ہم جان دیں گے قرآن مجید میں دو طریقے ہیں ایک قسم کے لوگ مرنے کے وقت خوش وخرم اور ملائکہ ان کے لیے عالم اعلیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں ۔(اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ) سورۃ نحل آیت ۳۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جن کی جان تازیانوں سے نکلے گی ان کو معلوم ہوگا کہ ان کے چہروں کو مارا جا رہا ہے (فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ) سورۃ محمد آیت ۲۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ)

بُرے لقب دینے والا خود ان کی آغوش میں پھنس جاتا ہے

انطاکیہ کے رہنے والوں نے رسولوں کے مقابلے میں یہ مقدمہ کیا کہ ان کو برے

القاب سے پکاریں اور انہوں نے کہا کہ اگر تم اپنی اس گفتار سے باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور دردناک عذاب میں ہم تم کو مبتلا کر دیں گے اس شہر میں خدا اور آخرت کا نام نہ لو اس جگہ سے باہر چلے جاؤ پیغمبروں نے حکم کیا (طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ) بدالقاب تمہارے ساتھ ہیں شقاوت تمہارے ساتھ ہے (أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ) اگر تم کو یاد کروایا جائے کہ بت سے پرہیز کرو تو تم اس جہان میں اپنی آخرت کے لیے تدارک کر لو کیا یہ حرف ناپسند ہیں؟ خود تم سر سے پاؤں تک بدبختی میں ہو تمہاری شقاوت یہی خرافاتی عقیدہ ہے کہ لکڑی کو کام کرنے والی خیال کرتے ہو یہی معیبت ہے جو کہ تم اپنے سر پر لائے ہو جو شخص بھی کسی قسم کا بدلقب دے تو وہ اسی پر پہنچ جاتا ہے نہ یہ کہ کوئی باہر سے چیز اس کو پہنچ جاتی ہے ضمناً جو بھی بدالقاب اور بُرے انساب لوگوں کو دیتے ہیں وہ خود ان تک پہنچ جاتے ہیں اگر گھر سے نکلتا ہے تو دیکھتا ہے کسی اندھے یا مردے کو تو کہتا ہے کہ یہ کیا معیبت ہمارے سر پر آگئی ہے؟ یا اس کی آنکھ بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ آج کام کو نہیں جاؤں گا اگر مسافرت میں کوئی پرندہ بائیں جانب سے حرکت کرتا تو سفر کو قطع کر دیتے یا ابھی الو کو ایک بدحیوان تصور کرتے ہیں اگر گھر کی پشت کی جانب بیٹھ جائے تو خرابی کی علامت سمجھتے ہیں کتے کی آواز کو بُرا سمجھتے ہیں بدھ کی رات اور اتوار کو اگر کوئی کسی بیمار کو پوچھنے جاتا تو بُرا خیال کرتے حالانکہ ان دو دنوں میں عالم ہستی میں کوئی نسبت نہیں ہے بلکہ دوسرے دنوں کی طرح ہیں اور بسا اوقات مریض کے زیادہ بیمار ہونے کو خرافات سمجھتے ہیں بطور کلی یہ بدفالیں کوئی خارجی عقیدہ نہیں رکھتی ہیں بلکہ صرف نحوست لے آتی ہیں نحوست

بھی اس کو دامن گیر ہو جاتی ہے یہ گرفتاری عقیدہ کی برائی سے ہے نہ کہ مطلب کی برائی سے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک لقب دیتے ہیں نہ کہ بد

آپ کو چاہیے کہ باادب ہو جاؤ جس طرح کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اپنی زندگی میں فال بد اور برائی بیان نہیں کرتے تھے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متنفر تھے اس کے برعکس نیک فال اور اچھے بیان کو پسند کرتے تھے تم بھی اس اصول کو اپناؤ مثلاً اگر گھر سے باہر آؤ تو ایک نیک شخص کو دیکھو تو پھر خوش ہو جاؤ کہ خدا کی یاری اور مدد تمہارے ساتھ ہے جو کہ پروردگار کے ساتھ اُمید کو قوی کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں ہے کہ جب راہ میں بوقت ہجرت ایک دوسرے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ابو بردہ حضرت نے فرمایا (برد امرنا) ہمارا معاملہ سرد ہو گیا ہے درست ہو گیا حضرتؐ نے فرمایا تو کس قبیلہ سے ہے عرض کی قبیلہ بنی اسلم سے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نے تسلیم کیا خطرہ سے ہم ٹل گئے ہیں اس کو نیک فال کہتے ہیں سنت پیغمبر ہے جو تمہاری اُمید ہو اس کو ان مناسبات سے خداوند کریم کے ساتھ قوی اُمید رکھیے اگر تم نے صحیح فال بیان کی تو انشاء اللہ اس کو ضرور پہنچ جاؤ گے اگر تم نے فال بد بیان کی تو پھر بھی تمہارے عقیدے میں نحوست اور سقوط لائے گی اور اپنے نفس کو پستی میں ڈالو گے جس نے خدا کو نہیں دیکھا مخلوق

کو دیکھا ہے اس بدبختی سے وہ شرک اور کفر میں پڑ جائے گا اور خدا کے فضل سے دور ہو جائے گا (اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ) جواب اِن شرطیہ محذوف قرینہ مقابلہ) یعنی اگر ہم آپ کو کچھ بیان کریں تو تم نصیحت کے برابر میں گالی دو گے ؟ کیا یہ بیان کرنا لاٹھی اور پتھر کے ذریعے ہے ؟ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہیں راہ نجات کی طرف نشانیاں بتاتے ہیں تمہاری باطنی بیماریوں کی دوا بیان کرتے ہیں (بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ) تم خود ظالم ہو حد سے تجاوز کرتے ہو جو شخص بھی حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہے وہ صریحاً خلاف عقل رفتار ہے ظالم ہے اس کے معاملہ میں خدا مخلوق اور اپنے ساتھ اور اپنے اہل خانہ اور فرزندان اور ہم نشینوں کے ساتھ افراط اور تفریط ہے تو یہ ظلم ہے اسی طرح نصیحت کرنے والے کو گالی بکنا ظلم ہے بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو نصیحت کی جائے تو وہ سختی کرتے ہیں۔

پیغمبروں کے طرفداروں کو قتل کیا

(وَجَآءَ مِنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ یَّسْعٰی) یہ تین بزرگوار اس پرجمعیت شہر میں جو کہ ۱۲ میل لمبائی میں تھا انہوں نے کوئی نقطہ معین نہیں کیا بلکہ پورے شہر میں لوگوں کو خدا اور آخرت کی دعوت لوگوں تک پہنچائی روایت کے مطابق ہے کہ اس شہر سے چالیس سے زیادہ ایمان نہ لائے معاملہ اس جگہ پہنچا کہ جو لوگ ایمان لائے تھے ان بیچاروں کو پھانسی دینے کے لیے لوگ تیار ہو گئے اس ترتیب سے کہ ان کی گردنوں کو انہوں نے سوراخ کیئے اور ان میں رسے ڈال کر انہوں نے لٹکانا شروع کیا تاکہ سخت ترین تکلیف میں ان کو پھانسی دیں اسی طرح

پیغمبروں کے پیروکاروں کے ساتھ کیا جاتا تھا کہ دور ترین شہر کے نقاط کے لوگوں نے بھی اس خبر کو سن لیا جناب حبیب نجار جو کہ شہر سے کافی دور تھے انہوں نے بھی اس خبر کو سن لیا۔

مستری حبیب پیغمبروں کی طرفداری پر اٹھ کھڑا ہوا

(وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ) حبیب نجار اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے بحسب ظاہر جو بھی مستری کا کام کرنے سے انہیں رقم ملتی اس کا نصف صدقہ دے دیتے تھے اور نصف کو اپنے خرچ میں لاتے تھے اس شخص نے اپنے گھر سے حرکت کی کہ پیغمبروں کے پیروکار خطرے میں ہیں جلدی کے ساتھ یہ پہنچا تاکہ پیغمبروں کی جان کی حفاظت کر سکے خداوند کریم پیغمبروں کے طرفدار کی مدح ان آیات میں فرماتا ہے۔

تین شخص ایمان میں سبقت لے گئے

تفسیر در منثور میں خاتم انبیاءؐ سے روایت پہنچی ہے۔

سِبَاقُ الْاُمَمِ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَكْفُرُوْا بِاللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ. عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَصَاحِبُ يٰسٓ وَمُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ فَهُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَعَلِيٌّ اَفْضَلُهُمْ۔ (تفسیر نور ثقلین جلد ۳ ص ۸۴)

سباق کا مطلب یعنی جو سبقت لے گئے تمام لوگوں سے وہ دوسرے آدمی تھے پیغمبروں کے بعد۔ امتوں میں تین قسم کے لوگ ہیں (اول) مومن آل فرعون (وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ) (سورۃ غافر آیت ۲۸)

کہ جس کا ذکر سورۃ (حم) میں تفصیل کے ساتھ ہے جو کہ بڑھا تا کہ فرعون موسیٰ کو قتل نہ کر سکے (دوم) مومن صاحب یاسین یہی جبیب نجار کہ قرآن فرماتا ہے (رَجُلٌ) یعنی حقیقت میں میدان میں آیا اور اپنی جان خدا کی راہ میں دی (سوم) ولایت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص بھی ان سے ایمان میں سبقت نہیں لے گیا دوسری بات یہ ہے کہ اس شخص نے رسول خدا کے دنیا میں آنے سے چھ سو سال پہلے حضورؐ کی رسالت کی گواہی دی کتب تاریخ میں آیا ہے کہ وہ لوگ جو پیغمبر اسلام سے پہلے آسمانی کتابوں میں پڑھ چکے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے آگاہ تھے ان میں سے ایک جبیب نجار ہیں کہ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف پڑھے اور ان کے ساتھ ایمان لے آئے۔

ہمدرد دانا اور بے طمع سچا آدمی پیروی کے لیے زیادہ سزاوار ہے

یہ شخص جلدی کے ساتھ وہاں پہنچا اور اس نے آواز دی اے قوم (اِتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ) پیغمبروں کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتے یہ نبوت کی دلیل ہے اے عاقل اگر کوئی شخص ان تین شرائط کو رکھتا ہو تو اس کے لیے عقلی حکم کے ساتھ پیروی واجب ہے ایک دانا شخص دوسرا بے طمع تیسرا سچائی کو اپنانے والا جو شخص بھی دانا اور باخبر ہو اور لالچی بھی نہ ہو اور سچا بھی ہو تو چاہیے کہ اس کی رہنمائی کو قبول کرے اگر کوئی ڈاکٹر مکمل طور پر کسی بیماری کا

متخصص ہو اور ہم یہ بھی جانتے ہوں کہ یہ مال کا لالچی نہیں ہے مثلاً اسی طرح کہ اپنے ہی بیٹے کا معائنہ کر رہا ہو اگر ڈاکٹر تشخیص دے کہ تو بیمار ہے تو اس کے کہنے پر تو عمل کر اور اگر نہیں جانتا یا لالچی آدمی ہے تو پھر عقل اس طرح کا حکم نہیں دے گا تا کہ تم اس کے کہنے پر عمل کرو اس حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (اِتَّبِعُوْا مَنْ لَا یَسْئَلُکُمْ اَجْرًا) اے لوگو ان پیغمبروں کی پیروی کرو جو تم سے نہ مال چاہتے ہیں اور نہ حکومت اور نہ شہرت کیا وہ اس دعوت سے اپنی کوئی ذاتی غرض رکھتے ہیں؟ یہ نبوت کی دلیل ہے (وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ) پیغمبر خود ہدایت شدہ ہیں مال کیا ہے؟ ریاست و حکومت جو کہ سوائے بدبختی کے کوئی فائدہ نہیں دیتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رنج و زحمت سے رسالت کو قبول کیا۔ اور لوگوں کی اذیت اور تکلیفوں کو برداشت کیا۔

پیغمبر تبلیغ کا اجر نہیں چاہتے

کسی سے اجر طلب نہیں کیا (اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ) آخر عمر میں لوگوں نے یعنی مسلمانوں نے اجتماع کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان زیادہ ہیں اور ان کے پاس زیادہ مال نہیں ہے ہمیں چاہیے کہ ان کو رقم دیں کیونکہ ہم پر ان کا حق ہے آیت شریفہ نازل ہوئی کہ تم کہو ان سے کہ تبلیغ کا اجر ہم نہیں چاہتے سوائے میرے اقرباء کی دوستی کے (قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی) سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم اجر دینا چاہتے ہو مگر اس کا اجر سوائے خدا کے کوئی

نہیں دیتا اگر رسالت کے اجر کے عنوان سے کوئی کام کرنا چاہو تو اس کے اہل بیت کے ساتھ دوستی اور احسان کرو وہ بھی تمہارے لیے ہے (قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ) سورۃ سبا آیت ۴۷)

جیسے کہ واضح طور پر قرآن مجید میں بیان ہے کہ جو تم سے دوستی اور خلوص میں نے چاہا ہے وہ تمہارے ہی فائدے اور منافع کے لیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ

بیوقوف کی پیروی حکم عقل کے مخالف ہے

ہم نے کہا ہے کہ جب وہ پیغمبروں کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اس وقت مرد الہی جبیب نجار نے شہر کی دور ترین جگہ سے اپنے آپ کو وہاں پہنچایا کہا اے میری قوم پیغمبروں کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں چاہتے اور خود ہدایت شدہ ہیں مؤلف فرماتے ہیں کہ نبوت کے لیے دو دلیلیں ذکر ہیں عقل کے حکم پر اگر کوئی شخص ان دو شرائط کا حامل ہو تو اس کو چاہیئے کہ ان کے حروف کو قبول کرے۔

(۱) جس کو اطلاع ہو اور ہدایت کی گئی ہو اور راہ پر خود چلا ہو اور اس وقت راہ کے بارے خبر دے کیا جو شخص حق کی راہنمائی کرتا ہے وہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ شخص زیادہ سزاوار ہے جو راہ کو نہ جانتا ہو اور خود راہنمائی کا محتاج ہو

(فَمَنْ یَّهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَکُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ) (سورۃ یونس آیت ۳۵)

اگر خود بے خبر اور گم ہو اور کسی چیز کو نہ جانتا ہو اور کہے کہ گمشدہ اور بے خبر کی پیروی درست نہیں ہے انسان کو نہیں چاہیئے کہ ہر آواز کے پیچھے جائے اور ہر جماعت اور دستے کا تابع ہو جائے قانون الٰہی کو کسی نظم و ضبط کے ساتھ جاری رکھے اور اگر کوئی شخص تم کو کہے کہ حق کا تابع ہو جاؤ تو دیکھ کہ یہ خود بھی حق کے تابع ہے یا نہیں یہ نہ ہو کہ خود باطل پیرہو۔

فریب والی باتوں سے اصلاح سے قدم کو نہ کھینچنا

دوسری شرط اس کی کوئی اپنی غرض نہ ہو غمگین آواز کے ساتھ میرا ذکر کرے اور لوگ مختلف طریقوں سے ان کو فریب بھی دیں پھر بھی اصلاح کی طرف بڑھتے رہیں بے نواؤں اور یتیموں کے مددگار ہوں اور دوسرے لوگ دنیا کے محب اور ریاست طلبی کی طرف بڑھنے والے (یعنی کلمہ حق کہہ کر مراد باطل لینا) پھر آپ دیکھ لیں کہ اس حق حرف سے ان کی غرض کیا ہے تمام باطل فرقوں کا کام یہی ہے کیمونسٹ ہو یا مسیحی یعنی مختلف شہروں میں ہسپتال وغیرہ کا بنوانا اور ان کے ضمن میں اپنی تبلیغ کرنا پھر ان کی غرض اس ہسپتال سے کیا ہے۔ یعنی لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف پھیریں تاکہ ان کے لوگ زیادہ ہوں اس طرح کے حقائق کو فخر الاسلام مرحوم نے اپنی کتاب انیس الاعلام میں واضح کیا ہے وہ دین اور اصلاح و اخلاق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کی غرض غیر خدائی ہوتی ہے۔

حضرت داؤدؑ ذرہ بیچ کر روٹی کھاتے تھے

کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت داؤد کو وحی پہنچی کہ تمام چیزیں اچھی ہیں سوائے اس کے کہ تو کوئی کام نہیں کرتا اور بیت المال سے کھاتا ہے (نِعْمَ الْعَبْدُ اَنْتَ غَیْرَ اَنَّکَ تَاْکُلُ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ) من لایحضرہ الفقیہ) داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ اے اللہ مجھے کچھ دے تاکہ بیت المال سے طمع ختم ہو جائے خداوند کریم نے ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا (اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ) سورۃ سبا آیت ۱۰، لہٰذا ذرہوں کو اپنے ہاتھ سے بناتے اور تین ہزار درہم میں ایک فروخت کر دیتے نصف کو خرچ کرتے راہ خدا میں اور نصف کو اپنے مخارج میں خرچ کرتے تاکہ لوگ یہ نہ جانیں مردوں کے مال پر ان کی نظر ہوتی ہے تاکہ جب حضرتؑ کہیں کہ میری بات سنو تو سنیں اور وہ جان لیں کہ حضرت داؤدؑ کو ہمارے ساتھ کوئی ذاتی غرض نہیں علیؑ باغ کو پانی دیتے تھے تاکہ لوگ جان لیں کہ مخلوق کے مال اور جگہ کی طرف نظر نہیں رکھتے خود کھجور کو کاشت کرتے اور ان کو زحمت کے ساتھ حاصل کرتے پھر ان کو بارہ ہزار درہم میں فروخت کر دیتے تمام قیمت کو فقراء میں تقسیم کر دیتے ایک درہم بھی گھر نہ لے جاتے تاکہ جس وقت علی علیہ السلام منبر پر بیٹھ کر آواز دیں اے لوگو سفر آخرت کی تیاری کرو۔ خدا کے عذاب سے ڈرو تو لوگ سمجھ لیں کہ علی علیہ السلام سچ کہہ رہے ہیں نہ تو لوگوں کے مال کی طرف ان کی نظر ہے اور نہ ہی وہ ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات

روایات [illegible] بوں میں پیغمبرؐ کی خصوصیات خوراک ۔ پوشاک اور رہنے سہنے کے بارے میں لکھی گئی ہیں ان میں سے کتاب مکارم اخلاق میں طبرسی نے تمام کو ذکر کیا ہے دکھانے کے باب میں انس کہتا ہے کہ ۹ سال صبح و شام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے کو میں نے تیار کیا ہے پیغمبرؐ کے گھر میں بکری تھی اس کو دوھتا اور جو کی روٹی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں پکاتی تھیں اور کبھی کھجور اور نمک بھی ہوتا تھا عائشہ کہتی ہیں کہ پیغمبرؐ جب تک زندہ تھے چالیس چالیس دن تک باورچی خانے میں کھانا نہیں پکتا تھا پیغمبرؐ کے لیے پھر ہاتھ وسیع ہو گیا۔

(لباس) کے باب میں بحار الانوار میں لکھتے ہیں پیغمبرؐ کے لیے ایک کپڑا لایا گیا تھا جو کہ چودہ میٹر لمبا تھا اس کو ڈبل کر کے اوپر ڈال لیتے اور جب نماز کے لیے اٹھتے تو اس کو عبا کے طور پر بغل میں اٹھا لیتے آخری دو تین سال آنحضرتؐ کا جسم شریف وزنی ہو گیا تھا تو فرماتے تھے کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے بلکہ اور روایات کے مطابق اور بھی بوڑھا کرنے والی سورتیں تھیں مثلاً سورۃ نباء وغیرہ زوجات پیغمبرؐ کہتی تھیں کہ پیغمبرؐ کا جسم کمزور ہو گیا ہے بستر کو نرم بنائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات زیادہ سو گئے آرام کے ساتھ دیر سے بیدار ہوئے تو پوچھا کہ کس نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ اس طرح کا فرش بچھایا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سابقہ حالت کی ح سوتے تھے کر دی ۔ تھی۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر اور مرنے کے وقت امانت کا لوٹانا

رہنے کے لحاظ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر قبر شریف والے محل والا ہے یہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر تھا نو ۹ کمرے تھے اور ایک حضرت زہرا علیہا سلام اللہ کا تھا لیکن عجیب گھر تھا کہ جس کی دیواریں گلی ہوئی تھیں اور چھت بھی پائیدار نہ تھی غزالی نے ایک بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کو اسی طرح باقی رکھتے تاکہ آنے والی نسلیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زُھد کو جان سکیں اگر دیواروں اور چھت کو سونے وچاندی کی بنانا چاہتے تو بنا سکتے تھے لیکن فرماتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ امت کے غریب ترین لوگوں کی طرح زندگی بسر کروں یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا طریقہ تھا جب دنیا سے روانہ ہوئے تو ناسخ التواریخ والا لکھتا ہے حضرت علی علیہ السلام کو مرض کی حالت میں بلایا تھیلی سے چند درہم علی علیہ السلام کو دیئے اور فرمایا اے علیؑ ان کو فقراء میں تقسیم کر دے پھر اپنے آپ کو خطاب کیا اور کہا اے محمدؐ اگر تو مر جاتا تو یہ مال تیرے ذمے رہتا یہ ہے ان کی راہ وروش جو کہ تم سے اجر کا سوال نہیں کرتے لوگوں سے اجر نہیں لیتے خود بھی ہدایت یافتہ جس میں کوئی شک نہیں ہے جیسے کہ خدا کی طرف سے کوئی راہنما ہوتا ہے۔

مرجع بغیر خواہش کے ہو اور ہدایت بغیر اجرت کے

یہ کہ شیعہ کے نزدیک نائب امام اور مرجع تقلید بھی خواہش ہوس نہ رکھتا ہو خود اہل یقین ہو کوئی ذاتی غرض بھی نہ ہو کہ مرید اور مقلد زیادہ ہوں لہٰذا ہدایت کرنا اجرت پر باطل ہے منبر پر جانے کے لیے رقم لینے کو بعض نے اشکال قرار دیا ہے مگر یہ کہیں کہ ہدایت کے طور پر نہیں ہے بلکہ خطاب کریں گے یعنی امر بالمعروف و نہی از منکر مطلب نہیں بلکہ مطلب بانی کی نیابت میں لوگوں کو واقعات سنانا اور رلانا وغیرہ ہے مثلاً مجلس ختم کی ہے کہ لوگ آئیں اور جائیں اور ایک آدمی ان کو متوجہ رکھے بعض مجالس پڑھنے والے حضرات کے لیے اس طرح کی توجیہات ہیں۔

ابن زیاد بھی اپنی تقریر سے لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا

ابن زیاد بھی جس وقت چاہتا کہ کربلا کے واقعہ کو ختم کرے تو وہ بھی محراب و منبر اور فریب والی تقریروں کے ساتھ وارد ہوا نماز پڑھنے لگا اور منبر پر جاتا اور خطبہ دیتا اور کہتا کیا فتنہ برا نہیں ہے؟ یقیناً برا ہے اور ابھی حسینؑ نے فتنہ برپا کیا ہے اس کو ختم کرو ایک آدمی بھی ان میں کھڑا نہ ہوتا کہ تو نے فتنہ برپا کیا ہے کوفہ میں مسلم کو تو نے شہید کروایا ہے اور کتنی خون رائیگان کئے ہیں۔

حسین علیہ السلام اگر حکومت کو یا دنیا کو چاہتے وہ تو بلا فاصلہ معاویہ نے

مرنے کے بعد یزید میں پیوست کردی تھی اور حسین علیہ السلام تو علی علیہ السلام کے بیٹے ہیں جو فرماتے ہیں اے دنیا علی تیرا خریدار نہیں ہے مجھے فریب نہ دے یعنی تیرا خریدار معاویہ ہے جو شخص حسین علیہ السلام کو پہچان لے وہ پھر ان کی حقانیت میں شک نہیں کر سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ

دلیلوں کو لانے والا پرستش کے قابل ہے

مومن بزرگوار حبیب نجار مشرک قوم کے مقابلے میں دلیلیں قائم کرتا ہے مجھے کیا ہے کہ میں عبادت اس کی نہ کروں جس نے پیدا کیا ہے اور اس کی طرف بازگشت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کرو جو تم کو نابودی سے ظاہری حالت کی طرف لایا ہے جس سے پہلے تم کچھ نہ تھے۔ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا۔ سورۂ دھر آیت ۱) پھر ایک نطفہ کے قطرہ سے اس عجیب ہیکل شکل کو بنایا (فطرنی) عبادت کے مستحق ہونے پر دلیل ہے جس نے پیدا کیا ہے وہی مالک ہے تو مملوک ہے تو عبد ہے وہ مالک رب العالمین ہے لکڑی۔ پتھر لوہے فرشتے۔ جن اور آدمی سے کس وجہ سے تو خضوع کرتا ہے ان تمام چیزوں

سے خضوع غلط ہے کیونکہ انہوں نے تجھے پیدا نہیں کیا۔ (اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَا یَخْلُقُ) سورۃ نحل آیت ۱۷)

ڈر اور اُمید اس خدا سے رکھو جو تمام کے لیے مرجع ہے

(وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ) اس کی طرف تم پلٹ کر جانے والے ہو مفسرین نے کہا کہ یہ اشارہ ہے خوف و امید کے مرتبہ کی طرف اے غافل جب تو مر جائے گا تو خدا کی طرف ہی پلٹنا ہے لہٰذا اس امید کے ساتھ کہ اس کے ثواب کو تو پہنچے لہٰذا کر اس کی غلامی اختیار کر اے بت پرست کیا مرنے کے بعد تو بُت کے نزدیک جائے گا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) ایسا کام کر کہ جس کی طرف تو جا رہا ہے وہ خوش ہو جائے نہ کہ مخلوق کو خالق کی ناراضگی میں خوش کرتا رہے خوف کی نسبت بھی اسی طرح ہے تیرا پلٹنا تیرا پیدا ہونے کے مثل ہے اللہ سے ڈر تاکہ اس کے قہر میں واقع نہ ہو جائے ایسا نہ ہو کہ جب تو مرے تو پست ترین آدمیوں میں سے ہو اور ذلیل آدمی ہو۔

کیسے میں اس چیز کی پوجا کروں جو مجھے فائدہ نہیں دیتی

(ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً) کیا اس کے بغیر کوئی خدا و معبود قرار دوں شہر انطاکیہ میں صائب رہتے تھے جو کہ ستارے اور فرشتے کی پرستش کرتے تھے فرشتے کی شکل کا بت انہوں نے بنایا ہوا تھا اور اس کی پوجا کرتے تھے فرماتے ہیں کیا میں خدائی رحمن کو چھوڑ دوں اس کے سوا کوئی خدا قرار دوں ستارہ فرشتہ یا بعض احمقوں کی طرح گائے کی پوجا کروں وہ خدا جو کہ (اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ) اگر

خداوند کریم مجھے نقصان نہ پہنچانا چاہے تو باقی یہ تمام مل جائیں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی مجھے نجات دے سکتے ہیں جتنا ہی زور لگائیں (لَا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا) ان کی شفاعت مجھے بے نیاز نہیں کر سکتی (وَلَا يُنْقِذُوْنِ) اور نہ ہی مجھے نجات دے سکتے ہیں اس کہانی کو۔ جب میں نے کہا کہ مرحوم شیخ احمد بحرینی نے زردشتی سے کہا کہ تم آگ کو سجدہ کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا تاکہ ہمیں قیامت تک نہ جلائے پھر کہا کہ اچھا اگرچہ میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا ہاتھ کو میں بھی ڈالتا ہوں اور تو بھی آگ میں ڈال تو پھر دیکھتے ہیں کہ کس کو آگ جلاتی ہے آگ تو شعور نہیں رکھتی کہ یہ میرے ساتھ محبت رکھتا ہے اور یہ میرا دشمن ہے آگ کے علاوہ باقی بھی اسی طرح ہیں۔ (اِنِّیْ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) میں بھی گمراہی واضح میں ہوں گا میں جو کہ جانتا ہوں کہ یہ فائدہ نہیں دیتے تو پھر ان کی پوجا کیوں کروں اسی طرح ہیں، وہ جو لوگوں کی پوجا کرتے ہیں اور جو لوگ شاہ پرست ہیں۔

میں نے اپنی بیٹیوں کو خداوند کریم کے سپرد کر دیا ہے

مسلمان نہ کہیں کہ ہم بحمد اللہ بت پرست نہیں ہیں اگر خدا کے غیر کسی کا تو آلہ کار ہے تو پھر تو بھی بت پرست ہے اگر خیال کیا ہے کہ خدا کے بغیر کام کیا ہے تو وہ تیرے نقصان کے لیے ہے کتاب لئالی الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک عالم بزرگوار موحد مرنے کی حالت میں تھا زمانے کا بادشاہ اس کی عیادت کے لیے آیا اس عظیم الشان عالم کے سر کے پاس آکر کھڑا ہو گیا احوال پرسی کی عالم نے

فرمایا میرا جانا نزدیک ہے بادشاہ نے کہا اگر کوئی حاجت ہے تو کہو میں اس کو پورا کروں عالم نے کہا کام تو ہے لیکن تو پورا نہیں کر سکتا بادشاہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تیری چند چھوٹی بیٹیاں ہیں اپنے بچوں کو میرے سپرد کر دے ان کی میں حفاظت کروں گا عالم نے کہا۔ پیدا کرنے والے خدا کے ہوتے ہوئے کیسے میں تیرے سپرد کروں شاید کہ تو خود جلدی مر جائے تو پھر تیرا کیا فائدہ ہو گا (ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً) کیا خداوند کریم کے ہوتے ہوئے میں امید اور توکل کا مقام کوئی اور قرار دوں حسین علیہ السلام نے خیام سے وداع کے وقت عورتوں اور بچوں سے فرمایا (اَللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلَيْكُمْ) خدا تمہارا محافظ ہو ہر شخص جس قدر بھی خدا کے ساتھ اُمید اور تکیہ رکھتا ہے اتنا ہی وہ کامیاب ہوتا ہے اور مال وجگہ اور رفیق کے طور پر بطور کلی گمراہ ہے

جلیب نجار پھانسی کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا

جلیب نجار جتنی قدرت رکھتا تھا اس نے پیغبروں کی مدد کی لیکن وہ اس کے سر پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے اس کو نیچے دے کر اس قدر دبایا کہ ان کی آنتیں باہر آگئیں پھر ان کو کنوئے میں ڈال دیا اور کنوئے کو اوپر سے بھر دیا دیگر ایک قول کے مطابق لوگوں نے ان کو سنگسار کیا اس قدر ان کو پتھر مارے کر جن کی وجہ سے مر گئے بعض کہتے ہیں کہ ان کے کندھے میں انھوں نے سوراخ کیا پھر اس میں رسی ڈال کر کنوئے میں لٹکا دیا تاکہ مر جائیں اس پر انہوں نے حملہ کیا اور وہ سمجھ گیا کہ مجھے قتل کرنے والے ہیں اس جلیب نے پیغبروں کی طرف منہ کیا اور کہا (اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ) مشہور قول کے مطابق جن

کو اس نے کہا وہ پیغمبران تھے کہا اے میرے آقا تم گواہ رہنا میں بھی تمہاری طرح خداوندکریم کا گرویدہ ہوں (فاسمعون) یعنی سنو اور گواہ رہو۔

ایمان پر گواہوں کو طلب کرنا پسندیدہ ہے

اس آیت سے جو مطلب سمجھا جائے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی چند روایات سے ہمیں پہنچا ہے انھوں نے سفارش کی ہے کہ مومن جب مرنے سے پہلے مریض ہوتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے گھر کا دروازہ کھلا رکھے عیادت کرنے والے لوگوں کے لیے جب لوگوں کے چلنے کو محسوس کرے تو عیادت کرنے والوں کے لیے عقیدہ حقہ کو ظاہر کرے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وخاتم النبیین اور علی اللہ کے ولی ہیں اور رسول کے وصی ہیں خصوصاً روایات میں ہے کہ کہے اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اَبْنَاءُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَتِسْعَۃٌ مِّنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ اَوْلِیَآءُ اللّٰہِ وَالْاَئِمَّۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ حَقٌّ) لوگوں کو کہے کہ یہ میرا عقیدہ ہے کل قیامت کو گواہی دینا (لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا) اس آیہ شریفہ کے ضمن میں اصول کافی سے چند روایات اور علی بن ابراہیم کی تفسیر قمی سے روایات کی ہیں (مَنْ لَمْ یُحْسِنْ وَصِیَّتَہٗ نَقَصَ مُرُوَّتُہٗ) اصول کافی۔ عرض کی کہ وصیت کو کس طرح اچھا کریں حضرت ؑ نے فرمایا عقائد حقہ کو درست بیان کر اور اگر چھوٹی اولاد ہے تو ان کے لیے حصہ معین کر اگر مال بہت زیادہ ہے تو پھر تیسرے حصے میں وصیت کر تاکہ تیری خیرات ادا کریں اگر مال زیادہ نہیں ہے تو پھر اس تیسرے حصے کو رہنے دے تاکہ ورثہ اس سے

فائدہ اٹھائیں اگر کوئی غریب آپ کے قبیلہ میں ہیں اور ان کے لیے مال نہ ہو تو ان کے لیے بھی کوئی چیز معین کر کتاب عروۃ الوثقیٰ میں باب آداب مریض میں یہ عنوان دیا گیا ہے کہ موت کی مرض میں اپنے عقائد کو بیان کرے۔

مصباح میں شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ حاضرین سے گواہی طلب کرے اور ان کی گواہی ایک کاغذ پر ثبت کرے کہ فلاں فلاں کا بیٹا گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ امام ہیں اور ان کے گیارہ فرزند اور موت حق ہے اور قیامت، بہشت و دوزخ بھی حق ہیں۔ اس پر ان سے دستخط کروالے اور اس کاغذ کو کھجور کی دو لکڑیوں کے ساتھ مردے کے ہمراہ دفن کر دیں (اس کام کی علت کو ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے (مؤلف)

ایک پُر لطف کہانی ایمان پر گواہی کی

حاجی نوری دارالسلام میں لکھتے ہیں کہ نجف اشرف میں ایک آدمی جس کا نام سید محمد فقیہی تھا جو کہ بزرگ علماء کرام میں سے تھے ایک رات مجھے فرمایا کہ کیا مصباح۔ الفقیہ شیخ طوسی کی ممکن ہے کہ مجھے عاریۃ کے طور پر دو میں نے کہا کہ ہاں کل رات کو لاؤں گا مصباح جو دعا میں ہے میں لایا اور ان کو دے دی دوسری رات آئے تو کہا کہ مجھے ایک حاجت ہے وہ پوری کرو گے حاجی نوری نے فرمایا ہاں میں حاضر ہوں انہوں نے فرمایا کہ کل صبح آقا مرجع بزرگ اور تو خود میرے پاس منزل پر ناشتا کرنا میں نے مرحوم آخوند بزرگ سے کہا تو انہوں نے قبول کر لیا دوسرے دن صبح جب ہم آئے تو دو آدمی بزرگ علماء میں سے بیٹھے تھے اور مرحوم شیخ جواد نجفی اور سید محمد حسین کاظمینی اور دو آدمی ان کے شاگردوں سے

بھی بیٹھے تھے چھ آدمی ہو گئے ناشتے کے بعد صاحب خانہ گھر گئے اور کتاب مصباح طوسی کو لے آئے اور فرمایا کہ میں خواہش کرتا ہوں کہ آپ میرے عقائد کو سنیں اس کے بعد تصدیق فرمائیں مرحوم حاجی نوری فرماتے ہیں میں نے وہ کتاب مصباح ان سے لے لی اور میں نے پڑھی میں نے کہا کہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جو شخص بھی مرنا چاہتا ہے اس کام کو کرے بہر حال یہ صحیح و سالم ہے مورد روایت نہیں ہے بہر حال شیخ محمد تبریزی نے نہایت انکسار کے ساتھ کہا کیوں اچھائی کے مانع ہوتے ہو شاید کے مورد روایت میں ہوں میں نے کہا بہت خوب آپ خود جانتے ہیں اپنے عقائد کو ایک ایک کر کے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ شمار کیے اور تمام کو گریہ میں ڈال دیا اس کے بعد کہا اب آپ کی گواہی دینے کی باری ہے حاضرین مجلس نے بھی گواہی دی جب رات ہوئی تو مصباح کو مجھے انہوں نے نماز جماعت کے وقت دیا اور کہا اس خط کو بھی میں تم کو دیتا ہوں کہ آغا آخوند اور دیگران کو دے دینا انہوں نے اس پر مہر لگائی خط کو میں نے لیا اور دوسرے علما کے توسط سے میں نے بھی مہر لگائی دوسرے دن کی رات کو ایک آدمی آیا کہا کہ شیخ جو کہ تمہارے رفیق ہیں وہ آج نماز پر نہیں پہنچ سکتے ان کی عیادت کرو دوسرے دن آخوند کے ساتھ ان کی عیادت کو میں گیا اس دن کے بعد ساتویں روز وہ دنیا سے انتقال فرما گئے حاجی نوری فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ کیسے وہ سمجھ گئے کہ ان کی موت نزدیک ہے۔

آج موت نقصان آور ہے

اگرچہ یہ دن ایسے ہیں کہ اچانک موت فراوان ہے آدمی وصیت کو بھی نہیں پہنچ سکتا ناگہانی اموات سکتہ یا حادثہ وغیرہ سے واقعہ ہو رہی ہیں کیا کسی شخص کو آپ جانتے ہیں کہ اس نے اس روایت پر عمل کیا ہو اور آخرت کی فکر میں پڑا ہو (اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا) ہو گیا ہو مجلسی علیہ الرحمہ احتیاط پر عمل کرتے تھے صحت اور سلامتی کی حالت میں اپنے عقائد لکھتے تھے انہوں نے چالیس آدمیوں کی گواہی کو چاہا تھا وہ بھی اس کے نیچے لکھ دیتے تھے۔ (لَا رَيْبَ فِي اِيْمَانِہٖ) یعنی مجلسی علیہ الرحمہ کے ایمان میں کچھ بھی شک نہیں ہے اس زمانے میں ان ہسپتالوں میں بھی اس طرح کے عمل نہیں ہوتے حالانکہ ہسپتالوں میں بہت ہی خطرناک حالات ہوتے ہیں یعنی لوگ شفا کے لیے ڈاکٹر اور دوا سے ہی توقع رکھتے ہیں یعنی شرک کے ساتھ مرجاتے ہیں۔ (نَسْتَجِيْرُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ط

گزشتہ بحث میں ہم یہاں تک پہنچے تھے کہ جناب حبیب نجار ایک مرد مومن تھا جنہوں نے پیغمبروں کی مدد کی اور نصیحت کی اور خیر خواہی کی کہ اے غافل لوگو پیغمبر تو تم سے کوئی چیز نہیں چاہتے نہ مال اور نہ حکومت حکمت الٰہی کو تمہیں یاد کرواتے ہیں برہان بھی لے آئے (وَمَالِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَ

اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ) کس طرح میں اس خدا کی پوجا نہ کروں جو کہ میرا مبداء و معاد ہے لیکن اس کی بات کو قبول کرنے کی بجائے ان کو زمین پر گرا کر گھسیٹا کہ ان کی آنتیں وغیرہ باہر آگئیں ان کو کنوے میں گرا دیا اور کنوے کو اوپر سے بند کر دیا بعض کہتے ہیں کہ ان کو سر کے درمیان سے دو ٹکڑے کر دیا گناہ یہ تھا کہ حق کے طرفدار تھے اور نصیحت کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ اس کی گردن کو سوراخ کیا اور پھر رسی ڈال کر کنوے میں لٹکایا تا کہ آہستہ آہستہ مرے۔

بہشت برزخی میں آسے دین کے حامی

یہ آیت یعنی (قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ) بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ جب یہ دین کا حامی قتل کیا گیا تو بلا فاصلہ ان کے روح مبارک کو ندا پہنچی کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ رحمت الٰہی کا حکم پہنچا کر باغ الٰہی میں وارد ہو جا البتہ مراد اس سے جنت برزخی ہے نہ کہ آخرت وقیامت کی جنت برزخی وہ ہے کہ آدمی کے مرنے سے قیامت تک کے وقت کو کہا جاتا ہے جب روح اور بدن میں جدائی ہو جائے گی تو پھر برزخ ہے جیسے قرآن مجید کی آیت ہے (وَمِنْ وَّرَآئِہِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ) سورۃ مومنون آیت ۲۳) موت سے قیامت تک برزخ ہے یعنی واسطہ ہے نہ کہ دنیا کی شکل کہ اس میں کثافات ہوں اور نہ ہی آخرت کی شکل کہ اس میں لطافتیں ہوں حد وسط ہے برزخ ابھی ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم کے غیب میں ہوگی مادہ اور محسوسات سے پوشیدہ ہے یہ مادی آنکھ اس کو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتی ابھی ملاحظہ کریں ہوا موجود ہے جسم مرکب بھی ہے بہرحال آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی کیونکہ لطیف ہے نقص میری

اور تمہاری آنکھ سے ہے کہ مادہ و مادیات کی چیزوں کو دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتی بدن کے ختم ہونے کے بعد اس وقت اجسام برزخی جو کہ مادی نہیں ہے قابل رؤیت ہے وہ جو خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں آخرت کی بہشت برزخی بھی ہے جب ہی روح بدن سے جدا ہوگی بہشت کی بشارت دی جاتی ہے شہید کے گناہ پاک ہو جاتے ہیں کہ شہادت سے بڑی کوئی نیکی نہیں ہے جیسے بھی ہے (فَوْقَ كُلِّ بِرٍّ بِرٌّ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلَى الْقَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ) (سفینۃ بحار میں جلد ص۲۸۲)۔

اے کاش میرے مقام کو دیکھتے

جس وقت حبیب نجار شہید نے خداوند کریم کی نعمتوں کو دیکھا تو کہا (يَا لَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ) اے کاش کہ میری قوم یہ غافل دنیا جو کہ مادیات میں غرق ہے اور شہوات نفسانی میں سرگرم ہیں سمجھ لیتے کہ خدا نے میرے ساتھ کیا کیا یہ سمجھ لیتے کہ موت کے بعد خدا نے معاملہ اور اکرام اور احترام اور مومنین کے ساتھ کیا کیا نسبت کی ہے اے کاش کہ قوم میری سمجھ جاتی کہ خداوند کریم نے مجھے محترم ترین لوگوں سے قرار دیا ہے اس مومن (حبیب نجار) نے یہ جملہ کہا اور خداوند کریم نے میرے اور آپ کے لیے اس کے کہنے کو نقل کیا ہے تاکہ شوق سے محترم لوگوں کے راستے پر آئیں کہ جن لوگوں کو خداوند کریم نے مکرم قرار دیا اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے انہوں نے کیا کام کیے بلکہ روایت ہے کہ مومن کے بدن سے روح کے جدا ہونے کے بعد ملائکہ اس کو ہاتھوں پر اٹھا کر مٹی کے راستے سے عرش پر

لے جاتے ہیں۔

مرنا آنکھوں کے سامنے ایک پلک ہے

موت ختم ہونا نہیں ہے موت کو ختم ہونا کیوں سمجھتے ہو اور اس سے وحشت میں ہو آپ مسلمان ہیں اور اہل قرآن ہیں موت سے تو وہ شخص ڈرے جو قرآن کا منکر اور کافر ہے وہ موت کو فنا سمجھتا ہے اور موت کو ختم ہونا سمجھتا ہے بہر حال مومنین موت سے کیوں ڈرتے ہیں جب ایک رشتہ دار فوت ہو جائے تو اتنی جزع و فزع کیوں کرتے ہیں کیا وہ بالکل ختم ہو گیا ہے یہ تو قرآن اور اخبار کے ساتھ کفر ہے اگر ختم نہیں ہوا تو یہ کیا اوضاع ہیں جو تم بجا لا رہے ہو یہ بدن مرکب تھا اس کا مرکب کرنے والا وہی تھا جو بدن کو واپس لے گیا اور آزاد کر دیا بقول امام صادق علیہ السلام کہ ایک مرغی کی مانند تھا قید خانے میں جس کا دروازہ کھل گیا ہو اور وہ آزاد ہو گیا یا دوسری تعبیر کے ساتھ کہ صندوق میں ایک موتی تھا اور صندوق سے باہر آگیا اور اس کا چمکنا شروع ہو گیا عالم ارواح بھی اسی طرح ختم ہونے والا نہیں ہے لیکن اس عالم کے غیب میں ہے البتہ بشریت کا لازمہ اور علاقہ یہ ہے کہ ایک جلدی چلا گیا اور باقیوں سے جدا ہو گیا باقی متاثر ہوئے لہٰذا تاثر کے لیے مانع نہیں ہے رونا نقصان نہیں دیتا اصل بات یہ ہے کہ جزع و فزع نہیں ہونی چاہیئے، اس کو یہ اطمینان رکھنا چاہیئے کہ موت پہلا وصال ہے اول نعمتوں کو اور وعدہ خدا وند کریم کو سمجھنا ہے ایک عمر میں ماہ رمضان کے روزے رکھتا تھا اب اس کی اجرت کا وقت ہے اتنی عمر کے بعد کیفیت کا وقت ہے۔

اپنی رہائش کو بہشت میں اس جگہ درست کریں

ہر فرد کہ جو ہم سے متولد ہوا ہمارے ارد گرد رہے اور خوشحالی کے ساتھ رہے گھوارہ میں اور ماؤں کے دامن میں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مادی نعمات کو اور گھر و زندگی کو اور بیوی و فرزند کو عطا کیا تاکہ عمر کے آخری دن یہ تمام چیزیں تجھ سے چھین لی جائیں جس طرح خالی ہاتھ آیا تھا اسی طرح خالی ہاتھ جائے گا صرف ایک لباس جو کہ کفن ہے وہ ساتھ لے جائے گا (اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم کی طرف سے دعوت دینے والے ہیں کہ اے لوگو ایسا کام کرو کہ تمہاری موت کے بعد کی زندگی کے لیے نفع مند ہو کہ جب تم کو لے جائیں تو تم خوش ہو اپنی جگہوں کو وہاں تیار کرو کس طرح اپنی جگہ کو تیار کرو گے ؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنو مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اکثر عورتیں جہنمی ہو کیونکہ تم کافر ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو ایمان لائی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے شوہروں کے حقوق کو ادا نہیں کرتی ہو جس طرح اطاعت کرنی چاہیے اس طرح تم اپنے شوہروں کی اطاعت نہیں کرتی ہو عورتوں نے کہا کہ ہم کیا کریں ؟ حضرت نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ازواج کی پیروی کرو مخصوصاً جو رشتہ دار فقیر ہیں ایسا کام کر کہ تجھ سے پہلے جگہ آباد ہو (وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ) اپنے جانے سے پہلے بھیجیے۔

برگِ عیشی بگور خویش فرست

کس نیارد زپس تو پیش فرست

ایک آدمی کے پاس کھجوروں کا انبار تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد اس انبار کو راہ خدا میں خرچ کرنا اس کے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے انبار کو صدقہ دے دیا کھجور کا ایک دانہ گرا تھا اس کو اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خود اس ایک دانے کو راہ خدا میں دیتا تو اس انبار کے دینے سے بہتر تھا جو میں نے اس کے مرنے کے بعد صدقہ دیا ہے۔

اے خدا جس سانس میں میری موت آئے تیری آرزو میں ہوں

اے مسلمان ابھی تک تو تجھے نہیں لے گئے دائمی بہشت کو اس جگہ درست کر بدن و مال اور اپنے دل سے استفادہ کر خدا کے ساتھ ایمان اور عمل صالح اور بدنی مالی اعمال اس جگہ چاہیئے کہ محبت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو جائے کہ وفات کے وقت علی علیہ السلام ملاقات کو آئیں جس وقت تجھ کو لے کر جانا چاہیں اس وقت ملاقات محبوب کا شوق ضرور ہو ہر چیز کو دل سے دور کر کے خوشی کے ساتھ جان دے جو تیرے گھر کو خراب کرتے ہیں الہٰی نمائندے کہتے ہیں کہ زندگی کی آفات کو شمار کر اے روزہ دار کام مثبت کیا ہے تو نے لیکن اس زبان سے کسی کی غیبت نہ کر تو نے نیکی کر کے عمارتیں بنائی ہیں ان کو اس کے بعد نہ گرا مومنین کی عزت کو خراب نہ کرو گرنہ وہ گھر جو تو نے ماہ رمضان میں بنایا ہے اس کو تو خود گرا دے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ط

مومن آل یٰسین کو انہوں نے قتل کیا پیغمبروں کے مددگار کو انہوں نے قتل کیا اس کو کہا گیا بہشت میں آ جب بہشت میں داخل ہوا تو کہا اے کاش کہ میری قوم جان لیتی کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے مکرم لوگوں سے قرار دیا ہے اے کاش کہ جنہوں نے مجھے قتل کیا وہ جان لیتے کہ خداوند کریم کی کس قدر مغفرت ہے پیغمبران اور الٰہی نمائندے سچے خیر خواہ ہیں چونکہ نرم دلی کے علاوہ ان کی کوئی غرض نہ تھی چاہتے تھے کہ خلق خدا نجات پا جائے اور سعادت کو پہنچیں بلکہ ان کو مارا اور قتل کیا پھر بھی پیغمبروں نے نفرت نہ کی بلکہ نرم دلی سے ان کی ہمدردی کی اے کاش کہ جنہوں نے میری نصیحت کو قبول نہیں کیا یہ بے خبر لوگ سمجھتے ہم نے کہا ہے کہ مقصود ہمیشہ کی جنت ہے کہ مومن کے لیے موت سے قیامت تک ہے اگر مومن ہو اور کچھ گناہ ہوں اور بغیر توبہ کے مر جائے تو زندگی کے وقت کی مقدار اس کو عذاب بھی ہوگا اور ثواب بھی تاکہ خالص ہو جائے

کبھی اسی برزخ میں وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جب محشر میں وارد ہوتا ہے تو اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ (قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ) کی آیت میں چاہیے کہ پہلے اخبار اس مومن کے قتل کی دی گئیں اس وقت فرمایا ہے کہ اس کو کہا گیا قتل کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا علت یہ ہے کہ اس

کہنے سے پہلے موت کا ان آیات سے استفادہ ہوتا ہے (وَمَا اَنزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ) اس (مِنْ بَعْدِہٖ) کے کلمہ سے معلوم ہوگا کہ آیت موت کے بعد تھی دیگر لازم نہیں کہ کہا جائے قتل کیا گیا۔

شہید شہادت کے وقت بہشت چلا جاتا ہے

لطیف نقطہ یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا (قَتَلُوْہُ وَقِیْلَ) اس لیے کہ سخت اتصال کو سمجھائے مثل اس کے کہ قتل کیا جانا اور کہا جانا کہ بہشت میں داخل ہو جائے ایک اتصال کی سختی ہے وہ آخری لحظہ کہ جس میں جان لی گئی بہشت اس کی جگہ ہو گئی کچھ بھی فاصلہ اس کے درمیان نہیں ہوگا امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بعض خواص شیعہ کی طرف نسبت سے فرماتے ہیں کہ تمہارے اور جو کچھ تمہاری آنکھوں کو روشن کرتا ہے نقطہ یہ ہے کہ تمہاری جان گلے تک پہنچ جائے وعدہ الٰہی کے پہنچنے کا اول یہی وقت ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات کے وقت فرمایا

آج یعنی پندرہ رمضان المبارک ولادت باسعادت حضرت امام حسن علیہ السلام ہے اس مناسبت سے ان کی کلام کو نقل کرتے ہیں مجالس السنیہ میں امالی شیخ طوسی سے نقل کیا ہے امام حسن علیہ السلام جب وقت دنیا سے کوچ فرمانے لگے تو ان کے برادر امام حسین علیہ السلام نے عرض کی اے برادر بزرگوار کیا حال ہے؟ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا دنیا میں میرا آخری دن ہے اور آخرت کا

پہلا دن ہے درحالانکہ میں آپ کے اور دوسرے رشتہ داروں کے فراق سے ناراحت ہوں اس روایت کی بنا پر فوراً فرمایا خدا سے عذر طلب کرتا ہوں جو کچھ میں نے کہا بلکہ اپنے نانا رسول خداؐ اور باپ علی مرتضیٰ اور ماں فاطمۃ الزہراؑ کی ملاقات کے شوق سے خوش ہوں اگرچہ دنیا میں حسینؑ کے فراق سے بتلا ہوا ہوں لیکن اپنے نانا کے پاس پہنچ جاؤں گا تم مومنین اور مومنات کو بھی چاہیئے کہ اسی طرح ہو جاؤ جتنا ہی دنیا کے رشتہ داروں سے فراق و جدائی ہو گی پروردگار کی بڑی رحمت سے اچھے لوگوں کے ساتھ ملو گے عالم برزخ میں ان نیک ارواح سے جو جلدی چلے گئے ہیں وہ دوست جو کہ اس جگہ منتظر ہیں (وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا) موت کے بعد اہل ایمان اور محبت و حقیقت اور سچائی و خلوص کے ساتھی وہاں ہوں گے بہشت میں حاسد نہیں ہیں وگرنہ بہشت میں داخل ہی نہیں ہوگا جو حاسد ہوگا (الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ) دوستی اس جگہ ظاہر ہو جائے گی مومنین ایک دوسرے کو پہنچیں گے (إِخْوَانًا) اس جگہ بھائی ہیں دنیا کی وضع وہاں بالکل نہیں ہوگی آخرت جمع ہونے کا گھر ہے قرآن مجید میں جمع ہونے کا وعدہ دو جگہ فرمایا ہے کہ مومن اور اس کی اولاد ایک محل میں ایک جگہ اکٹھے ہوں گے (أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ)

(سورۃ طور آیت ۲۰)

ان کی مہربانی ایک دوسرے کے ساتھ بہت زیادہ ہوگی۔

آسمانی آواز سے ہم نے تمام کو ہلاک کر دیا

(وَمَا اَنزَلنَا عَلٰی قَومِهٖ مِن بَعدِهٖ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ)

یہ دو آیات خداوند کریم کے عذاب کو بتاتی ہیں ان پر ایمان رکھنے والا مومن کامل اور بہت عزیز ہے مومن کا قتل کرنا بہت سخت ہے پروردگار کریم حبیب نجار کی طرفداری اور حمایت میں فرماتا ہے اس روایت کی بنا پر اسی وقت اور دوسری روایت کی بنا پر دوسرے دن اور دیگر روایت تین روز کے بعد خداوند کریم نے ان سے انتقام کا ارادہ کیا پہلی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے خداوند کریم کے خالص بندہ کو قتل کیا تو اللہ تعالی نے ان کی ہلاکت کے لیے آسمان سے کوئی حملہ آور دستہ نہیں بھیجا یہ لوگ اس سے بھی پست تھے کہ ان کے لیے فوج بھیجی جاتی آتنی ان کی اہمیت نہیں تھی ایک آسمانی چیخ سے ان کا کام تمام کر دیا روایت میں اس طرح ہے کہ جبرائیل نے ایک آواز بلند چیخ کی طرح دے کر تمام کو ہلاک کر دیا عذاب الہٰی کی آواز کو انسان تحمل کرنے سے ضعیف ہے اے ضعیف انسان اپنے کاموں کو ملاحظہ کر۔

ضعیف کو نافرمانی قوت دیتی ہے

کہتے ہیں کہ گناہگاروں میں سے ایک آدمی ایک دن وعظ و نصیحت کی مجلس میں بیٹھتا ہے نصیحت کرنے والے سے ایک جملہ سن کر اس کو تبدیلی لاحق ہو جاتی ہے اور کہتا ہے (عَجِبتُ مِن ضَعِيفٍ كَيفَ يَعصِي قَوِيًّا)

میں نے تعجب کیا ضعیف سے کہ معصیت کس طرح اس کو قوی کرتی ہے ضعیف اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوا اپنے حال کو متغیر کیا ایک تیر کی مانند اس کے دل پر پیوست ہوگا کہ ایک حرف کہنے کی بھی آرزو کرے گا اور بولنے سے عاجز ہوگا ہاتھوں کو حرکت دینے سے قاصر ہوگا کسی چیز پر بھی دسترس نہیں ہوگی۔ ہم نے حبیب کی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نازل نہیں کی اور ہمارا کام ہی اس طرح نہیں ہے (اتنے چھوٹے کام کے لیے یہ لازم نہیں تھا) (اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً) ہمارا عذاب صرف ایک آواز اور چیخ تھی (فَاِذَا ھُمْ خَامِدُوْنَ) کہ وہ اچانک سارے ختم ہو گئے کیا چیخ تھی اس کو خدا ہی جانتا ہے دل اپنی جگہ چھوڑ دے گا چیخ گلے کو پکڑے گی اس کا ڈر ہی قتل کر دے گا جس کی انسان طاقت نہیں رکھتا۔

عمر بن عبد العزیز گرج کے اثر سے گر جاتا ہے

کتاب (حیوۃ الحیوان) میں لکھا ہوا ہے کہ موسم بہار تھا عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے زمانے میں جب وہ تخت نشین تھا بارش کی ہوا تھی اور سخت بادل تھے اور بجلی اور گرج سخت تھی بڑی کڑک سے خلیفہ تخت سے نیچے اترا خوف و دہشت کی وجہ سے یحییٰ بن معاذ رازی نے نفع دینے والی باتیں کیں اور کہا (ھٰذَا خَوْفُ الرَّحْمَۃِ) اے خلیفہ یہ ڈر رحمت ہے کڑک بارش کے آنے کی آواز اور خیر و برکت کی بشارت تجھ کو اس طرح بچا رہی ہے عذاب الٰہی کی آواز سے ڈر رہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اس قسم کی مصیبتیں عمومی طور پر ہلاک کر دیتی تھیں خاتم الانبیاء کی برکت سے اور

رحمت سے ختم ہو گئیں پہنچنے والی بلائیں رک جاتی ہیں مگر کانوں کو پہنچ جاتی ہیں کچھ سال پہلے ایک ملک کا زلزلہ اور اس سے پہلے بھی کئی بڑے زلزلے ہیں
یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ)

اے افسوس اور ندامت بندوں پر اور حسرت اس انسان پر ہے کہ اول خلقت سے خاتم الانبیاءؐ تک جب بھی کوئی نمائندہ الہٰی لوگوں کو ڈرانے کے لیے آتا تو مسخرہ کرتے آج تک بھی یہی حال ہے اسلام و مسلمانوں کے شہروں میں کسی عالم دین کو دیکھ لیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں جب برائی سے منع کرتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں قرآن کے وعدوں پہ بھروسہ نہیں کرتے بلکہ ان پہ کان ہی نہیں لگاتے قوم نوح کی طرح کہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈال لیتے تھے تاکہ نہ سن سکیں (جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ سورۃ نوح آیت) آج کل مسجد تک نہیں آتے کہ نصیحت ان کے کانوں تک نہ پہنچ جائے اور راہ سعادت کو نہ سمجھ لیں کہ انبیاءؑ کی دعوت کو سمجھ سکیں۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام کی گفتگو اور ایک آدمی کی ہدایت

روایت ہے کہ حضرت سجاد علیہ السلام کے حلم کے بارے میں کہ امامؑ عبا کو اپنے کندھوں پر لیے ہوئے مدینہ کی گلیوں سے عبور کرتے تھے مدینہ کے کمینے لوگوں میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے مدینہ میں ہر آدمی کے ساتھ مسخرہ کیا ہے سوائے علی ابن حسینؑ کے آج میں چاہتا ہوں کہ ان کے

ساتھ بھی آزمائش کروں مسخرہ کے طور پر حضرت کی عبا کو پیچھے سے کھینچا اور منہ دوسری طرف کر لیا حضرت نے فرمایا آگے ایک دن ہے کہ ہر باطل کام کرنے والا نقصان اٹھائے گا (اِنَّ لَنَا یَوْمًا یَخْسَرُ فِیْہِ الْمُبْطِلُوْنَ) اے جاہل تمہارا نقصان حشر کے دن ظاہر ہو جائے گا تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں لیکن تم مذاق اڑاتے ہو ان حقائق کا دنیا نے تم کو دھوکہ دیا ہے لیکن جلدی ہے کہ موت کی آواز سے بیدار ہو جاؤ گے (وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا)

(سورۃ انعام آیت ۷۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ)

قیامت روشن دن ہے تاریک دنیا کے مقابلے میں

کلام اس آیت (یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ) میں ہے سچ ہے کہ برزخ و قیامت کے دن انسان کی حالت وہاں ظاہر ہو جائے گی جو کہ مخفی تھی اس وقت جو لوگ مذاق اڑاتے تھے پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کا (دعاۃً الی اللہ) جو کہ اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے جو لوگوں کو آخرت کی دعوت دیتے تھے ان سے مسخرہ کیا جاتا تھا وہ وقت حقیقت کے ظاہر ہونے کا ہو گا ان کو بڑا افسوس اور

ندامت عارض ہوگی قرآن مجید میں قیامت کو تمام یوم کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے فرماتے ہیں (یَوْمُ الْاٰزِفَۃِ۔ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ۔ یَوْمُ الْوَاقِعَۃِ) قیامت میں دنیا کے دنوں کی طرح سورج نہیں ہے۔

شمس و قمر در زمین حشر نباشد
نور نتابد مگر جمال محمدؐ

اس تعبیر کے ساتھ یوم کیوں کہا ہے دن سے مراد یعنی رات کے مقابلے میں روشن رات تو تاریک ہے دنیا میں تاریکی ہے حقیقت مخفی ہے اور اس کا باطن چھپا ہوا ہے حقائق واضح نہیں ہیں مرنے کے وقت ہی حقیقی صبح طلوع ہو جائے گی حقائق کے کشف کے لیے مثلاً اس دنیا میں جس قدر ہی آپ علی علیہ السلام کو پہچاننا چاہیں نہیں پہچان سکتے چونکہ پردہ ہے جب ہی موت کے وقت برزخی آنکھ کھلے گی علی علیہ السلام کی بلندی اور عظمت کو اس حد تک پہچان لے گا جہاں تک ممکن ہے خداوند کریم کی نعمت نیک لوگوں پر اور عذاب بُرے لوگوں پر (اَلسَّلَامُ عَلٰی نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَی الْاَبْرَارِ وَ نِقْمَتِہٖ عَلَی الْفُجَّارِ) (زیارت حضرت علی علیہ السلام پیدا ہونے کے دن سے مرنے کے وقت تک رات ہے جو مرنے کے دن سے دوری اور حقیقت کا ظاہر ہونا ہے جس وقت لوگ مذاق اڑاتے اس وقت کہتے تھے کہ قیامت کے وقت کو بھی دیکھ لیں گے جب وقت ہوگا پیغمبروں کے مقام و مرتبے کو دیکھ لیتے تھے پھر بھی نہیں مانتے تھے جس وقت علماء عاملین اور اولیاء خدا کو دیکھ لیتے تھے تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان سے مسخرہ کرتے تھے۔

بادشاہ کے ہمراہ اور حقیقت کا ظاہر ہونا

ایک داستان افسوس کی کشف واقعے کے بعد کتاب (رفع بعد الشدۃ) سے بہت خلاصہ اور مطالب کی تقسیم اور تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے عرض کرتا ہوں ہند کے شہروں میں ایک عادل بادشاہ حکمران ہوتا جب وہ مرجاتا تو اس کا بیٹا ایمان عدالت اور لوگوں کی ہمدردی کے لیے اپنے باپ کا نمونہ ہوتا لیکن ایک سرکش اس ملک میں پیدا ہو گیا اس نے اس پر بغاوت کر دی بالآخر شہزادے نے دیکھا کہ خون بہہ جائیں گے اور فساد برپا ہو گا شاہزادے نے اپنے آپ سے کہا کہ بہتر ہے میں خود ہی جدا ہو جاؤں فرار کے وقت وہ باس جو کہ بادشاہی تھا جواہر سے پُر تھا اس وقت کے لیے رکھا ہوا تھا کہ کبھی کام آئے گا اس کو پہنا اور فرار کر گیا کوئی چیز بھی کھانے کی یا رقم وغیرہ پاس نہ لی اور پیدل صحرا کی طرف چل پڑا رات کو چلا دوسرے دن تک پانی اور درخت کے پاس بیٹھا رہا ایک آدمی پیدل آرہا تھا جس نے کوئی چیز اٹھائی ہوئی تھی اپنے آپ سے کہا کہ یہ شخص مسافر ہے اس کے ساتھ مل کر سفر کروں گا خوراک پیدا ہو جائے گی بالآخر مسافر آیا اسی پانی کے درخت کے نزدیک بیٹھ گیا دستر خوان کو کھولا اور خود کھانا کھایا اور بادشاہ کو پوچھا تک نہیں بادشاہ بھی شرم کے مارے نہ کہہ سکا کہ میں بھوکا ہوں بالآخرہ اکٹھے چل پڑے خوراک کا وقت ہو گیا دوبارہ اس آدمی نے دستر خوان کو کھولا اور اپنے ساتھ بادشاہ کو کوئی چیز نہ دی اجمالاً دو دن اور دو راتیں اس بادشاہ نے اس گھٹیا آدمی کے ساتھ گزاریں اور کوئی چیز نہ کھائی تیسرے دن بادشاہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس سے جدا ہو کر علیحدہ

راہ چل پڑا اچانک آنکھیں ایک آبادی پر پڑیں آبادی کے نزدیک دیکھا ایک عمارت تعمیر کر رہے ہیں بنانے والوں کے استاد سے پوچھا کیا ممکن ہے کہ میں کام کروں اور مجھے اجرت مل جائے اس نے کہا ہاں دوبارہ کہا کہ اجرت کو جلدی لوں گا استاد نے قبول کر لیا خوراک خریدی اور رکھا کر کام میں شروع ہو گیا عمارت بنانے والے کاریگر نے دیکھا کہ یہ شخص اس کام کا عادی نہیں ہے رفتار و روش سے بزرگ آدمی یعنی رئیس معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض اس میں بادشاہوں کی عادتوں کو ملاحظہ کیا عمارت بنوانے والی عورت تھی اس سے کہا کہ اس طرح کا ایک آدمی آیا ہے اس نے کہا کہ میرے پاس لاؤ رات کو اس عورت کے پاس لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ کوئی شاہزادہ ہے اس کو مہمان ٹھہرایا اور اس سے شادی کی پیش کش کی بادشاہ نے خدا سے چاہا لیکن رہنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی تین سال اس عورت کے ساتھ زندگی کی عورت کے خرچ پر زندگی کر رہے تھے اس ضمن میں یعنی تین سال ظاہر نہ کیا کہ دن کو کہاں رہتا تھا تین سال کے بعد شہر سے باہر اپنے ملک کے آدمی کو دیکھا اس کو پہچان لیا جو کہ کھودنے میں مشغول تھا بادشاہ نے اس سے پوچھا ہند کے بارے آپ کے پاس کوئی خبر ہے؟ کہا ہاں ہمارا ایک عادل بادشاہ تھا اس کے بعد ایک سرکش آدمی تین سال سے ہم پر مسلط رہا ہم پر ظلم و ستم جاری رکھے بالآخر لوگ اس سے تنگ آ گئے اور اسے قتل کر دیا ہے ابھی اطراف میں لوگوں کو بھیجا ہے کہ کہیں بادشاہ پیدا ہو جائے تاکہ دوبارہ آئے لوگ تلاش میں ہیں بادشاہ نے اپنا تعارف کرایا اور بادشاہی لباس دکھایا اس وقت اپنی عورت سے حقیقت بیان کی اور کہا کہ میں جاؤں

گا اگر بغیر کسی مانع کے تخت نشین ہو گیا تو تجھے بھی بلواؤں گا قاصد گیا لوگوں کو خبر دی اور لوگوں کا مجمع استقبال کے لیے آیا اور بغیر کسی مانع کے اپنی جگہ پر واپس لوٹ گیا فرار کرنے کے وقت جانتا تھا کہ اگر آدمی تنہا سفر کرے اور فقیر بھی ہو تو کس قدر سخت ہے دستور دیا کہ کاروان کے لیے راستے میں انتظام کریں اور ہر محل میں تین دن کا کھانا ہر مسافر کو دیا جائے ایک اور حکم دیا کہ جو غریب شہر میں وارد ہو میرے پاس بھی اس کو لایا جائے شاید کہ اس کو کوئی کام ہو اس کے انجام کو میں خود ترتیب دوں گا کچھ دن گزرے کہ وہ گھٹیا صفت آدمی جو تین دن بادشاہ کے ہمراہ سفر کرتا رہا شہر میں وارد ہوا تو فوراً اس کو پہچان لیا پوچھا کیا مجھے پہچانتا ہے؟ کہا تم بادشاہ وقت ہو بادشاہ نے کہا نہیں میں تمہارا چند دن کا ہمسفر ہوں فوراً جان گیا کہ یہ وہی آدمی ہے اور حقیقت ظاہر ہو گئی اور شرمندگی کی وجہ سے زمین پر گر پڑا بادشاہ نے کہا کہ تو خوف کو اپنے آپ پر راہ نہ دے مجھ سے سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں دیکھے گا فوراً حکم دیا کہ اس کو میرے اپنے کمرے میں لے جائیں اکٹھی اس کے ساتھ خوراک کھائی ہر قسم کی عزت واکرام واحترام کے ساتھ اس کی مہمان نوازی کی اور رات کو اسے اپنے سلطنت والے بستر پر سونے کے لیے جگہ دی خدمت کے لیے چند غلام دیئے کچھ وقت کے بعد غلام آئے اور کہا کہ آپ کا مہمان سو گیا ہے اور آرام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا تم اشتباہ کر رہے ہو وہ مر گیا ہے جب گئے اور دیکھا تو اسی طرح وہ مرا پڑا تھا بادشاہ نے کہا یہ شخص افسوس اور حسرت اور ندامت کی وجہ سے اس کا گلا گھٹ گیا یعنی اس کا سانس بند ہو گیا اور وہ ندامت ورنج کی وجہ سے مر گیا۔

حقیقت کے ظاہر ہونے سے حسرت زدہ ہوئے

اے انسان تمام لوگ سوائے ان کے جنہوں نے پیغمبروں کی دعوت کی قدردانی کی تمہارا گلا بھی رنج کی وجہ سے بند ہو جائے گا افسوس ان کو پاؤں سے پکڑ لے گا (یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ) سمجھ جائے گا رب العالمین کی کلام کو کہ عالم ربانی کے دعوت الٰہی دینے سے اس قدر بے پرواہ تھا اس وقت بلندی مرتبہ کو جانتا تھا اور اس کی ان بے ادبیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس پر نعمتوں کی فروانی دے رکھی ہے جتنا ہی آدمی کفران نعمت کرے گا اور مذاق بھی کرے گا تو وہ خداوند کریم اس کو انعام و احسان کرتا رہے گا انسان کے لیے افسوس ہو گا جب حقیقت ظاہر ہو جائے گی قیامت کے پہلے موقف میں پہلے چالیس سال حیرت اور پریشانی کے ساتھ لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلائے گا حیرت کے بعد پشیمانگی ہو گی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ تنزسارے پسینہ گرے گا اس وقت آرزو کرے گا اے کاش مجھے جہنم لے جلتے کہ اس جگہ سے تو چھٹی کا موقع مل جائے جلد ۳ بحار الانوار۔

کس طرح ہم نے ان کے پہلوں کو ہلاک کیا

اس وقت پروردگار تہدید کے مقام میں مذاق اڑانے والوں کو فرمائے گا کہ اپنے پہلو کو دیکھو (اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ) ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے پیغمبروں سے مذاق کیا ان پر

کیا مصیبت آئی آپ عربی لوگ تو شہروں کے سفروں میں دیکھتے ہیں کہ لوط کی قوم اور دیگر لوگوں کے شہر کس قدر ختم کر دیئے گئے ہیں (وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) کیونکہ وہ انبیاء کی دعوت پر بھروسہ نہیں کرتے تھے کس طرح ہم نے ان کو ہلاک کیا ان سے پہلے والوں کو کس طرح ہم نے ہلاک کیا ہے آپ عبرت حاصل کریں آپ سے پہلے ایک گروہ کو طغیان اور نافرمانی کے اثر سے غرق کیا جو کہ فرعون اور اس کے یار و مددگار تھے کچھ لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا ان میں سے بعض کو آسمانی چیخ نے ختم کر دیا جس طرح کہ حبیب نجار کی قوم تھی آپ ان کی طرح نہ ہو جانا (فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا) (سورۃ عنکبوت آیہ ۴۰)

(اِنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ) وہ ہلاک ہو گئے اور واپس نہیں لوٹے۔

امت مرحومہ گزشتہ لوگوں سے نصیحت کے نتیجے میں

بزرگان میں سے ایک اس امت مرحومہ کے بارے جو کہ پیغمبر آخر الزمان کی امت ہیں مرحومہ کی مناسب وجہ ذکر کرتے ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ یہ آخری امت ہے جو شخص آخر میں ہے اس کے لیے رحمت نصیب ہوئی ہے گزشتہ لوگوں کے احوال سے عبرت نہ ہو اور ان مصیبتوں میں گھس جائے لیکن جو شخص آخر میں ہے وہ گرتے ہوؤں کو دیکھتا ہے اور پختہ ہو جاتا ہے کہ نہ گرے آپ

امت مرحومہ ہیں آپ نے قوم لوط۔ ہود صالح کو دیکھا کہ ان پر کیا مصیبت آئی ان کے آثار کو تاریخ میں آپ نے پڑھا ہے ان کے آثار کو آپ عرب علاقوں میں دیکھتے ہیں اور عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ

تمام مجبوراً خداوند کریم کے پاس حاضر ہوں گے

فرمایا (اَوَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کن لوگوں کو تم سے پہلے ہم نے ہلاک کیا عبرت حاصل کرو ان کے راہ روش پر نہ چلو ہلاک کا کلمہ ذہن میں ختم ہونے کا آتا ہے درحالانکہ دنیا سے جانا اور عالم جزا کو پہنچنا مقصد ہے ہم نے کہا ہے کہ موت سطحی نظر سے انسان کو ختم کرنا نہیں ہے لیکن عقل و شرع کے لحاظ سے موت کسی شخص کے لیے محض ختم ہونا نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور لباس کو تبدیل کرنا ہے (اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ) — کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے سوائے ان کے جو ہمارے پاس حاضر ہو گئے ہیں (لَدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ) ایک شخص بھی نہیں ہے جو اس سے فرار کرے اور حاضر نہ ہو جیسے کہ سورۃ رحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اے جن وانس

کا گروہ اگر قدرت ہے تو آسمانوں اور زمین کے راستوں سے گزر جائیے پس گزر جاؤ (یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ سورۃ رحمٰن آیہ ۳۳)

اس آیہ شریفہ کے ضمن میں روایت ہے کہ آسمان اول کے ملائکہ قیامت کے دن تمام صحرای محشر میں صف باندھے ہوں گے دوسرے آسمان کے فرشتے اسی ترتیب سے ان کے پیچھے تاکہ آسمان کے فرشتے اہل محشر کا محاصرہ کریں اس وقت ندا بلند ہوگی (یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ) اے جن وانسانوں کا گروہ کیا قدرت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کسی طرف تم فرار کر جاؤ تمام لوگ عدل الہی کی عدالت میں حاضر ہوں گے اور دو مامور یعنی محافظ اس کے ہمراہ ہوں گے (وَجَاءَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَّ شَهِيْدٌ) سورۃ ق آیت ۲۱) قدرت نہیں رکھتا کہ اس طرف یا اس طرف جائے بمحافظ اس کو حاضر کریں گے تاکہ اشارہ کریں کہ بے اختیار راستے میں گر جائے تاکہ اللہ تعالی کے پاس پہنچ جائے قربان وہ شخص ہے کہ مامور و محافظ کی احتیاج جس کو نہ ہو خود ابھی حساب کے لیے تیار رہے۔

(مُحْضَرُوْنَ) حاضر ہونے والے ہیں جب کہ وہاں میقات الہی ہے (قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ)

سورۃ واقعہ آیت ۵۰)

قیامت اور آخرت کا اس آیت میں ذکر کیا ہے کہ دلیل کو چند دیگر کتابوں میں فرماتے ہیں جو کہ قیامت پر اور خداوند کریم کی توحید افعالی پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

قیامت کی نشانی مردہ زمین کا زندہ ہو جانا ہے

(وَاٰیَۃٌ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ) آیت یعنی نشانی قیامت کی دلیل یہ ہے
کہ موت کے بعد ایک زندگی ہوگی اس میں تمام سعادت ظاہر ہوگی وہ کیا ہے؟
کہتے ہیں کہ یہ بدن بوسیدہ کس طرح دوبارہ زندہ ہوگا؟ اپنے نیچے جو زمین ہو
اس کو دیکھ لیں کہ خداوند کریم کس طرح اس کو زندہ کرتا ہے ہر شے کی موت و حیات
اسی چیز کی نسبت سے ہے زمیں بھی اپنے طور پر موت و حیات رکھتی ہے
اس کی موت کے مراتب ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ گھاس وغیرہ کا ہونا یا نہ ہونا اول
بہار میں زمین زندہ ہوتی ہے کہ اس سے فائدہ حاصل کیا جائے زمین میں جو خشکی
ہوتی ہے اس کو بہار کی شبنم دور کردیتی ہے زمین کے سخت سوراخ کھل جاتے
ہیں اور دانہ اس کے اوپر آجاتا ہے گھاس و دیگر اشیا پیدا ہو جاتی ہیں یہ زندگی کس
نے دی؟ کیا خود اس طرح تھی خواں وغیرہ میں اس طرح کیوں نہیں اگاتی یہ بھی قیامت
کے لیے نشانی ہے

گندم کا ایک دانہ سات سو یا اس سے زیادہ دانے دیتا ہے

(وَاٰیَۃٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ)
حب کے معنی دانہ ہے دانے جو کہ گندم جو چاول دال وغیرہ کے ہوتے ہیں
ایک دانہ اگر گندم کا بویا جائے تو وہ سترہ سے سات سو دانے تک دیتا ہے

قدرت الٰہی دکھاتا ہے سمجھاتا ہے کہ پروردگار کے لیے بڑی بے نہایت قدرت ہے ایک کھجور کے دانے سے کتنی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جس نے گندم کو پیدا کیا اور کھانے کے لیے آپ کو دانت دیئے اور اس کے ذائقہ کے لیے منہ قرار دیا تاکہ اس گندم یا کھجور کی مٹھاس کو محسوس کر سکو ہر حرکت کے لیے محرک کا ہونا ضروری ہے چاہے حرکت۔ کیفیت والی ہو یا کمیت یعنی مقدار والی ہو بغیر حرکت دینے کے کوئی چیز بھی نہیں ہوتی انگور کا ہر دانہ ابتدا میں گندم کے دانے سے کم ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ بزرگ ہو جاتا ہے یہ جو اتنی تبدیلی ہوئی ہے اس کا محرک کون ہے؟ کہ اس ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ اس کو بڑھایا یہی انگور کا دانہ ابتدا میں بہت کھٹا تھا آہستہ آہستہ میٹھا ہوتا گیا اور کبھی بہت ہی زیادہ میٹھا ہو جاتا ہے انگور کی کیفیت اور مقدار کے لیے کیفیت اور مقدار کے لیے محرک سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں ہے خشک زمین کو جان دی اور گھاس وغیرہ اگ آئے بقول سعدی شیرازی کے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری!
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار!!
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

دانے کا ہو جانا قیامت کی دلیل ہے

اس آیہ توحید سے استفادہ کیا گیا ہے کہ قیامت کی طرف سے جیسے کہ کسان وغیرہ جانتے ہیں کہ جس بیج کو زمین میں بوتے ہیں جب اس پر پانی پہنچ جائے

اور اوپر سے پانی پڑے تو پھر وہ زمین سے اگنا شروع ہو جاتا ہے نصف اوپر ہوتا ہے اور نصف زمین کے اندر نصف زمین والا جڑوں وغیرہ کو بناتا ہے اور اوپر والا شاخوں کو بڑھاتا ہے ہماری بحث اس میں ہے کہ زمین میں مل جانے کے بعد اس کو دوبارہ کس نے زندہ کیا ہے؟ صرف خداوند کریم نے جس طرح سوالات ہوتے ہیں کہ بدن بوسیدہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ ہو جائے گا جس طرح آپ اس دنیا میں چیزیں دیکھ رہے ہیں اس طرح آخرت کو بھی یاد کرو آخرت کو آپ کیوں نہیں یاد کرتے (وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ) سورۃ واقعہ آیت ۶۲، وہ ہڈیاں جو کہ بوسیدہ ہو کر بکھر چکی ہوں گی ارادہ باری تعالیٰ سے تمام ذرات میں دوبارہ جان پیدا ہو جائے گی جب صور پھونکی جائے گی (وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ) سورۃ یٰسٓ آیت ۵۱) البتہ تبدیلیوں کے ساتھ پیدا کرے گا یہ تو بدن ہے اہل بہشت عورتوں کے بارے ہے کہ ان کی خوبصورتی پر حوریں رشک کریں گی ان کی خوبصورتی کی وجہ سے مادہ بدن وہی ہوگا صرف شکل تبدیل ہو جائے گی البتہ اپنے کاموں کو پابندی کے ساتھ بجا لائے سوائے نیکی کے کوئی اس سے کام سرزد نہ ہوگا وگرنہ اہل عذاب ہوں گی بڑے بڑے بدن بنا دیتے ہیں تاکہ اس عذاب کے لیے مناسب ہو (وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ) آپ کے سامنے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوتے ہیں یہ مٹھاس آتی کہاں سے آگئی تم کہو الحمد للہ اللہ اکبر آپ دیکھتے ہیں کہ انگور کے گچھے وغیرہ کتنی ترتیب سے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہوتے ہیں (اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) (وَفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ)۔

چشموں کو جاری کیا ان باغوں کے درمیان تاکہ تم ان درختوں سے میووں کو کھاؤ۔

شیرہ اور سرکہ بھی خداوند کریم کے انگور سے ہے

(وَمَا عَمِلَتْہُ) اس بناپر (ما) موصولہ ہے یعنی اشارہ ہے کہ وہ جو پھلوں کو درست کرتا ہے انگور کو خداوند کریم نے خلق کیا لیکن انسان اس سے شیرہ بناتے ہیں جو بہترین خوراک ہے اس طرح سرکہ جو کہ پیغمبروں کی خوراک ہے (اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ) کیا تم شکر نہیں کرتے؟ اے ناشکرے یہ تو نمک حرامی ہوتی ہے کہ نعمت دینے والے کو نہ پہچانے جو خدا اتنی نعمتیں تجھے دیتا ہے کیا اس کی مدح بھی کبھی کرتا ہے؟ تعریف ہی تو بہترین واسطہ ہے بشرطیکہ واسطہ کو فراموش نہ کرے بہرحال اصل جو منعم ہے اس کا شکر تو واجب ہے اور مدح میں اس کا شریک بھی کسی کو نہ بنائیں کیونکہ نعمت دینے والی ذات فقط وہی ہے اگر پانی آپ کے لیے نایاب ہو جائے تو آپ کے لیے کون پانی پیدا کرتا ہے؟ (قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ) سورۃ ملک ۳۰ جس شخص کو بھی کوئی نعمت پہنچتی ہے وہ اسی کی طرف سے ہے تمہارے لیے کوئی نعمت بھی سوائے خدا کے نہیں ہے (وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ) سورۃ نحل آیت ۵۳

نعمت کی پوجا یا نعمت دینے والے کی پوجا

مثال گرچہ بری ہے لیکن کوئی حرج نہیں ہے کتا اپنے پست ہونے کے ساتھ نعمت کو اہمیت دیتا ہے یا نعمت دینے والے کو؟ جتنا نعمت دینے والے کی پوجا کرتا ہے نعمت کی اتنی پوجا نہیں کرتا یعنی اپنے مالک کے پاس جائے گا خوراک کی طرف بعد میں جائے گا بسا اوقات مالک اس کو خوراک دینا بھول جاتا ہے لیکن کتا وہاں سے کوچ نہیں کرتا بلکہ وہیں رہتا ہے اور تواضع کرتا ہے اور دم کو ہلاتا ہے حیوان ہے اس سے زیادہ اس کو شعور نہیں پہنچتا اے انسان تجھ کو خداوند کریم نے کس قدر عقل دی ہے منعم کو کیوں فراموش کرتا ہے تو بھی تو اپنے مالک کو پہچانتا ہے تو نے جان لیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے تو نعمت کی پوجا کرتا ہے یا منعم کی؟ نعمت بھی محترم ہے چونکہ خداوند کریم کی طرف سے ہے خداوند کریم کی مدح و تعریف کو زیادہ کرتا کہ وہ نعمت کو زیادہ فرمائے (لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ) سورۃ ابراہیم آیت ۷) لیکن اس بات کی نہی کی گئی ہے کہ تو کہے مجھے فلاں غذا نے نقصان دیا ہے بلکہ یہ کہو کہ میرا مزاج سازگار نہیں تھا البتہ مختلف غذاؤں کو نہیں کھانا چاہیئے مروی ہے کہ قبر کے عذاب اور فشار قبر کا سبب کفران نعمت ہے خبردار کفران نعمت نہ کرنا روٹی کو چوم لو احترام کرو تاکہ پاؤں وغیرہ میں نہ گر جائے ہمیں چاہیئے کہ جو ہم نے کفران نعمت کیے ہیں ان سے توبہ کریں ہم نے خداوند کریم کی نعمتوں کو نہیں دیکھا کہ شکر کریں مثلاً بیٹے کو نعمت خدا نہ سمجھا لیکن جب وہ مر گیا تو کہا کہ خدا نے لے لیا ہے یہ کفران نعمت

ہے (اللھم ما بنا من نعمۃ فمنک لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک) اے اللہ جو چیز بھی ہے تیری طرف سے ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہم اہل توحید ہیں اور اہل شکر ہیں اور اپنے گزشتہ سے شرمسار ہیں کہ ہم نے نعمتوں کو تیری طرف سے نہیں سمجھا تھا ہمیں معاف فرما (استغفرک و اتوب الیک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(وآیۃ لھم الارض المیتۃ احییناھا واخرجنا منھا حبا فمنہ یاکلون وجعلنا فیھا جنات من نخیل واعناب وفجرنا فیھا من العیون لیاکلوا من ثمرہ وما عملتہ ایدیھم افلا یشکرون)

کھجور اور انگور کو کھاؤ اور شکر باری تعالیٰ کرو

آیات توحید رب اللعالمین اور قیامت کے بارے میں ان دونوں کی دلیلیں واضح ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ خشک زمین کس طرح زندہ ہو گئی ہے (اخرجنا منھا حبا) دانوں کی اقسام کو اس سے نکالا اور تم ان کو کھاتے ہو۔ کھجور اور انگور کے درختوں کو ان کے درمیان پیدا کیا کھجور اور انگور کو کھاؤ اور فکر کر کے عبرت حاصل کرو کھاؤ اور خدا کو پہچانو اور خدا کی عبادت کرو اور اپنی اصل کی طرف فکر کرو کہ تم ایک نجاست سے وجود میں آئے ہو قدرت کی نشانیاں ہیں موت کے بعد جہان ہے (وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم) (سورۃ حجر آیت ۲۵)

کھجور وغیرہ شیرینی رکھتے ہیں لیکن آخرت میں جب آپ ان کا ذائقہ چکھیں گے تو اس وقت ان تمام کی شیرینی کو آپ سمجھیں گے ان تمام چیزوں کی خوشبو کا خزانہ خداوند کریم کی ذات کے پاس ہے۔

نعمت کا چھپانا حیوانوں کی پیروی کرنا ہے

(افلا یشکرون) حیوان خدا کی نعمتوں کو کھاتے ہیں اور خدا کو یاد نہیں کرتے گھاس وغیرہ کھاتے ہیں بہرحال انسان کو چاہیئے کہ جو کھائے اس کے دینے والے کا شکر ادا کرے وگرنہ حیوان اور اس کے درمیان فرق کیا ہے (یأکلون کما تأکل الانعام والنار مثوی لھم) (سورۃ محمد آیت ۱۲) عقلی حکم سے انسان کو چاہیئے کہ منعم اور خدائے عظیم کے سامنے خضوع کرے انسان کو کفر سے بچنا چاہیئے کفر کا معنی چھپانا ہے اسے وہ شخص جو خدا کی نعمت کو چھپاتا ہے اور خدا کی طرف نہیں دیکھتا کہ خدا بے نیاز ہے (ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین) سورۃ آل عمران آیت ۹۷۔ خدا کا شکر خود تمہارے لیے بھی فائدہ مند ہے جیسے کہ قرآن مجید فرماتا ہے اگر نعمت کا شکر کرتے ہو تو خدا تمہاری نعمت کو زیادہ کرے گا اگر نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا تو تمہارے لیے سخت عذاب ہے (لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید)

(سورۃ ابراہیم آیت ۷)

زوجہ خدا کی نعمت ہے

خداوند کریم کی نعمتوں سے بیوی ہے یعنی زوجہ ہے کہ قرآن مجید میں اس نعمت کا ذکر چند جگہ فرمایا گیا ہے اصول کافی میں روایت ہے کہ ایمان کے بعد کوئی چیز بھی زوجہ جیسی نعمت سے زیادہ نہیں ہے کہ جو آدمی کے ایمان کے لیے محافظ سب سے بڑی نعمت ہے یہ زوجہ خدا کی نشانی ہے کہ آدمی کے آرام اور اُنس کا سبب ہے (وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا) سورۃ روم آیت ۲۱)

بہر حال بعض کفران کرنے والے خدا کی طرف سے نعمت کا خیال ہی نہیں کرتے یہاں سے پہلے کفران کرتے ہیں اور جب عقد نکاح ہوتا ہے تو خدا کی نعمت اور اجابت دعا کا وقت ہوتا ہے بہر حال جو لوگ گناہگار ہیں وہ اس نعمت کو خدا کی طرف سے نہیں سمجھتے۔

شکر گزار آدمی کا داؤد پیغمبر کے ساتھ بہشت میں رفیق ہونا

ایک چھوٹی سی داستان شکر کے بارے میں روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے خدا سے چاہا کہ بہشت میں جو میرے ساتھ ہوگا اس کی نشانی مجھے بتائیں جو اہل ایمان سے ہو اور خدا کو دوست رکھتا ہو ندا پہنچی کل دروازے کے باہر جاؤ اور اس کو دیکھو گے دوسرے دن حضرت داؤدؑ گھر سے باہر نکلے تو یونس نبی

کے باپ متیٰ سے ملاقات ہوگئی تھوڑی سی کوئی چیز اٹھائی ہوئی تھی اور خریدنے والے کے پیچھے جا رہے تھے ایک آدمی آیا اور اس نے خرید لی حضرت داؤدؑ آگے بڑھے اور مصافحہ کیا اور گلے ملے اور فرمایا کہ ممکن ہے میں آج آپ کا مہمان بنوں؟ متیٰ نے فرمایا اگر آپ سعادت بخشیں تو میں راضی ہوں جناب متیٰ جو قیمت لے کر آئے تھے اسی سے آٹا اور نمک خرید کر تین آدمیوں کے لیے کھانا تیار کیا اپنے لیے اور داؤد اور سلیمان کے لیے کھانا تیار ہوگیا تو کھانے سے پہلے متیٰ نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا اے پروردگار یہ جو میں نے لکڑیاں بیچی ہیں درختوں سے تو نے گرائی تھیں تو نے مجھے یہ عطا کی تھیں اور مجھے اٹھانے کی طاقت دی اور میں اس کو بیچنے چلا گیا یہ روٹی جو سامنے پڑی ہے یہ بھی گندم ہی تو نے پیدا کی ہے مجھے قدرت دی کہ میں اس نعمت کو خرچ کروں یہ کہہ رہے تھے اور آنسو آنکھوں سے گر رہے تھے داؤد نے سلیمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا یہی شکر بلند مقامات پر پہنچاتا ہے۔

عمر اور مال کی نعمت اور ان کا کفران

بزرگان میں سے ایک کا قول ہے جو فرماتے ہیں یہ نہ کہو کہ خدایا دے بلکہ کہو کہ خدایا مجھے منعم کا شناس بنا اور نعمت کو پہچاننے کی قدرت دے تاکہ اس کی قدر کر سکوں آج کل ماہ رمضان ہے اور یہ نعمات الٰہی کے اوقات ہیں مُردوں سے پوچھو کہ کیا دنیا میں آنے کی آرزو رکھتے ہیں کہ یہاں باقی رہیں؟ یہ حقیقت ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے شب قدر کی راتوں

میں توبہ کریں ان سے کہ ہم نے خدا کی نعمتوں کو نہیں دیکھا اور منعم کو نہیں پہچانا نعمتوں کو ضائع کرتے ہوئے ہم نے ان کو غیر محل میں تصرف کیا ہے روپے کو جمع کرنا بھی کفران نعمت ہے چاہیئے کہ تو خود خرچ کرے اور کھائے اور دوسروں کو کھلائے نہ کہ جمع کر کے رکھتا رہے یا فضول خرچی کرے کہ بغیر ضرورت کی چیزیں لے کر رکھتا رہے بلکہ فقراء لوگوں پر رحم کرتے ہوئے ان کو دے اس مال سے یعنی خدا کی نعمت سے فائدہ حاصل کر نہ کہ ضائع کرتا رہے۔

مال کا شکر اُسے راہ خدا میں خرچ کرنا ہے

ایک داستان کو حاجی نوری نے کتاب دارالسلام میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عابد کئی سال سے عبادت میں مشغول تھا خواب کی حالت میں اس کو خبر دی گئی کہ خداوند کریم نے مقدر کیا ہے کہ نصف عمر تو فقیر ہوگا اور نصف عمر غنی رہے گا تیرے اختیار میں ہے کہ ان دو میں سے ایک کو پہلے منتخب کر لے خواب میں کہا کہ ایک عقلمند میری زوجہ ہے میں اس سے مشورہ کر لوں البتہ وہ عورت جو عقل کی کمال تک پہنچ گئی ہو اس سے مشورہ لینے میں ممانعت نہیں ہے نہ کہ اکثر جو اپنی امیدوں اور ہوائے نفس کی اسیر ہوتی ہیں زوجہ نے کہا کہ نصف اول کو غنی اختیار کر دوسرے دن نعمت زیادہ ہونی شروع ہوگئی اس کی زوجہ نے کہا کہ اے میرے شوہر خدا کا وعدہ ہے کہ دیتا رہے گا تو بھی اس کو خرچ کر ایک طرف سے آتی اور دوسری طرف وہی روزی چلی جاتی نصف عمر گزرنے کے بعد فقر کے منتظر تھے بہر حال فرق نہ ہوا اسی طرح نعمتیں جاری رہیں عرض کی پروردگار یہ کیا ماجرا ہے؟ اس کو خبر دی

گئی کہ تو نے شکر ادا کیا تو ہم نے نعمتیں زیادہ کردیں لَئِن شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
مال کا شکر اس کا خرچ کرنا ہے جیسے کہ کفران جمع رکھنے کو کہتے ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ فَاِذَا ھُمْ مُّظْلِمُوْنَ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ

ازداج کو زمین سے پیدا کیا

قدرت اور حکمت کے شواہد میں سے خدا شناسی اور قیامت شناسی بھی ہے اور علم و حکمت اور قدرت الٰہی کو جاننا اور دوبارہ زندہ کرنا مُردوں کا ان چیزوں کا جاننا بھی ضروری ہے اور وہ اس آیت میں بیان ہیں سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ) آیت کا ظاہری معنیٰ یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات ہر عیب اور نقص سے جس نے ازداج کو پیدا کیا اور زمین میں مختلف قسم کے گھاس اُگائے اور لوگوں کا علم ابھی تک وہاں کی منزل تک نہیں پہنچا ہے پہلے مفسرین ازداج کی تاویل کو انواع اور اصناف لیتے تھے کہ مختلف قسم کی نوع اور صنفوں کو یوں پیدا کیا بعض کہتے تھے کہ جوہر اور عرض کی ترکیب مادہ کی صورت کے ساتھ ہے ۔

نباتات میں بڑھنا ہوا اور حشرات کی وجہ سے ہے

یہ تعبیرات اثر میں بیخبری کی وجہ سے ہیں جو کہ خلقت کا مہم مطلب ہے کہ ابھی تک انسان اُن سے بیخبر تھا کہ کائنات کے ازدواج کا مسئلہ ہے سابقاً صرف یہی معلوم تھا کہ حیوانوں کے علاوہ صرف کھجور ہے جو نر اور مادہ ہے لہٰذا نر کو مادہ درخت کے ساتھ ملایا جائے تاکہ پھل دار ہو اور کھجوریں دے لیکن آخر میں مسلماً اور قطعی ہو گیا ہے کہ فقط کھجور ہی نہیں بلکہ تمام درخت کسی چیز کے ساتھ ملنے کے محتاج ہیں اولاً ازواج کا معنیٰ اصناف اور انواع درست نہیں ہے بلکہ فارسی اور اردو میں زوج کہتے ہیں اور مذکر و مونث دونوں کو زوجین کہتے ہیں اس آیہ شریفہ میں خداوند کریم بتا دینا چاہتا ہے کہ تمام پیدائش کا مسئلہ زوج کے ساتھ ہے حیوان یا کھجور کے درخت سے اختصاص نہیں بلکہ تمام درختوں کو نر کے اثر سے مادہ کی طرف پہنچائیں ہوائیں ان کے ملنے کا واسطہ ہیں (اَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ) سورۃ حجر آیت ۲۲

جو نر درخت پر بعض چیزیں ہوتی ہیں جو مادہ تک پہنچ جانی چاہئیں اور من جملہ یہ حشرات سے ہیں یا درخت کے اوپر بیٹھنے سے نر درخت سے بلکہ مادہ پر پہنچا دیتے ہیں۔

وضاحت نے تمام اشیاء کی زوجیت کو ثابت کردیا

(وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ) شاید اشارہ ہو کہ زوجیت تمام چیزوں میں ہے سابقاً بعض کہتے تھے کہ انسان نے علمی مقامات کو معلوم کرلیا ہے کہ زوجیت ہے قرآن کے معجزات میں سے ایک تو یہ ہے کہ انسان قبول نہیں کرتا کہ تمام اشیاء کی زوجیت ہے لہٰذا اس لیے وہ ازواج کے لیے اصناف اور انواع کی طرف تاویل کرتے ہیں لہٰذا آخر میں یہ حقیقت آشکار ہوگئی کہ (سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا) تمام ازواج یعنی تمام چیزوں کے لیے ازواج ہے کیونکہ ہر چیز زوج یعنی مذکر ہے تو ہم نے مؤنث کو بھی پیدا کیا ہے (وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ) سورۃ والذاریات آیت ۴۹۔ اور (مِنْ اَنْفُسِهِمْ) مذکر و مؤنث کے بارے بہت غور و فکر کی ضرورت ہے امام صادق علیہ السلام نے مفضل سے ایک مجلس میں اسی مطلب کی وضاحت کی کہ تمام چیزوں کی پیدائش کے بارے غور کرو اور سوچ کہ کس طرح یہ انسان اور دیگر اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو شخص زیادہ غور کرے گا اس کو حیرت زیادہ ہوگی۔

رات اللہ کی نشانی ہے اور اس میں بہت سے منافع ہیں

(وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ) آیات اور قدرت الٰہی کے شواہد میں زیادہ فکر کیجیے کہ دن و رات کس چیز سے

حاصل ہوتے ہیں سورج کی حرکت کرہ زمین کے اردگرد یہ توجس حاصل کے طور پر ہے بحسب واقع یہ حرکت وضعی سے ہے کہ زمین ۲۴ گھنٹوں میں ایک چکر لگاتی ہے اور دن رات پیدا ہو جاتے ہیں ان نکات کی طرف خوب توجہ کریں (وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ) جب رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے تاکہ تمام جاندار چیزوں کے لیے امن اور آسائش ہو کہ رات کی تاریکی کی برکت سے آرام کریں (نَسْلَخُ) بعض مفسرین کہتے ہیں کہ (نُخْرِجُ) یعنی ہم نکالتے ہیں کے معنی میں ہے جیسے کہ (مِنْهُ) اس میں ہے اور اگر سلخ کا معنیٰ جانا ہوتا تو (عن) کا استعمال ہوتا پس یہاں (نَخْرُجُ مِنْهُ النَّهَارَ) ہے روشنائی کو لے کر تاریکی لاتے ہیں فضا کی نورانیت کو سلب کر کے تاریکی لائے۔ (فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ) اگر وہ قدرت بزرگ سے کرہ زمین کو حرکت نہ دیتا مثلاً ہمیشہ دن اور روشنی رہتی اور جو رات کے منافع ہیں وہ حاصل نہ ہوتے دوسرا یہ کہ اگر ۲۴ گھنٹے سورج ایک ہی جگہ پر چڑھتا رہے تو اس کو جلانے کی طرح کر دے گا۔

سورج کا رخ ستاروں کی طرف

(وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ) بعض کہتے ہیں کہ (م مستقر) میں الی کے معنیٰ میں ہے کہ سورج حرکت میں ہے نہ کہ یہ زمین کی حرکت ہے جو اس کے اردگرد چکر لگاتی ہے یہ واقع کے خلاف سورج کا رخ بڑے ستاروں کی طرف ہے جس کو نسر کہتے ہیں اور آخر میں اس کو (وکا) کہتے ہیں آفتاب حرکت کرتا ہے جب

اس ستارے تک پہنچتا ہے تو اس وقت سورج کی عمر تمام ہو جاتی ہے اور قیامت برپا ہو جائے گی جدید علوم میں کہا گیا کہ منظومہ شمسی بڑھاپے کی عمر میں ہے (اقتربت الساعۃ) جب یہ چلنے سے گرے گا تو اس کا نور تمام ہو جائے گا مثلاً جب ہماری عمر ختم ہوتی ہے تو زندگی کے آثار بھی تمام ہو جاتے ہیں یہ ہمیشہ اس کا چلنا نہیں ہے کہ اپنی قرار گاہ تک یہ پہنچ جائے۔ (ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ) یہ ہے قدرت خدا اور تنظیم خداوند کریم جو کہ بہت دانا اور تمام مقدرات اور مخلوقات کے تمام امور کے تنظیم کرنے پر غالب اور زیادہ آگاہ ہے۔

عمومی جاذبہ حفظ کائنات کے سبب سے

(لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ) خود فکر کیجئے دن ورات کے منظم کرنے میں جو کہ پچاس سال کی عمر میں کیا رات دن تبدیل ہوتے رہے ہیں اپنے نظم میں علاوہ اس کے وہ ایک منٹ بھی اپنی نظم وضبط سے خارج نہیں ہوئے نہ جلدی اور نہ دیر سے نہ سورج چاند پر غالب آیا ہے اور نہ ہی چاند سورج پر یہ سورج کا عظیم جاذبہ ہے کہ کروڑوں میل زمین اور دیگر اشیاء کو جذب کرتا ہے چاند کا کرہ صرف کرۂ زمین ہے اس کا تعادل اس کرۂ زمین سے کیوں پیدا ہوا ہے۔

چاند قمری تاریخ کے لیے

پہلی رات کو چاند بالکل باریک ایک لکیر کی مانند ہوتا ہے دوسری رات اس سے دوگنا ہو جاتا ہے تیرہ اور چودہ کی رات تک تمام ٹکیہ ظاہر ہو جاتی ہے سولہ کی رات سے آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے آخر ماہ میں بالکل ہی چاند ختم ہو جاتا ہے تاکہ دنوں کے حساب کو معلوم کیا جا سکے۔ (لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ) (سورۃ یونس آیت ۵)

(كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ) کھجور کے گوشے کو دیکھیں گے جس کی لکڑی زرد اور کمزور ہوتی ہے اس طرح مہینے کے آخر میں چاند کو دیکھیں تو وہ بھی زوال کو پہنچا ہوا ہوتا ہے جس طرح ہماری عمر ہوتی ہے اب ہماری زندگی ہے تو ہماری قیمت ہے اور جب ہماری زندگی ختم ہو جائے گی تو پھر ہماری کیا قیمت ہے۔ (وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ) ۲۸ منزلیں ہیں ماہ کی اس کو ہر رات کے بعد رات شمار کریں زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں لکھا ہے جو شرح صحیفہ میں اس سے نقل کیا گیا ہے کہ چودہ کی رات تھی حضرت سجاد علیہ السلام تہجد پڑھنے کے لیے صبح اٹھے اپنے ہاتھ کو پانی کی طرف بڑھایا وضو کے لیے اور سر بلند کیا تو آنکھیں چاند پڑھیں ان کا سر بلند ہی تھا کہ اس وقت مؤذن نے کہا اللہ اکبر۔ (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ)

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰)

(يَا مَنْ فِي السَّمَاءِ عَظَمَتُهٗ) خدا کی بزرگی کو آسمان میں دیکھ کر بڑے بڑے کو پہچاننے

کے لیے انسان حیرت میں ہے اور یقیناً یہ چیزیں حیرت والی ہیں۔

عالم اکبر کو انسان کے وجود کے ساتھ پیچیدہ کر دیا گیا ہے

یہ اشارہ ہے عالم اور نفسوں کی طرف کہ علی علیہ السلام نے فرمایا (اَتَزعَمُ اَنَّکَ جِرمٌ صَغِیرٌ وَفِیکَ انطَوَی العَالَمُ الاَکبَر) کیا تو نے گمان کیا ہے کہ چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ عالم اکبر تجھ میں چھپا ہوا ہے جو کچھ عالم خارج میں ہے وہ انسان کے نفس میں ہے خود انسان کے وجود میں بھی ہے دن اور رات بھی ہے اس مثال کی طرف توجہ فرمائیے بدن و روح میں طنطاوی مصر مفسر تشریح کرتا ہے کہ خون کا پورے بدن میں جاری ہونا سر کی چوٹی سے پاؤں تک خون دل کے ساتھ متصل ہے دل میں خون صاف ہوتا ہے اور صاف خون رگوں میں جاری ہوتا ہے اور تمام بدن کے اجزا میں پہنچ جاتا ہے جس جگہ بھی پہنچے وہاں سے گندے مادے کو دل کی طرف پھینک دیتا ہے اور وہاں صاف ہو جاتا ہے نصف بدن میں خون ہمیشہ سیاہ ہوتا ہے اور نصف بدن میں خون لطیف ہوتا ہے ہر منٹ میں سولہ مرتبہ یہ قری چکر بدن میں ہوتا ہے سیاہ خون رات کی مثل ہے اور صاف خون دن کی مثل ہے۔

دن یادِ خدا کی روح ہے اور رات غفلت ہے

روح میں بھی دن اور رات ہے رات خدا سے غفلت ہے اور تاریک ہے حق و حقیقت کو نہیں دیکھتا اور اگر گناہ کرے تو پھر فقط تاریکی ہی نہیں بلکہ ایسے ہے کہ جیسے رات پر بادل چھایا ہوا ہو (ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ) سورۃ نور آیت ۴۰) جیسے کہ دن یاد خدا ہے وہ مقدار زندگی کی جو یاد خدا میں گزری وہ روشن ہے۔

شب مردان خدا روز جہان افروز است
روشنان را بحقیقت شب ظلمانی است

موت کے وقت یہ جریان واضح ہو جائے گا اور حقیقت بعد میں واضح ہو جائے گی ہلاکت ہے اس کے لیے کہ تمام رات اخلاق بد میں بسر ہو اور وہ قیامت کے ساتھ متصل ہو اور باطل عقائد اس کو اس قدر گھیر گئے ہوں کہ قرآن سے بھی ہدایت حاصل نہ کر سکے اور قدرت نہیں رکھتا کہ قرآن کو کھول کر کچھ دیکھ لے۔ (اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا) سورۃ نور آیت ۴۰) جیسے کہ اس کے مقابلے میں ایک جس دن مُومنین و مومنات کے نور روشن ہوں گے۔ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ) یعنی مومنین کے لیے دن روشن ہوگا۔

علیؑ حق اور معاویہ باطل ہے تمام کے وجود میں

شیخ شوشتری رحمۃ اللہ علیہ اس بارہ میں کہ جو کچھ عالم کبیر میں ہے عالم صغیر میں بھی وجود رکھتے ہیں جو کہ خود انسان کے وجود میں ہے فرماتے ہیں خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں اور ابوجہل کے وجود میں ہے ہابیل وقابیل کے وجود میں ہے بہت بہترین وضاحت فرماتے ہیں کہ ابوجہل تو وہی نادانی اور غرور ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں خضوع ہے خبردار ابوجہل کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلط نہ کرنا علیؑ یعنی عدل اور حق اور معاویہ یعنی ظلم اور ناحق خبردار ظلم کو حق اور عدل پر مسلط نہ کرنا۔

دین میں اندھا ہونا شغل حرام کے اثر سے ہے

ایک آدمی اپنے خواب کو رفقا سے نقل کرتا ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ معاذ اللہ امام زمانؑ کی دایاں آنکھ اندھی ہے پہلے تو خواب میں امام زمان کوئی اور ہے جو کہ بسا اوقات اوہام وخیالات ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ اگر اس کا جواب نہ دوں تو شاید گمان کرے کہ امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف اس طرح ہیں لہٰذا میں نے کہا کہ جو تو نے خواب میں دیکھا وہ امام زمان نہیں ہیں جو تیرے وجود میں ہے تیرا دین خود اندھا ہے یہ تو کام جو حرام انجام دے رہا ہے یہ صحیح نہیں کہ میں منبر پہ کہوں تجھ کو اس نے اندھا کر دیا ہے لہٰذا وہ گیا اور اس شغل سے دور ہو کر استغفار کی کبھی کبھی اس بدبخت انسان پر جہل غالب ہو جاتا ہے اور کبھی ابن ملجم بن جاتا ہے بغض اور نفرت سر سے پاؤں تک اس کو گھیر لیتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۔

دریا کو انسان کے لیے چلایا ہے

جو نشانیاں خدا کی نعمتوں پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک دریاؤں کا چلانا ہے انسانوں کے لیے خداوند کریم نے اتنے بڑے دریا اور حیوانات انسان کے لیے قرار دیے ہیں دریا کہ جس کو آدمی دیکھے تو خوف طاری ہو جاتا ہے جو پانی کی موجیں اٹھتی ہیں تو انسان ڈر جاتا ہے لیکن اس کو انسان کے لیے بنایا تاکہ اس پر چلے تجارت اور سیاحت کے لیے اس کے سفر کو طے کرنے کشتی بنائی کہ قوت دل سے اس پر سوار ہو جائے کہ اس پر سفر کرے اور مچھلی کا شکار کرے اور ہیرے جواہرات تلاش کر کے لائے آج کل تو کانیں دریاؤں سے برآمد کی جا رہی ہیں (الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ) آدمیوں سے بھری ہوئی کشتی کو پانی پر چلاتا۔

صحرا کی کشتی اونٹ ہے اور ہوائی جہاز بھی خدا کی طرف سے ہے

(وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ) کشتی کو ہم نے خلق کیا کہ اس

پر تم سوار ہو اسی طرح اونٹ جو کہ صحرا کی کشتی ہے جدید مفسرین کے قول کے مطابق یہ جہاز وغیرہ بھی خدا کی طرف سے ہیں یہ بھی کشتی کی طرح ہے اور باقی بھی نعمات خدا کی طرف سے ہیں انسان فقط ترکیب اور ختم کرنے کا عہدہ دار ہے باقی ہوش اور قدرت دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے (اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ) اگر ہم چاہیں تو ایک ہی پانی کی موج سے کشتی کو غرق کر دیں خدا محافظ ہے نہ کہ کشتی اور ہوائی جہاز اور باقی سواریاں بھی اسی طرح ہیں اگرچہ دریا ہو یا صحرا ہو یا ہوا ہو خدا ہی محافظ ہے اگر وہ ہلاک نا چاہے تو نجات ممکن نہیں ہے (اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ) مگر جب تک موت نہ آئے خداوند کریم کی رحمت اس کی محافظ ہے۔

نعمت دینے والے کی عبادت بدن اور مال کے ساتھ کرو

یہ تمام نشانیاں قدرت و حکمت الٰہی کی تھیں ان کا لازمہ یہ ہے کہ اے انسان وہ خدا جس نے خشکی اور سمندر کو پیدا کیا تجھے چاہیے کہ تو اس کا فرمانبردار بندہ بن کے رہ یہ تمام قسم کی نعمتیں اور خوراکیں اور پینے کی چیزیں (وَفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ) مختلف قسم کے دانے تیرے لیے خلق کیے گئے ہیں یہ تمام سبزیاں اور میوہ جات انسان کے لیے پیدا کیے گئے ہیں چاہیئے کہ تو شکرگزار بندہ بن کے رہ خداوند کریم کی بندگی کو بدن اور مال کے ساتھ ادا کر بدن کا شکر زبان اور اعضاء کے ساتھ جیسے نماز روزہ حج امر بالمعروف نہی از منکر اور بدنی

عبادت یہ تمام شکر ہے دوسرا حصہ عبادت مال ہے اور ہر وہ چیز جو انسان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُعْطُوْنَ الزَّکٰوۃَ۔ اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا تمام ادیان میں نماز اور زکوٰۃ کا اکٹھا حکم کیا گیا ہے بدن کی تو عبادت ہو لیکن مالی نہ ہو تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہے اور وہ عبادت ناقص ہے روزہ تو بجائے خود افطاری اور سحری دینا بھی لازم ہے اگرچہ پروردگار عالم نے اس آیت کو اہل مکہ کے لیے نازل کیا لیکن قیامت تک یہ قائم ہے۔

موجودہ اور گزشتہ گناہوں کا تدارک کریں

اہل مکہ اتنے بدبخت تھے کہ جب ان کو عبادت بدنی کے بارے کہا جاتا (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ) جب ان سے کہا جائے کہ خدا سے ڈریئے اور اصلاح کیجئے اور نماز پڑھیے تو وہ مذاق اڑاتے تھے آج کل بھی ایسے لوگ ہیں جو ان باتوں کے کہنے پر مسخرہ بازی کرتے ہیں اگر ان کو کہا جائے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے روزہ کیوں نہیں رکھتے تو مذاق اڑاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نماز اور روزں کی کیا محتاجی ہے بلکہ تم عبادت کی احتیاج رکھتے ہو کہ خدا تمہیں آخرت میں مختلف قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ جو تمہارے سامنے آئے گا حقیقت کی وضاحت ہے جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت ہے عذاب اور سزا کے لیے اپنے گناہوں کی طرف دیکھو اپنی قبر کو یاد کرو کہ وہاں کیا بھیج رہے ہو (لِمَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَمَا خَلْفَکُمْ مِنَ الْعَذَابِ) آرام و آسائش

کے بھیجنے کی بجائے تو آخرت میں اپنے لیے آگ کو بھیج رہا ہے ایک اور وجہ بھی کہی گئی ہے (مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ) موجودہ گناہ اور (وَمَا خَلْفَكُمْ) اسے مراد گزشتہ گناہ ہیں (لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) شاید کہ تم پر رحم کیا جائے اگرچہ اس کا جواب وضاحت سے ذکر نہیں کیا گیا لیکن بعد والی آیت سے معلوم ہو جائے گا۔

خدا کی نشانیوں سے منہ پھیر لیتے

(وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ)

قرآن کی آیت ان کے لیے پڑھی جاتی تو منہ پھیر لیتے تھے کہا جاتا کہ برزخ کے عذاب سے ڈرو قرآن کی آیات تشریعی ہوں یا تکوینی ہوں تمام خدا کی طرف سے ہیں تمام کلمات اور نعمتیں اور موجودات خدا کی طرف سے ہیں لیکن اس آدمی میں اثر نہیں کرتیں باقی عبادت کس طریقے سے ؟ چاہیئے کہ ہم اچھی طرح غور و فکر کریں کہ ہمارے بارے میں بھی یہ ہو سکتی ہیں فقط اہل مکہ کے ساتھ خاص نہیں ہیں اگرچہ نازل انہی کے بارے ہوئی ہیں۔

اگر خدا چاہتا تو خود فقرا کو دیتا

(وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ) جب ان سے کہا جاتا کہ جو کچھ خدا نے تم کو دیا ہے راہ خدا میں خرچ کرو مثلاً خمس دو اپنے سال کے اخراجات کے بعد بچت سے پانچواں حصہ نکالو جو کہ آسان ہے مشکل نہیں ہے تو جواب دیتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو خود ان کو دے دیتا (أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ)

اے دکاندار اگر تو جانتا ہے کہ تیرے پاس کام کرنے والے لڑکے کے اخراجات پورے نہیں ہوتے تو تو اس کی مدد کر (وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا) وہ کافر لوگ ان مومنوں سے جو فقرا کی مدد کے لیے ان سے مانگتے تھے تو وہ جواب دیتے کہ (اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗ) کیا ہم اس کو کھلا کھلائیں کہ اگر اللہ چاہتا تو اس کو کھانا دیتا خدا چاہتا ہے کہ وہ بھوکے اور فقیر رہیں (اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) تم بھی گمراہ ہو تم نہیں جانتے کہ کیا کرنا ہے لوگوں سے سوال کرتے ہو اس طرح کے الفاظ تم کہتے ہو کہ کھلے گمراہ نظر آتے ہو)۔

خدا کی مشیت انسان کے اختیار کی نسبت سے

مشیت یعنی ارادہ خدا دو قسم کا ہے ایک تکوینی اور تشریعی مشیت تکوینی سے مراد کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ فلاں وقت یقیناً بارش ہوگی اور فلاں شخص کی عمر تمام ہو جائے اس میں کسی کا اختیار نہیں ہے مشیت تشریعی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انسان اپنی مرضی سے اچھائی بجالائے نماز پڑھے روزہ رکھے مشیت تکوینی خدا نے چاہا کہ حیوانات ہمیشہ رکوع کی حالت میں رہیں اور انسان کے رکوع کو چاہا کہ وہ اپنی مرضی اور میل سے اور خواہش سے اور عظمت خدا کو درک کر کے رکوع کرے اور کہے (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ) حشرات زمین پر گرے پڑے ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی اختیار نہیں ہے بہرحال انسان کو اختیار دیا کہ اپنے علم وارادہ کے ساتھ سجدہ کرے تاکہ ثواب کا مستحق ہو اور جو شخص فقیر ہے غنی لوگ اس کی امداد کریں تاکہ اس کی حاجت پوری ہو جائے۔

ثروتمند اور غریب لوگوں کا امتحان ایک دوسرے کے ساتھ

خداوند کریم نے انسان کو ایک طرح کا پیدا نہیں کیا بلکہ ہر زمانے میں ایک گروہ فقراء کا اور ایک گروہ امیروں کا تاکہ لوگوں کا امتحان ہو سکے (وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً) سورۃ فرقان آیت ۲۰) اے کروڑ پتی آدمی خدا نے تجھے مال دیا تاکہ تو ہزاروں غریبوں کی امداد کرے تاکہ تیری امراض وغیرہ دور رہیں اگر انسان کے سامنے جو پردہ رکھا گیا ہے اٹھا لیا جائے تو اپنی بیماریوں کو دیکھ کر رونے لگ جائے گا مال خرچ کرنے سے بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں اور سخاوت پیدا ہوتی ہے فقیر کے لیے بھی بہتر ہے کہ وہ اپنے فقر کے باوجود باعفت رہے یعنی ہر کے سامنے نہ جھکے یہی خودداری بڑی نعمت ہے جس سے صبر پیدا ہوتا ہے اور اجر انسان کے حصے میں باقی رہتا ہے فقیر اپنے اختیار کے ساتھ صبر کرے اور غنی آدمی اپنے اختیار سے خرچ کرے کہ ہر ایک کو اچھائی ملتی رہے یہ خداوند کریم کی مشیت تشریعی ہے کہ غنی اور فقیر ہر دو اس سے فائدہ اٹھائیں بخیل آدمی بہشت سے محروم ہے روایت کا مضمون یہی ہے کہ مومن بخیل سے سخی کافر بہشت کے زیادہ نزدیک ہے مومن سے بخالت کی امید نہیں ہے اگر اس صفت بد کے ساتھ مر جائے تو اس کے لیے نجات نہیں ہے اسی طرح جو کتا شہر سے نکل کر جانا چاہے اس ڈر سے کہ یہ ہڈیاں دوسرے کتے نہ کھا جائیں تو پھر اس محلے کے یا شہر کے کتے کیا کریں گے اے کام کرنے والو کیا کر رہے ہو؟ بخل کا علاج خرچ کرنے کے ساتھ ہے

تکرار سے کہا گیا ہے کہ ناقص چیز کی بجائے وہ چیز راہ خدا میں دو جس کو خود پسند کرتے ہو۔ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) سورہ آل عمران آیت ۹۲ نہ کہ وہ چیز دینا جس کو خود تم ناپسند کرتے ہو (وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ) سورۃ بقرہ آیت ۲۶۷)

اس عارضی ملکیت میں ہمیشہ کی بنیادیں رکھنا

ایک آدمی حضرت علی علیہ السلام کے گھر وارد ہوا گھر میں اس نے زندگی کے وسائل بہت مختصر دیکھے تو کہا اے علی علیہ السلام آپ تو مسلمانوں کے خلیفہ ہیں یہ کیا آپ کی حالت ہے فرمایا عاقل آدمی عارضی ملکیت میں پختہ بنیادیں نہیں بناتا ہمارے پاس جو کچھ تھا آخرت کے لیے بھیج دیا ہے جو جگہ عارضی ہے اس کو اہمیت دینا عقل کے خلاف ہے (قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْبَيْتَ لَا يَتَأَثَّثُ فِيْ دَارِ النُّقْلَةِ وَلَنَا دَارُ اَمْنٍ - خَيْرُ مَتَاعِنَا اِلَيْهِ وَاِنَّا عَنْ قَلِيْلٍ اِلَيْهَا صَائِرُوْنَ)

(لئالی الاخبار ص ۲۹)

یہ نہیں کہتے کہ گھر اور زندگی کو خوشگوار نہ رکھ بلکہ آخرت کو زیادہ اہمیت دے دینا تیرے لیے مشکل نہ ہو اور اپنے دل کو دنیا کے ساتھ نہ لگا اور اپنے سے امیر کی طرف نگاہ نہ کر کہ وہ کس قدر امیر ہے کیونکہ یہ جگہ ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں ہے
ایک دن عاقل بہلول قبرستان میں تھا ہارون کا وزیر گزرا اس نے آواز دی کہ اے بہلول تو اس قبرستان کو نہیں چھوڑے گا؟ جواب دیا ہاں اس جگہ مجھے راحت ہے کسی شخص کو میرے ساتھ کام نہیں ہے اگر شہر اور بازار میں آؤں تو بچوں اور نادانوں کو لوگ تکلیف دیتے ہیں وزیر نے کہا کہ کیا ان مردوں کے ساتھ گفتگو بھی

کرتا ہے جواب دیا ہاں پھر قبر کے اوپر کھڑا ہو کر کہتا ہوں (تم نے کس وقت کوچ کرنا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم آپ کے منتظر ہیں تاکہ ہمارے ساتھ مل جاؤ اور اکٹھے چلیں۔

حضرت مجتبیٰؑ اور حضرت رضاؑ کی غمخواریاں

مال تجھے عارضی طور پر پہنچا کہ اس کی برکت سے تو اپنی آخرت کے کاموں کو جو کہ ضروری ہیں تمام کرے جو کام تم یہاں انجام دیتے ہو اس کی قدر و منزلت اتنی بلند ہے کہ کوئی اندازہ نہیں اگر آدمی کے پاس پوری کھجور نہ ہو تو نصف دے دے حضرت مجتبیٰ علیہ السلام نے زندگی میں تین دفعہ اپنے گھر کے سامان کو دو حصے کر کے نصف راہ خدا میں دے دیتے اسی طرح علی بن موسیٰ۔ الرضا علیہ السلام جب کھانے کے دسترخوان پر بیٹھتے تو جو کچھ اس پر ہوتا حتیٰ کہ پانی بھی فقیر کو دے دیتے اور پڑھتے تھے (فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ

وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ط

بعض متدین بھی جبر کرنے لگ جاتے ہیں

(وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ) جب ان کفار سے کہا جاتا کہ آؤ جو مال تم کو خدا نے دیا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور بھوکوں اور ضعیفوں کو کھلاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ اگر ان کو کھلانا اچھا کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو کھانا کھلاتا حقیقت میں یہ لوگ ظلم کی طرف چلے جاتے ہیں بعض اوقات بڑے متدین لوگوں سے بھی اس طرح کے الفاظ سنائی دیتے ہیں جو کچھ خوبی اور اچھائی ہے اپنی طرف سے ہی دیکھتا ہے اور جو کچھ نقصان ہوتا ہے اس کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے جب مال آتا ہے تو خدا کو یاد تک نہیں کرتا جب اس سے لے لیا جائے تو خدا کو دوسری طرح یاد کرتا ہے کہ نعمت کا آنا تفویض ہے اور چلا جانا نعمت کا جبری ہو جاتا ہے جب مال آتا ہے تو اپنے زور بازو اور فن سے سمجھتا ہے کہ میں نے حاصل کیا ہے نہ کہ خدا کے فضل و کرم سے جیسے کہ اگر یہی مال گم ہو جائے یا چور لے جائیں تو پھر خدا کی طرف منسوب کرتا ہے کس طرح عطا کے موقع کو تو نے خدا کی طرف سے نہ سمجھا فقر اور غنا یعنی تونگری بادشاہی دونوں خدا کی نعمتیں ہیں غنی ہے جب تک خرچ کرنے کی برکت ہے بخل کم ہوگا اور تو سخی ہو جائے گا اور فقیر بھی صبر کی برکت سے درجات عالی کو پہنچ سکتا ہے۔

ایک ہی آواز کے ساتھ جانوں کو لے لے گا!

(وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ) یہ آیت قیامت کے متعلق ہے کہتے ہیں کہ وعدہ قیامت کب ہے اگر اس کے کہنے والے سچے ہیں پیغمبرانؑ کا وعدہ قیامت ثواب اور عقاب کے ساتھ یہ تمام انبیاءؑ کی دعوت کا مورد تھا تمام مبداء اور معاد کا ذکر کرتے تھے لیکن ظالم تکبر سے کہتے ہیں کہ عالم کی جزا کس وقت برپا ہوگی؟ خداوند کریم ان کے جواب میں فرماتا ہے (لَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ) عالم کی جزا کا پہلا مرتبہ موت ہے پھر عالم برزخ اور قیامت ہے جس کا تم انتظار کر رہے ہو انتظار نہیں کرتے سوائے اس صور پھونکنے کے پس پہلی موت اور جان لینے کے وقت یہی آواز دی جائے گی اور دوسری آواز سے تمام مردے زندہ ہوں گے انسان کی جان لینے کے لیے صرف ایک چیخ ہی کافی ہے ملک الموت کی ایک آواز کافی ہے اس کے لیے زحمت بھی نہیں ہے روایات معراجیہ میں ہے کہ رسول خداؐ آسمان چہارم پر ایک فرشتے کے پاس پہنچے تو وہ گرفت میں تھا ہر فرشتے کو پیغمبرؐ دیکھتے تھے تو ان کا چہرہ خوش تھا خلاصہ جبرائیل نے فرمایا کہ یہ ملک الموت ہے فرمایاؐ کہ اس کے سامنے یہ تختی کونسی ہے عرض کیا تمام جانداروں کے نام ہیں اس تختی میں اس وقت خود پیغمبرؐ سے کہا کہ جس وقت کسی کی موت کا وقت پہنچتا ہے تو اس کا نام مٹ جاتا ہے اور میں اس کی جان قبض کر لیتا ہے تمام دنیا میرے لیے ایک دستر خوان کی مانند ہے ہر قسم کی خوراک کو جس طرح آدمی آرام سے لے سکتا ہے میں بھی اسی طرح ہر موجود کی موت کو آسانی سے لا سکتا ہوں موت کی چیخ آئے گی

درحالانکہ وہ جنگ اور جھگڑے کی حالت میں ہوں گے (وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ) جب موت کی آواز سنائی دے گی تو روایت ہے کہ لوگ بازار میں مشغول کمائی اور کاموں میں ہوں گے ابھی تک بیچنے والا قیمت کو وصول نہ کر چکا ہوگا اور خریدنے والا چیزیں اٹھا نہ چکا ہوگا کہ موت کی آواز آجائے گی دیگر اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کرسکیں گے۔

شاید کہ میں بھی گھر واپس نہ لوٹوں

(فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ) وصیت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور یہ بھی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے گھر والوں تک واپس چلا جائے آرزو کرے گا کہ اپنے گھر والوں تک پہنچ جائے کہ وصیت کرسکے چند دن پہلے شیراز میں ظہر سے پہلے ایک آدمی اپنی دکان پر گیا صحت و سلامتی کے ساتھ بغیر کسی سابقہ بیماری کے وہ وہیں دکان پر ہی مرگیا شیراز کے بازار سے کسی اور آدمی نے بھی فکر کی کہ میں بھی بازار جاؤں اور مر جاؤں گا اور واپس نہیں لوٹوں گا پس میں اپنی فکر میں رہوں۔

ترک اجل یکبارے از ایں گلہ میبرد

واں گلہ راانگہ چہ آسودہ میچرد

اگر ایک عورت پہ نظر پڑے تو خیانت کی نگاہ نہ کرے کہ (يَخِصِّمُوْنَ) یعنی وہ لڑتے جھگڑتے ہوں گے۔ موت کی آواز آئے گی درحالانکہ یہ انسان لڑائی جھگڑے میں اور گفتگو میں مصروف ہوگا ایسے حالات ہمارے سامنے ہیں کہ جھگڑے کی حالت میں سکتہ کر گئے خون جوش میں آتا ہے اور سکتہ ہو جاتا ہے افسوس ہے اس کے لیے کہ جو گناہ کی حالت میں مر جائے کیا اس حالت میں

ایمان ہے یا نہیں؟ حقیقت میں اس وقت سے ڈرنا چاہیئے کہ اگر انسان پختہ نہ ہو تو شیاطین اس پر حملہ کرتے ہیں اور سخت حملے کرتے ہیں اور اگر ایمان دل میں جگہ بنالے تو شیطان پھر قدرت نہیں رکھتا کہ انسان پر حملہ کرے خدا کا وعدہ ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ) سورۃ بقرہ آیت ۱۴۳) ہاں اگر ایمان صرف زبان تک ہو تو وہ جلدی جدا ہو جائے گا (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلَى حَرْفٍ) سورۃ حج آیت ۱۱) لہٰذا دعا کیجئے (اَسْئَلُكَ إِيمَانًا لَا أَجَلَ لَهُ دُونَ لِقَائِكَ) خدایا مجھے ایسا ایمان دے کہ اپنے ساتھ لیجاؤں (اَسْئَلُكَ إِيمَانًا تُبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي) وہ ایمان کہ جو ہمیشہ ساتھ ہو اور میرے دل میں جگہ بنالے۔

پس حقوق کو ادا کریں

بعض مفسرین (توصیۃ) میں نکتہ نقل کرتے ہیں کہ عاجز اور بیچارہ ہو گیا ہے ایک کلمہ وصیت کا بھی نہیں کر سکتا دوسرے کام تو اپنی جگہ پہ لہٰذا عاقل آدمی احتیاط سے عمل کرتا ہے ایک دن تو یقیناً آنے والا ہے اس لیے لوگوں کے حقوق ادا کرو تاکہ آخرت میں باز پرس نہ ہو۔

تا کہ دستت میرسد کاری بکن
پیش از آن کز تو نیاید ہیچ کارا

یہ قیامت کی چیخ تھی یہ موت کی آواز تھی دوسری مرتبہ زندہ کرنے کی آواز ہوگی۔

ایک ہی پھونک سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے

(وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ) زندہ کرنے کی آواز کس طرح ہوگی ہم اس کو نہیں جانتے ایک روایت نقل کی گئی ہے اسرافیل کی صور کے بارے کہ اس کے دو سر ہیں ایک کا اوپر منہ ہے اور دوسرا نیچے صدا آئے گی (اَیَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِیَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ) اے بوسیدہ ہڈیو گوشت جن کا ختم ہو چکا ہے حساب کے لیے اٹھو (وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ) صور کے پھونکنے کے بعد تمام لوگ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف حساب کے لیے جلدی سے چلیں گے اور کہیں گے (يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ) کہیں گے کہ ہلاکت ہے ہمارے لیے ہمیں قبروں سے کس نے اٹھایا یہ وہی وعدہ الٰہی تھا ابھی یا تو خود کہیں گے یا ملائکہ کے قول کو نقل کریں گے کہ یہ وہی وعدہ الٰہی ہے اور پیغمبران درست کہتے تھے۔

قبر اور برزخ کے بارے نکتہ

ایک نکتہ قبر کے بارے ہے کہ وہ ٹھہرنے کا محل ہے اور سونے کا محل ہے روز قیامت جب وہ قبروں سے باہر آئیں گے تو کہیں گے کہ کس نے ہمیں اپنی خواب گاہوں سے اٹھایا ہے حالانکہ برزخ میں وہ معذب ہوں گے۔

(وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ) سورۃ مومنون آیت ۱۰۰

جو شخص بھی مرے برزخ میں ثواب وعقاب کو دیکھے گا یہاں تک کہ بہشت اور جہنم اصل تک پہنچ جائے جو گناہان کیے تھے ان کا بوجھ اٹھانا پڑے گا بسا اوقات وہیں برزخ میں پاک ہو جائے گا مرقد بھی وہی ہوگی کہتے ہیں کہ تمام عالم اس کی نظر میں قوت اور ضعف کے ساتھ پیش آئے گا جیسے خواب اور بیداری میں انسان ہوتا ہے عالم برزخ کی نسبت سے آدمی اس جگہ دنیا میں نیند میں ہے اس جگہ بیدار ہوگا کیونکہ برزخ کے مراتب قوت اثر کے لحاظ سے دنیا کے مراتب سے زیادہ ہیں تمام لوگ نیند میں ہیں اس وقت لوگ بیدار ہوں گے (اَلنَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا) یہ روایت علی علیہ السلام سے مروی ہے جو لوگ مردوں سے ملاقات کے خواب سچے نقل کرتے ہیں وہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں اسی طرح کی داستانوں کے شواہد موجود ہیں اور حاجی نوری نے دار السلام میں اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے۔

قیامت برزخ کی نسبت سے نیند کے بعد بیدار ہونا ہے

جیسے کہ قیامت بھی برزخ کی نسبت سے نیند کے بعد بیداری ہے کیونکہ اصلی قوت کا اثر قیامت میں ہے برزخ میں ثواب اور عقاب درمیانہ ہوگا جو چیز دنیا کے لحاظ سے بیداری ہے وہ موت کے بعد والی زندگی کی نسبت نیند لہٰذا جس وقت سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے کہ کس نے ہمیں بیدار کیا!

آنکھ اس کی جہنم پر پڑے گی چونکہ وہ سخت اور برے مامورین کو دیکھے گا اور حاضر کرنے والے لوگوں کو حساب کیلئے ایک طرف دیکھے گا کہ سیاہ چہرے ہیں (وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ عَلَیۡہَا غَبَرَۃٌ) سورۃ عبس آیت ۴۰

عجیب و غریب چیزوں کو دیکھے گا کہ برزخ میں یہ چیزیں نہ تھیں اس طرح کانپے گا کہ تمام اعضا اس کے کانپیں گے (وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً) سورۃ جاثیہ) تمام لوگ رب نفسی کی پکار کر رہے ہوں گے سوائے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ وہ فرما رہے ہوں گے رب امتی کہ اے پروردگار میری امت کی فریاد سن تمام لوگ خوف میں ہوں خوف سے حمل دار عورتیں اپنا حمل سقط کردیں گی اور بچے کو دودھ دینے والی عورتیں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی بہر حال عذاب خدا سخت ہے (وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ)

(سورۃ حج آیت ۲)

قیامت سے خبر سنیں گے اگرچہ برزخ میں معذب ہوگا لیکن برزخ کے عذاب سے قیامت کا عذاب کہیں سخت ہوگا بچھو وغیرہ کا ڈسنا تو کوئی چیز نہیں یہی تمام پیغمبروں کا وعدہ ہے۔

زندہ ہونے کے فرمان سے کوئی بھی چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے گا

(اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً) آواز ایک سے زیادہ نہیں ہوگی جو

کہ حاضر کرنے کے لیے ہوگی کوئی بھی اس سے نہیں بچ سکے گا حضرت علی
علیہ السلام کے قول کے مطابق کہ انسان کے درمیان قدرت ظاہری اور باطنی سلیمان
کی طرح نہیں ہے کہ جن وانس اور وحشی جانوروں اور پرندوں کی سرداری کے
باوجود بھی اس آواز کے سامنے ضعیف ہوں گے۔

کون شخص ہے جو اس آواز کے سامنے مخالفت کرے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ فَالْيَوْمَ
لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ
الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فَاكِهُوْنَ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ
مُتَّكِئُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ فِيْهَا مَا
يَدَّعُوْنَ ط

دو پھونکوں کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی

منکر لوگ مسخرہ بازی کے طور پر کہتے ہیں کہ پیغمبروں کا وعدہ کب ہے ان کے
مذاق کا جواب یہ ہے کہ دو پھونکوں کے بعد آجائے گا پہلے پھونک سے تمام
مرجائیں گے اور دوسرے پھونک یعنی چیخ کی آواز سے سارے زندہ ہو جائیں
گے ان دو کے درمیان کا فاصلہ صرف خدا کو معلوم ہے اور کوئی نہیں جانتا ہے
(اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ) اس بارے میں روایات مختلف نقل ہوئی ہیں آواز مقرب الٰہی
فرشتہ اسرافیل ہوگی ایک بجلی ۔ جس کا ایک آسمان کے ساتھ

اور دوسرا زمین کے ساتھ اس کے پھونکنے سے اہل زمین اور آسمان مرجائیں گے (وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ)

(سورۃ زمر آیت ۶۸)

خداوند کریم اس کو حکم دے گا کہ تو بھی ۔۔۔ مرجا وہ بھی مرجائے گا سوائے خدا کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اندر دو جہان خدائی میماند وبس۔ باقی ہمہ کل من علیہا فان ندا پہنچے گی (لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ) آج وہ لوگ کہاں ہیں جو بادشاہی کا دعویٰ کرتے تھے مال اور بادشاہی میری ہے کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا خود جواب فرمائے (لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) اس خدا کے لیے جو کہ ایک ہے اور قدرت والا ہے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان دو کے درمیان فاصلہ میں وہ آواز دینے والا باقی نہیں رہے گا زمین بکھر جائے گی پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا) سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۵) آسمان اور زمین کی حالت بدل جائے گی (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ) سورۃ ابراہیم آیت ۴۸) دیگر کوئی درخت اور پہاڑ اور بلندی پستی باقی نہیں رہے گی حالات دیگر ہوجائیں گے۔

محشر میں عدل خدا کا ظہور ہوگا

زندہ کرنے کا پھونک جب ہوگا تو تمام زندہ ہوجائیں گے عدل الٰہی کے فیصلے کے لیے (مُحْضَرُونَ) ہر حاضر ہونے والے کے ساتھ دو مامور ہوں گے (سَائِقٌ وَشَهِيدٌ) آئیں گے (وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ) سورۃ قٓ آیت ۲۱) ایک آدمی بھی حاضر ہونے کی مخالفت نہیں کرسکتا الٰہی کے

حقیقی عدل کے ظہور کا دن ہے عالم مادہ میں عدل ظاہر نہیں ہوگا بہر حال یہاں
چھوٹا سا عمل بھی قلم سے لکھا جائے گا آج کے دن کسی مومن اور کافر اور عابد و
فاسق پر ظلم نہیں کیا جائے (فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا) سورۃ یٰس آیت ۵۴
اگر بُرا کام کیا ہے تو اس سے پہلے اس کو جزا دی جائے گی نیک کام اس کے
ملاحظہ کیے جائیں گے اور ثواب دیا جائے گا اور اگر گناہ نہیں کیا ہے تو عقوبت
نہیں ہوگی ہر گناہ کی عقوبت خود اس کے ساتھ مربوط ہے یعنی گناہ کار کے
ساتھ نہ کہ دوسرے کسی کے ساتھ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ) سورۃ فاطر آیت ۱۸
جو بھی عقاب ہوگا وہ اسی گناہکار کے گناہ کی وجہ سے ہوگا زبان کے ساتھ فحش
اور بدگوئی کی ہے تو زبان کی طرف سے نقصان ہوا ہے جیسے کہ اگر صلوٰۃ یعنی
درود پڑھا ہے تو تیری زبان عطر ہے (إِنْ هِيَ إِلَّا أَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ إِلَيْكُمْ)
تم کو جزا نہیں دی جائے گی مگر جو کچھ تم نے کیا ہے (وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ) سورۃ والصافات آیت ۳۹) بعد میں بہشتیوں کو فرمائے گا اور
چند جملے جہنمیوں سے ذکر فرمائے گا مومن کو چاہیے کہ ان دونوں کو سنے ثواب
کے شوق اور عقاب کے خوف کے لیے غرض یہ ہے کہ آیات بہشت سے
شوق پیدا ہوگا ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں کیونکہ بہشت کا شوق ہم میں نہیں
ہے کیونکہ ہم نے موت کو ایک اژدھا تصور کیا ہوا ہے جو کہ ڈرائے گا۔ (إِنَّ
أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ)

بہشت کی نعمتوں سے سرگرمی اور دوزخ سے بے خبری

وہ تعریف جو کہ بہشتیوں کے لیے فرماتے ہیں کہ وہ اپنے کام میں ہیں کہ اس کے علاوہ کو وہ یاد بھی نہیں کرتے مثلاً اگر کوئی شخص عمارت بنانے میں معروف ہو تو اس کا تمام وقت اور خیال اسی کی طرف رہتا ہے اس کے علاوہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کو شغل کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہشتیوں کے لیے محشر کی آوازوں کو قرار دیا ہے اور جہنم کے خوف سے جو کہ گناہگاروں کو رہو گا اور زلزلے اور ڈر وغیرہ کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے یہاں تک کہ ان کے رشتہ دار ہی جہنم میں ہوں تو نعمت خدا میں اتنے معروف ہوں گے کہ ان کی طرف توجہ نہیں کریں گے پس جہنم میں مشغول ناراحتی اور تکالیف میں رہوں گے کہ جہنمیوں کی فکر میں بھی نہیں ہوں گے مگر جس وقت خدا چاہتا ہے قرآن میں خبر دیتا ہے کہ وہ وقت ہوگا کہ اس دن بہشتیوں کو دیکھیں گے اور آوازیں دیں گے کہ ہم پر احسان کیا ہے کہ اس نعمت کو خدا نے عنایت فرمایا ہے ہمیں بھی عنایت فرمائیے (اَفِیضُوا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ) سورۃ اعراف آیت ۵۰) پھر ان کو جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بہشت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے (اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْکٰفِرِیْنَ) سورۃ اعراف آیت ۵۰) جو شخص بھی دنیا سے بے ایمان جائے گا اس نعمت کو نہیں پا سکے گا جو کام انسان کو دوسرے کاموں سے روکتا ہے بعض اوقات وہ خوف و ہراس میں ہوتا ہے اور کبھی بہشت کے شوق میں ہوتا ہے کہ خوشی اور

ناز و نعمت میں ہوگا جو کہ نعمت کے علاوہ انہوں نے پیدا کیا ہے۔

بہشت میں زوجات بڑی بزرگ نعمت ہوں گی

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعد والی دو آیات، بہشتیوں کے شغل کے بیان میں ہیں (هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ) وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں بستروں پر تکیہ لگائے ہوں گی اس باغ میں ان کے لیے پھل اور جو چیز چاہیں گے وہاں ہوگی بہشتی بیویوں کے ساتھ انس و محبت ہوگا اس وقت حوروں کے ساتھ یا اپنی زندگی والی بیوی کے ساتھ ہوگا جو کہ بیوی بہشت میں جائے گی یا تو وہ شوہر کی وجہ سے بہشت میں جائے گی یا کسی اور کی شفاعت سے بہشت میں جائے گی تو وہاں ان سے ہی وہ لوگ ازدواج کریں گے یعنی اپنی اپنی زوجات کے ساتھ ہوں گے جو کہ حوروں کی طرح ہوں گی حقیقت میں شادی اور محبت تو جنت میں ہوگی کہ حور العین کی خداوند کریم نے تعریف فرمائی ہے (حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ) سورہ رحمٰن آیت ۷۱) ان کی آنکھیں اپنے شوہروں کے علاوہ کسی پر نہیں پڑیں گی وہ شوہر کو دوست اور چاہنے والی اور شوہر کی معرفت رکھنے والی ہوں گی جیسے کہ یاقوت اور مرجان چمکتا ہے (كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ)

(سورۃ رحمٰن آیت ۵۷)

بہشت میں نکاح نعمت الٰہی کو یاد دلائے گا

ایک اور مہم نکتہ یہ ہے کہ بہشت اور دنیا کے نکاح میں فرق ہے کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ ہم شکل ہیں ان کا بالکل ہی فرق ہے اول فرق یہ ہے کہ یہاں بیوی کے ساتھ علیحدگی میں سرگوشی کرنا شہوت وکثافت کو دور کرنا ہے اور وہاں بہشت میں ذکر اور یاد خدا ہے جو کہ بہترین آوازوں میں ذکر اور تسبیح خداوند کریم ہو گی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا بہشت میں آوازیں وغیرہ ہوں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہوں گی (سفینۃ البحار جلد اص ۱۸۵) اسی کی مثل بہشتی درختوں کی آواز حضرت صادق علیہ السلام سے بھی پہنچی ہے (عن الصادق ؑ قال اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ شَجَرًا یَأْمُرُ اللّٰہُ رِیَاحَھَا فَتَھُبُّ فَتَضْرِبُ تِلْکَ الشَّجَرَۃِ بِأَصْوَاتٍ لَمْ یَسْمَعِ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِھَا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا عِوَضٌ لِمَنْ تَرَکَ السَّمَاعَ فِی الدُّنْیَا مِنْ مَخَافَۃِ اللّٰہِ)

(سفینۃ البحار جلد دوم ص ۳۲۸)

اگر آپ بہشتی مرغوں کی آواز یہاں سنیں تو غش کر جائیں گے۔

بہشتی خوراک میں بول و براز نہیں ہو گا

آپ نے سنا ہو گا کہ حضرت داؤدؑ جب زبور پڑھتے تھے تو صحرا میں پرندے چرندے ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے اور بعض گر جاتے تھے اور اٹھنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے تھے جناب داؤدؑ بہشتی چیزیں پڑھتے تھے بہشت کے درختوں کے پتے بھی سریلی آوازیں دیں گے کیسا نغمہ سبحان اللہ والحمدللہ کیسے منظر

ہوگا کہ بہشت کے در و دیوار بھی یاد خدا میں مصروف ہوں گے زوجہ بھی اسی طرح ہوگی جیسے کہ خوراک کھانے میں بھی اسی طرح ہے کہ دنیا میں زحمت کے ساتھ تیار ہوتی ہے اور رنج و تکلیف کے ساتھ ہضم ہوتی ہے اس کے بعد بول و براز کو دفع کرتا ہے مگر بہشت میں یہ چیزیں نہیں ہوں گی لہٰذا بعض بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ بہشت کی خوراک میں یہ چیزیں نہیں ہیں کہ وہ بول و براز بنتی ہوں۔

حور رحمٰن و رحیم پروردگار کی رحمت کا مظہر ہے

ایک روایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حور کی ایک قسم جو خدا نے خلق کی ہے ان کے ہونٹوں پر (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) لکھا ہوا ہے البتہ پیشانی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ٹھوڑی پر (عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ) ہے اور دائیں بائیں الحسنؑ والحسینؑ لکھا ہوا یہ کیسی خوبصورتی ہے یہ کونسے آدمی کے لیے خلق کی گئی ہے ظاہر ہے کہ یہ جملے اور اسماء حسنیٰ اس شخص کے لیے ہوں گے جو اہل توحید اور خداشناس ہوگا اور رحمٰن و رحیم کی صفات کو جانتا ہوگا اور تقویٰ کے مراتب کو طے کیا ہوگا لہٰذا پوچھا گیا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حور کس شخص کے لیے ہے؟ فرمایا (لِمَنْ يَقُوْلُ بِالْحُرْمَةِ وَ لِتَعْظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہ جو شخص احترام اور بزرگی کے لیے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے بسم اللہ کی باء کے بارے بھی تھک گیا ہوں کہ الرحمن الرحیم تک پہنچوں یا مدد کے طلب کے لیے ہے میرا جدا ہونا پروردگار سے کہاں ہے میری عبادت کی نشانی کیا ہے؟ (هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلَالٍ عَلَى الْاَرَائِكِ) بہشتی اور ان کی بیویاں خصوصاً جو اس

کی دنیا میں بیوی تھی چونکہ خداوندکریم نے وعدہ کیا ہے کہ مومنوں کی بیویاں ان کے پاس پہنچ جائیں گی اور بعض روایات میں اس طرح آیا ہے کہ بیوی بچے یا جو بعد والی اولاد ہوگی وہ مومن کی شفاعت سے ان کے ساتھ مل جائیں گی۔ بہشتی اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گی (اگر ظلال ظل کی جمع ہو یا ظلۃ کی جمع ہو تو بمعنی نیچے کے ہوں گے) یا تختوں کے اوپر تکیہ لگائے ہوں گے۔ بہشت میں خیمے ہوں گے ہر خیمہ چار فرسخ طول میں اور اتنا ہی عرض میں ہوگا کہ ان میں بہشتی تخت ہوں گے کہ وہ مومن اور ان کی بیویوں کے لیے آرام گاہ ہوں گے۔ ان کی خوراک کے بارے فرمایا ہے کہ دنیا میں جتنا سو آدمی کھاتے ہیں اتنا اس کو طلب ہوگا بغیر کسی دنیاوی تکلیف کے وہ ان چیزوں کو برداشت کرے گا۔

سو یوسفؑ کا حسن ذوالجلال کا جمال ہے

روایت میں ہے کہ اگر حور دنیا میں آجائے تو تمام مرد بیہوش ہو جائیں گے یعنی کہ دنیا میں اتنی خوبصورتی کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے کہ حضرت یوسفؑ اور مصر کی عورتوں والی کہانی قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہے آپ توجہ فرمائیں کہ حضرت یوسفؑ انسان ہیں اور دنیا اور عالم مادہ میں ہیں خداوندکریم نے ان کو زیادہ خوبصورتی دی نہ کہ جمال بہشتی ان کو عطا فرمایا جو کہ دنیا میں نہیں ہو سکتا عورتوں نے اپنے ہاتھوں کو چاقوؤں سے کاٹ ڈالا جب ان کی آنکھیں حضرت یوسفؑ پر پڑیں عجب یہ ہے کہ وہ متوجہ نہیں تھیں کہ اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں (فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ) سورۃ یوسف آیت ۳۱)

پس جو کچھ بھی ہے وہ زحمت برداشت کرنے میں ہے کہ طاقت کو ہم حاصل

کریں کہ اس جمال کو دریا اس سے بہتر جمال کو جو کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ان کو درک کر سکیں۔

شمس و قمر در زمین حشر نتابد
نور نباشد مگر جمال محمدؐ!!

اور کس قدر خوب شعر ہے۔

کہ کاش آنان کہ عیب من گفتند — رویت ای دلستان بدیدندی
تا بجای ترنج در کف خود — دستہا را ہمی بریدندی

جمال کے درک کے لیے سینے کی وسعت ہونی چاہیئے

آیہ شریفہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اسی کے سینے کو اسلام کے لیے وسیع فرمادیتا (فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ) سورۃ انعام آیت ۲۵) اور حضرت موسیٰ کے قول سے نقل کیا ہے کہ دعا میں حضرت نے فرمایا اور دعا میں بھی پڑھیے کہ خدایا مجھے شرح صدر عنایت فرما (رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ) سورۃ طٰہٰ آیت ۲۶)

شرح صدر کیا ہے؟ جمال کے درک کرنے کی توانائی ہے کہ قوت پیدا کرے کہ جمال کو دیکھ کر فائدہ حاصل کرے بہشت میں جمال کے اندر جمال ہے کون ہے کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرے؟ جو شخص شرح صدر رکھتا ہو گا اور علی علیہ السلام کی بلندی سے بھی فائدہ حاصل کیا ہوا ہو گا وہ فائدہ اٹھائے گا لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ اپنے آپ

کو بہشت کے لیے تیار کیجئے قلب کی صفائی کیجئے تاکہ آپ جمال کو درک کرنے کی قوت پا سکیں جو شخص خود اس جمال سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا وہ اُس جمال کو کیسے سمجھے گا۔

حور کا دیدار کرنا مومن کے آنسو کا نتیجہ ہے

کتاب بحر المعارف میں نقل کیا گیا ہے کہ بزرگان میں سے ایک نے فرمایا کہ مجھے ایک حور دکھائی گئی تو میں حیران رہ گیا اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اور میں نے کہا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ خدا نے مجھے تیرے لیے پیدا کیا ہے میں نے چاہا کہ اس کے نزدیک جاؤں لیکن وہ دور ہو گئی اور کہا کہ ملاقات موت کے بعد ہوگی میں نے کہا کہ تو بتا تیرے کاندھے اتنے کیوں چمکتے ہیں؟ اس نے کہا یہ تیری آنکھوں کے آنسوؤں کا نتیجہ ہے پس جو کچھ ہے وہ ایمان اور عمل میں ہے۔
(وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی) سورۃ والنجم آیت ۳۹-۴۰ خود کو اگر تو نے بہتر بنایا تو بہشت کے دار السلام میں تیری جگہ ہے اور اگر اپنے آپ کو بیمار کر دیا تو پھر جہنم کے ہسپتال میں تیری جگہ ہے (لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ) سورۃ بقرہ آیت ۲۸۵۔

بہشتیوں کے سروں پر لطف خدا کا سایہ ہوگا

بعض نے کہا ہے کہ ظل کا معنیٰ عزت ہے اور محفوظ ہونا مصائب سے مثلاً گرمیوں میں جو چیز گرمی کی زحمت سے سایہ کرتی ہے وہی مصائب سے بچاتی ہے اور اس کو ظل کہتے ہیں جیسے کہ آپ اپنی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ خدا آپ کے

سایہ کو کم نہ کرے یعنی آپ مجھے مصائب اور تکالیف سے بچاتے ہیں بہشتی اور ان کی بیویاں بہشت میں تکالیف سے محفوظ ہوں گے دوسری تعبیر سے یعنی عرش رحمٰن کے سایہ میں ہوں گے باری تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہوں گے (لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ) شغل اور ان کی ہر ضروریات بہشتی میوہ ہے سیب انار کھجور کہ لفظ میں یہ تمام آجاتے ہیں یعنی مشترک ہیں لیکن ان کا لطف ایک لاکھ کے برابر ہوگا (وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ) جو چیز بھی وہ چاہیں گے ان کے لیے تیار ہوگی کونسا دنیا میں بادشاہ ہے کہ جو وہ چاہے وہ ہو جائے بلکہ کاموں کو ہر پہنچ جانے کی نسبت سے آدمی زیادہ تر محروم رہتا ہے جو خدا تجھ کو اس دنیا میں لایا اور تمام دنیا کو تیرے لیے خلق کیا اور تجھ کو اپنے لیے پیدا کیا ہے اور آخرت کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے پیدا کیا ہے کہ ختم ہونے کے لیے (خُلِقْتُمْ لِلْبَقَاءِ لَا لِلْفَنَاءِ) محروم وہ شخص ہے جو ان نعمات الٰہی کو نہ پہنچ سکے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ)

وہ دن کہ جب خوف اور سختی ہوگی اس وقت بھی بہشتی لوگ نعمت الٰہی میں سرگرم ہوں گے خوف ان کے لیے نہیں ہوگا بلکہ وہ ہوس اور خواہش کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوں گے (هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ) سلطنت الٰہی کے تخت پر وہ خود اور ان کی زوجات تکیہ لگائے ہوں گے۔

(لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ) ان کے لیے بہشتی پھل ہیں لفظ میں اشتراک ہے حقیقت میں اختلاف ہے بہشتی پھل کو آدمی اس دنیا میں تصور نہیں کر سکتا کہ کسی طرح ہوگا درک تو کر سکتا ہے لیکن کہہ نہیں سکتا جو کچھ اس دنیا میں تصور کرے گا حقیقت میں

وہ اس کے علاوہ ہوگا (وَلَهُمْ فِيهَا مَا يَدَّعُونَ) جو کچھ وہ چاہیں اور آرزو کریں گے ان کے لیے تیار اور فراہم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں پر بلا واسطہ سلام ہوگا

(سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ) یعنی سلام ہو بہشتیوں پر درحالانکہ یہ سلام مہربان پروردگار کی طرف سے ہے آیت کا ظاہر بھی ہے کہ سلام ربّ العالمین کی طرف سے بلا واسطہ ہے جو سلام اہل ایمان کے لیے ہے وہ واسطے کے ساتھ ہے مرنے کا وقت ملک الموت اور اس کے ہم کاروں کی طرف سے مومنین کو سلام ہوتا ہے (تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ) سورۃ احزاب آیہ ۴۴) ان میں سے سلام واسطے کے ساتھ یہ ہے کہ جب مومن بہشت میں تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے تو بارہ ہزار فرشتے رب اللعالمین کی طرف سے اسے اس منزل کی مبارک دینے آتے ہیں مامورین کہیں گے کہ مومن حور کے ساتھ مصروف ہے تو وہ حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں گے آج مومن کی عزت اور عظمت کے ظہور کا دن ہے ہر دروازے سے ملائکہ داخل ہوں گے (وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) سورۃ رعد آیہ ۲۴) کہیں گے (سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ) درود خدا کی طرف سے تم پر ہو جو تم نے دنیا میں صبر کیا ہے تم نے صبر کیا اور تکالیف کو انجام دیا مصیبتوں اور سختیوں میں صبر کیا اور گناہوں کے مقابلے میں بردباری سے کام لیا بہشت صابروں کا مقام ہے بغیر صبر کے کوئی آدمی بہشت میں نہیں جائے گا یہ مقام اور درجہ تمہارے دنیا میں صبر کرنے کی وجہ سے ہے جو کہ یہ مقام بھی بہت بہترین ہے

اے مومن تجھ کو منزل مبارک ہو (فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّار) پس بہترین منزلت ہے بہت ہی فضیلت ہے اس عظمت وجلال کی تمام سے زیادہ بشارت ہمیشہ جنت میں رہنے کی ہے خوشخبری اس میں یہ ہے کہ یہ مقام ہمیشہ رہے گا اور تو بھی ہمیشہ رہے گا دنیا میں اگرچہ کوئی بہترین جگہ تیرے ہاتھ آگئی ہے تو وہ ہاتھوں سے جانے والی ہے یا تو وہ جلدی سے ختم ہو جائے گی یا اس کا مالک مرجائے گا اس وقت کے فراق کو غور سے دیکھ۔

جہاں آن بہ کہ عاقل جلخ گیرد | کہ شیریں زندگانی سخت میرد

خوبصورت محل میں دو بڑے عیب تھے

تفسیر روح البیان میں لکھا ہوا ہے کہ گزشتہ بادشاہوں میں سے ایک نے بہت بڑا خوبصورت محل بنوانے کی تجویز دی کہ جس میں کوئی عیب اور نقص نہ ہو جب محل تیار ہو گیا تو تمام طبقات کے لوگوں کو دعوت دی کہ جو شخص اس میں کوئی نقص دیکھے ایک کاپی وہاں پڑی ہے اس میں لکھ دے جو کہ نکلنے والے دروازے پر رکھی گئی تھی جب بادشاہ نے ان کے بعد کاپی کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ تمام نے اس محل کی مدح وثنا کی ہے سوائے دو آدمیوں کے کہ جنہوں نے اعتراض کیے ہیں ان دو آدمیوں کے پیچھے آدمی بھیجا کہ اس میں آپ نے کونسا عیب دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس عمارت میں دو عیب ہیں لیکن اس کا کوئی علاج نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم کہیں اور بادشاہ کہیں ناراض نہ ہو جائے اس آدمی نے کہا کہ آپ بتائیں وہ ناراض نہیں ہوتے انہوں نے کہا کہ پہلا عیب یہ ہے کہ یہ عمارت مدت کے بعد گر جائے گی اور دوسرا یہ کہ اس کا

مالک اس سے جدا ہو جائے گا تھوڑی مدت کے لیے اپنے دل میں تم کیا پروگرام بناتے ہو میری غرض آیہ شریفہ (لَهُمْ عُقْبَى الدَّار) ہے جو کہ وہ گھر ہے جو بہترین اور بے عیب ہے کہ تجھ کو وہاں سے جدا نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ گھر گرے گا اور نہ ہی ختم ہو گا۔

مومن کو خدا کے سلام سے بہت افتخار ہے

(سَلَامٌ عَلَيْكُمْ) اے مومن سلام بلا واسطہ اللہ تعالی کی طرف سے تیرے لیے ہے اس کے علاوہ سلام واسطہ کے ساتھ ہیں اہل معرفت اور فہم کے نزدیک بہشتی بڑی نعمت سلام الہٰی ہے جو با واسطہ ہے خداوند کریم کی نعمتیں ایک طرف اور کلام کرنے کی نعمت (جو کہ خدا کے ساتھ کلام ہو گی) ایک طرف خداوند کریم اپنے بندے کو سلام کرے گا اللہ تعالی کا یاد کرنا اور وہ بھی سلام اور درود کے ساتھ۔

یارب ار یک بار گوئی بندہ ام
بگذرد از عرش اعظم خندہ ام

خدا تیرے ساتھ ہے بولنے والی اے مٹی کی مٹھی افسوس و ہلاکت ہے اس کے لیے جو دنیا میں گناہوں میں غرق ہو جائے اور خداوند کریم کے ساتھ کلام کو وہ اپنے ہاتھوں سے دے دے سلام فقط سلام ہی نہیں بلکہ حقیقت میں وہ نیک علما کی طرف سے اور پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ اطہارؑ اور فرشتوں کی طرف سے اور خداوند کریم کی طرف سے بھی مطلق سلامتی ہے ہر تکلیف اور ناراحتی سے سلامتی

ہر تھکاوٹ اور مرض سے بھی سلامتی ہے سستی اور تیزی وہاں کارگر نہیں ہوگی
(لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا)

(سورۃ واقعہ آیت ۲۴-۲۵)

مطلقاً عافیت ہے کچھ بھی کینہ حسد وہاں نہیں ہوگا کوئی شخص ایک ذرہ بھی حسد کرے تو اس کی جگہ جہنم کے ہسپتال میں ہوگی تاکہ وہاں سے پاک ہو کر دار السلام جنت میں اس کو جگہ مل سکے بہشت کا نام دار السلام ہے۔

(لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ) (سورۃ انعام آیت ۱۲۷)

ہر تکلیف اور بیماری اور تمام مصائب اور فنا و زوال سے محفوظ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا خط بندۂ مومن کی طرف

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ مومن کے بہشت میں مقیم ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا سلام جو (سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ) ہے اس روایت میں کتابت کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے کہ رب العالمین کا خط فرشتے کر مومن کے پاس آئے گا مومن کھولے گا تو (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي لَا يَمُوتُ إِلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ إِنِّي كُنْتُ إِذَا قُلْتُ لِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ)

خط ہوگا خداوند کریم کی طرف سے جو کہ زندہ اور تمام موجودات کی محافظت کرنے والا ہے وہ خدا ہے جس کا ارادہ ہی کافی ہے چیزوں کے حصول میں آج سے تجھ کو ایسی چیز دی ہے جو بھی چاہے گا وہ ہو جائے گا آن واحد میں

جو ارادہ کرے گا وہی واقع ہو جائے گا کیا بہشت کے وصف جو گزشتہ اوراق میں بھی گزر چکے ہیں کیا یہ لکھنے اور پڑھنے والے کے لیے شوق کا باعث ہیں یا نہ (اَشْتَاقَ اِلٰی قُرْبِکَ فِی الْمُشْتَاقِیْنَ) کیا ہم مشتاق ہوئے ہیں یا نہ ہمیں چاہیئے کہ اس جگہ پر پہنچ جائیں یہاں تک کہ علی علیہ السلام کے شیعہ بن جائیں فرماتے ہیں کہ اگر موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو بہشت اور خداوند کریم کی ملاقات کے شوق سے خود پہنچ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے مہمان خانے میں اپنے آپ کو پہنچا دیتے (لَوْلَا الْاَجَلُ الَّذِیْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَیْنٍ شَوْقًا اِلَی الثَّوَابِ)

(نہج البلاغہ خطبہ ہمام)

کیا آپ تیار ہیں کہ موت کو طلب کریں

نہ کہ موت کی تمنا کریں یہ غلط ہے اس کی نہی کی گئی ہے اس خیال کا کیا فائدہ کہ جب مر جائیں گے تو آرام ہو جائے گا؟ شاید کہ پہلے ہی سختی اور عذاب ہو جائے ایک آدمی نے امام علیہ السلام کے سامنے موت کی تمنا کی تو امام علیہ السلام نے اس کو فرمایا کہ کیا تو نے گزشتہ اپنے کاموں کا تدارک کر لیا ہے! سفر کے توشہ کو اٹھا لیا ہے ابھی اگر موت آ جائے تو تو کیا تیار ہے؟ بلکہ تو اللہ تعالیٰ سے مہلت طلب کر کہ توشہ سفر کو اٹھا لوں۔ سَمِعَ مُوْسَی بْنُ جَعْفَرٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ رَجُلًا یَتَمَنَّی الْمَوْتَ فَقَالَ لَهٗ هَلْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰهِ قَرَابَةٌ یُحَامِیْکَ لَهَا فَقَالَ لَا قَالَ هَلْ لَکَ حَسَنَاتٌ قَدَّمْتَهَا تَزِیْدُ عَلٰی

سَيِّاٰتِكَ قَالَ لَا قَالَ فَاَنْتَ اِذًا تَتَمَنّٰى هَلَاكَ الْاٰيَةِ

(سفینۃ البحار جلد دوم ص۵۵۵)

بہر حال یہ مطلب کہ جس کو علی علیہ السلام فرماتے ہیں یہ بہشت کے شوق کی وجہ سے اور لقاء خدا کے شوق کی وجہ سے ہے یہ ثواب کے ساتھ زیادہ علاقہ اور وعدہ الٰہی کی وجہ سے ہے کہ عقاب کے خوف اور عذاب الٰہی کے ڈر سے اور اولیای خدا کے فراق کی وجہ سے غمناک ہے جو بھی چیز ہو گی اس کے خوف سے بھاگے گی آپ دیکھتے ہیں کہ تمام چیزوں کا شوق ہوتا ہے سوائے بہشت اور ثواب خدا کے) ڈر بھی تمام چیزوں سے ہوتا ہے سوائے عذاب اور عقاب خدا کے۔

آبادی سے ویران جگہ کی طرف جانا ناراحت کرتا ہے

لقاءِ خدا کے شوق کا ایک نمونہ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا میں دیکھئے آپ نے سنا ہو گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جس وقت ان سے فرمایا کہ تو میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ ملحق ہو گی تو بہت خوش ہو گئیں یہ ہے اولیاء خدا کی نشانی (اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۤءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ)

(سورۃ جمعہ آیت ۶)

شیخ بہائی کی کتاب کشکول میں ہے کہ ایک آدمی حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھتا ہے کہ ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا (لانکم عمرتم الدنیا) چونکہ تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اسی لیے معلوم ہے کہ کوئی شخص بھی آباد جگہ سے خراب جگہ کی طرف جانے کے لیے تیار نہیں ہے جس شخص کی آخرت خراب ہے اور کوئی سر و سامان نہیں ہے ناراحت تو ہوگا لیکن اس جگہ کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

محشر میں گناہکاروں کو جدا ہو جانا چاہیئے

(وامتازوا الیوم ایھا المجرمون) ابتدائی لفظ کا معنی تمیز دینا اور جدا کرنا ہے امر تکوینی ہے اختیاری نہیں ہے محشر میں پہلے ندا ہوگی کہ اے گناہکارو جدا ہو جاؤ دنیا میں تو معلوم نہیں تھا کہ کون نیک اور کون گناہکار ہے باطن کی تو کوئی خبر نہیں تھی کہ کون منافق ہے اور کون ریاکار ہے کہ اپنے آپ کو مومنین میں ڈالتا ہے لیکن آج حقیقت واضح ہو جائے گی (یوم تبلی السرائر) سورۃ طارق آیت ۹) (الحاقۃ ما الحاقۃ) یہ دعوے کی جگہ نہیں ہے سوائے حق و حقیقت اور واقعیت کے کچھ نہیں ہر حال میں گناہکار جدا ہوں گے تشکل میں اور زمان و مکان میں گناہکار علیحدہ ہو جائیں گے یہاں تک کہ قہری اور تکوینی ندا پہنچے گی کہ جو بھی گناہکار ہے اس کی شکل سیاہ ہو جائے اور جو بہشتی ہے اس کی شکل خوبصورت چمکیلی ہو جائے لہذا گناہکار اپنی شکلوں سے پہچانے جائیں گے بندر اور سور سے بھی ان کی شکلیں گندی ہوں گی۔

يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى صُوَرٍ تَحْسُنُ عِنْدَهَا الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ) بعض کی شکلیں
کتوں کی طرح ہوں گی بعض کی صورتیں اس سے بھی بدتر ہوں گی کیونکہ متکبر تھے
جس شخص کی ذات میں گمراہی زیادہ ہوگی تکبر بھی زیادہ ہوگا (لَا يَتَكَبَّرُ اَحَدٌ اِلَّا مِنْ
ذِلَّةٍ وَجَدَهَا فِي نَفْسِهٖ) اصول کافی) یہ معنی اس جگہ معلوم نہیں کب معلوم
ہوگا جب کہ کل محشر میں تھے پست اور ذلیل (يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ
فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ) (سورۃ رحمٰن آیت ۴۱)

محشور کیا جائے گا ہر شخص اپنی حالت سے پہچانا جائے گا کہ اتنا بڑا پیٹ
کس کام کے لیے تھا کہ اس کی بزرگی کی وجہ سے کام مشکل سے انجام دیتا ہے
سمجھ جائیں گے کہ یہ ربا خوار اور آگ ہے (اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ
اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ)

(سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵)

چونکہ واضح ہے اس لیے پوچھا نہیں جائے گا

لہٰذا آیت کے معانی میں سے ایک یہ ہے کہ آج کسی بھی جن وانس سے
گناہ کے بارے پوچھا نہیں جائے گا (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ
وَّلَا جَانٌّ) سورۃ رحمٰن آیت ۳۹) یعنی سوال نہیں ہوگا کہ کس کام کے
لیے ہے کیونکہ تمام قسمیں واضح ہوں گی مخصوصاً خود اعضاء گواہی دیں گے کہ جیسے
پہلے گزر چکا ہے (اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ) ایک روایت
کو مرحوم فیض نے عین الیقین میں نقل کیا ہے کہ جو بھی شراب خوار محشر میں داخل

ہوگا اس کا ہاتھ میں شراب کی بوتل ہوگی اور ہر ناچ گانے والی عورت کے ہاتھوں میں وہ گانے کے آلات ہوں گے اور اس کے سر میں ماریں گے قرآن مجید میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ)

(سورۃ آل عمران آیت ۳۰)

جو شخص بھی برا کام کرے گا اس سے دور ہونے کی آرزو کرے گا ان شراب کے برتنوں اور قمار کے آلات سے دور ہونے کی کوشش کرے گا مگر دور نہیں ہو سکے گا قیامت اور آخرت کے اوضاع عجیب ہیں قرآن مجید کی جس سورۃ کا بھی آپ ملاحظہ کریں اسی میں عالم آخرت کے بارے ضرور آپ کو کچھ یادآوری ملے گی بلکہ خوف پیدا ہوگا ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں حضرت علی علیہ السلام کی مناجات کو گریاں ہو کر پڑھ ۔ (مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ) خدایا مجھے امان عنایت فرما کہ قیامت کی وضع بہت ڈرانے والی ہے جب بھی عمل کے خطوط تقسیم ہوں گے تو جو شخص مجرم ہے اس کا نامہ عمل اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو شخص بہشتی ہے اس کے دائیں ہاتھ میں دیں گے اس وقت مجرم حضرات جدا ہو جائیں گے جو شخص بھی قبر سے سر کو اٹھائے گا کہے گا (يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا) ہلاکت ہے کہ ہم کو کس نے قبرستان سے اٹھایا ہے؟ یہ مجرم لوگوں کی نشانی ہے ان کے مقابلے میں وہ لوگ ہیں جو قبر سے سر کو اٹھائیں گے تو شکر خدا بجا لائیں گے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا پورا فرمایا ہے اور ہم کو زمین کا وارث قرار دیا ہے بہشت میں جس جگہ بھی رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں پس نیکی ان لوگوں کا اجر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرتے ہیں ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ) (سورۃ زمر آیت ۷۴)

جس طرح دنیا میں کسی آدمی کی زبان آزاد تھی کہ جو کچھ زبان پہ آتا کہہ دیتا تھا جہنم میں بھی جہنمی ایک دوسرے کی زبان سے تکلیف میں ہوں گے جیسے کہ روایت میں پہنچا ہے کہ گالی اور سرزنش کے ڈر سے جہنمی بھی عذاب سے آہ و بکا نہیں کریں گے۔

ایندھن کی طرح جہنمیوں کو آگ میں ڈالا جائے گا

ہر آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ سخت ہوگی کہ جہنمی لوگ وہاں سے جدا ہوں گے (ضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ) اسی طرح آئیں گے اور صراط سے واپس لوٹ جائیں گے ایک تعبیر جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ جس طرح رات کو ایندھن آگ میں ڈالا جاتا ہے اسی طرح مجرم لوگ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے ہر شخص اپنی جگہ سنبھال لے گا اور بہشتی لوگ بہشت میں اپنی جگہ پر آرام پذیر ہوں گے (وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سورۃ زمر آیت ۷۵) خدایا تو ہمیں ایمان دے کہ ہم ان معانی کو سمجھ سکیں اور کل قیامت کی رسوائی سے ڈریں کہ اولین و آخرین کے درمیان شرم سار نہ ہوں اے عزت کو دوست رکھنے والو غفلت کو اپنے سے دور کر دو تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں خواہشات نفسانی اور مختلف قسم کی آرزوں اور غفلتوں سے اپنے ایمان کو کم نہ کرو وہ ایمان جو کہ کو کسی مقام پہ پہنچاتا ہے۔

مجھے آگ کے نزدیک کیجئے تاکہ میں بیدار ہو جاؤں

کتاب اسرار الصلوٰۃ تبریزی میں علامہ شیخ مہدی مازندرانی مجتہد کے حالات میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بزرگوار کبھی اپنے آپ میں غفلت کو حس کرتے تھے اتفاق سے ان کا بیٹا اور خادم بیابان کی طرف جانے لگے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کیا میری بات کو توجہ سے سنو گے اور مانو گے یا نہ؟ دونوں نے جواب دیا کہ مانیں گے فرمایا کہ میں بھی ایندھن اکٹھا کرتا ہوں تم بھی ایندھن اکٹھا کرو اس وقت آگ روشن کی فرمایا کہ مجھے آہستہ آہستہ آگ کی طرف لاؤ۔ کہتے ہیں کہ اے بوڑھا گنہگار خیال کر کہ روز قیامت برپا ہو گیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے جس وقت یتیم عورت کے گھر تنور کو گرم کیا تو اپنے چہرے کو آگ کے قریب لے گئے اور فرمایا علی (ع) آگ کی گرمی کو چکھ کہ تو آخرت کی آگ کی طاقت نہیں رکھتا۔

(بحار الانوار جلد ۹)

موت کی یاد غفلت کی دوا ہے

غفلت نہیں چھوڑتی تاکہ ایمان نہ کہیں پیدا ہو جائے ایمان ضعیف اور غفلت زیادہ تاکہ ہر شخص غفلت کو کم کرے اور آخرت کے اسباب کو یاد کر کے اس پر غلبہ حاصل کرے جو چیز معنوی پیشرفت سے مانع ہے وہ یہی

امیدیں اور آرزو ہیں (وَ اِنَّکَ لَا تَحْتَجِبُ عَنْ خَلْقِکَ اِلَّا اَنْ تَحْجُبَهُمُ الْاَمَالُ دُوْنَکَ) دعا ابی حمزہ ثمالی) تاکہ سرتاپا غفلت اور خواہش ہی نہ رہے اللہ کی ملاقات کا شوق کہاں پیدا ہوگا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جن دو چیزوں سے میں آپ کے بارے ڈرتا ہوں وہ خواہش کی پیروی اور درازی اُمید ہے (اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اِثْنَانِ اِتِّبَاعُ الْهَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ (نہج البلاغہ) اگر موت کو نزدیک تصور کریں گے تو آرام میں ہوں گے

دسویں محرم کی رات امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ زینب (ع) بہت ناراحت ہیں ہیں اچانک موت کی خبر دی کہ جو آرام دینے والی تھی فرمایا کہ میرے نانا مجھ سے بہتر تھے جو اس دنیا سے چلے گئے اور میرا باپ (ع) بھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ)

گناہگاروں کے اعتراض کے بارے میں

جدا ہونے کے حکم کے بعد شیطان پرست اور ہوس پرست جہنم کے صحن کی طرف جدا ہو جائیں گے آج بندگان خدا کی کامیابی ہے البتہ جو لوگ مجرم ہیں وہ ناراحت ہوں گے کہ ہم نے دنیا میں آپ کے ساتھ عہد کیا تھا اور یاد دلایا تھا کہ شیطان کی پوجا نہ کرو عہد خدا بندہ کے ساتھ تین جگہ ذکر ہوا ہے ایک مرحلہ عالم ذر ہے اور دوسرا آدم کے ساتھ نسبت سے اور تیسرا مرحلہ جو عمدہ بھی

ہے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں سے عہد لیا کہ شیطان کی پوجا نہ کریں اور پیروی نہ کریں (اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ) کیونکہ یہ تمہارا واضح دشمن ہے (وَ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ) ہم نے سفارش کی کہ خدا کی پوجا کرو وراہ راست رحمٰن کی پوجا ہے نہ کہ شیطان کی (وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا) تم سے پہلے اس نے بہت سے گروہوں کو گمراہ اور ہلاک کیا (اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ) کیا تم نہیں سمجھتے درک نہیں کرتے کہ شیطان نے ان کو کیسے ہلاک کیا ہم نے آپ پر حجت تمام کی تم حق نہیں رکھتے کہ آپ کہو ہمیں تو خدایا معلوم ہی نہیں تھا پس آسمانی کتابیں اور خداوند کریم کا عہد کہاں ہے ان آیات میں چند نکات کی طرف غور کیجئے کہ مراد شیطان کی پوجا سے کیا ہے دوسرا شیطان کی دشمنی انسان کے ساتھ کس سبب سے ہے ؟ تیسرا یہ کہ اس دشمن سے نجات کا واضح راستہ کونسا ہے ؟

مخلوقات خدا میں سے ایک مخلوق شیطان بھی ہے

اولاً تو شیطان مخلوق ہے باقی مخلوقات کی طرح خداوند کریم کی مخلوقات مختلف قسم کی ہیں کہ دس لاکھ کو ہم درک نہیں کر سکے اور کئی ہزار جانور ہیں جو اس پانی میں موجود ہیں اور جان و حرکت رکھتے ہیں تب بھی ہم ان کو آنکھوں سے درک نہیں کر سکتے خداوند کریم کے موجودات میں سے ایک شیطان ہے جب چند سال کے بعد ہماری قبر کو کھولیں گے تو خاک پلہ غلبہ پیدا کر چکا ہوگا باقی تمام مغلوب

ہو چکے ہوں گے شیطان کا پلہ آگ اور ہوا کا سخت ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہے اور اس مادی آنکھ سے مشاہدہ ہی نہیں ہو سکتا قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ وہ اور اس کے حواری شیاطین اور اجنہ آپ کو دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے (اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ)

(سورۃ اعراف آیت ۲۷)

حیوانی آنکھ جسم لطیف کو نہیں دیکھتی دوسرا یہ کہ انسان کی طرح اس کی نسل بڑھتی ہے روایت میں ہے کہ ہر انسان کے مقابلے میں تین شیطان پیدا ہوتے ہیں اب ہم نہیں جانتے کہ اس کی نسل کا بڑھنا کس طرح ہے۔

انسان کے ساتھ دشمنی کا سبب کیا ہے؟

صرف حسد اور تکبر انسان کے ساتھ اس کی دشمنی کا موجب بنا ہے مثلاً جب بھی شیطان اپنے دو غلاموں میں سے ایک کے ساتھ کوئی انعام کرے تو دوسرا غلام اعتراض کرتا ہے کہ اس کو تو نے زیادہ کیوں دیا ہے؟ یہ کفر ہے صاحب نعمت پر اعتراض کرنا اور حسد برتنا اپنے دوسرے ہمکاروں کے ساتھ مگر تیرے مال سے کم کریں اور اس کو دیں۔ شیطان نے دیکھا کہ موجود خاکی آدمؑ اور اس کی ذریت ہے خداوند کریم نے ان کو زیادہ نعمتیں دی ہیں کہ اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ ملائکہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں اور ان کے خدمت گوار ہوں اشرف مخلوقات ہے تاکہ اس مطلب کو سمجھ جائے اور حکم باری تعالیٰ ہوا کہ تمام اس مخلوق کے لیے سر تسلیم خم ہو جاؤ شیطان میں حسد اور تکبر نے جوش مارا اور اس نے خداوند کریم کی ذات اعتراض کر دیا۔

میں فرشتہ تھا اور میری جگہ فردوس بریں تھی

شیطان اول مقام رکھتا تھا بلکہ روایت میں ہے کہ ملائکہ کا خطیب تھا عالم اعلاء میں محترم تھا بعض اس کے تابع تھے حسد اور تکبر و غرور نے اس کو ہمیشہ کے لیے بدبخت کر دیا کہ میں آگ سے ہوں جو کہ برتر ہے (خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ) سورۃ اعراف آیت ۱۲) چاہیئے کہ میں قرب کے مقام تک پہنچ جاؤں نہ کہ آدم جو کہ خاک سے ہے قضاء الٰہی پر اعتراض کفر ہے اس نے اپنے کفر کو واضح کیا تو قہر الٰہی کی ندا پہنچی کہ خانہ خدا سے تکبر اور حسد کی وجہ سے نکل جا تو پست ہے (فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ (سورۃ اعراف آیت ۱۳)

جس شخص نے بھی اس درگاہ میں گردن تکبر بلند کی وہ پست ہو گیا جس شخص نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا وہی ناچیز ترین افراد میں سے ہو گیا خانہ خدا میں عجز و انکساری چاہیئے۔

سعدیا من ملک الملک عظیم تو حقیری
چارہ درویشی عجز است گدائی و فقیری

چاہیئے کہ خدا کے لیے اس طرح خاضع ہو کہ غیر خدا کو نظر میں نہ لا کسی کی عظمت کا قائل نہ ہو جا تو کون ہے کہ تو کہے میں اشرف یا اعلم یا متقی پرہیز گار ہوں یہ میں میں کرنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ اَنَا مِسْکِیْنٌ اَلْمَسَاکِیْنِ) علی علیہ السلام کی طرف نسبت بھی ہے خداوند کریم

کا محتاج ہونا میرا فخر ہے میں محتاج ہوں اور محتاجوں کے پاس بیٹھتا ہوں زین العابدین علیہ السلام دعای عرفہ میں عرض کرتے ہیں (اَنَا اَقَلُّ الْاَقَلِّیْنَ بَلْ اَنَا اَقَلُّ مِنَ الذَّرَّۃِ) میں چھوٹوں سے چھوٹا ہوں بلکہ ذرے سے بھی چھوٹا ہوں جو شخص بھی اپنے آپ کو برتری دے گا وہ شیطان کے ساتھ ہے آدمؑ کے واسطے اس کے پر و بال جل گئے اس کو رد کر دیا گیا اور بارگاہ خدا سے ہمیشہ مطرود ہو گیا چھ ہزار سال سے آسمان میں عبادت کر رہا تھا ایک تکبر اور حسد کی وجہ سے اپنی چھ ہزار سال کی عبادتوں کو ختم کر دیا معلوم ہو گیا شیطان تیرا ساتھی نہیں ہو گا۔ وہ تیرا زبردست دشمن ہے تم کو بھی چاہیئے کہ اس کو دشمن قرار دیں۔
(اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا) (سورۃ فاطر آیت ٦)

اس کے پیچھے نہ جا وہ تیرا قطعی دشمن ہے دشمن سے ہمیشہ کنارہ کرنا چاہیئے یہ جوان لوگ جو سینما حال میں اتنی گرمی میں جاتے ہیں سوائے شیطان کی عبادت کے کچھ نہیں کماتے اس گرمی کے سامنے کیا چیز ہے کہ تجھے ہلاک نہیں کرتی ہے اور چھوڑتی بھی نہیں ہے۔

شیطان کا کام ایمان کو چوری کرنا یا عمل کو خراب کرنا ہے

میں چاہتا تھا کہ شیطان کا آدمؑ اور اس کی اولاد کے ساتھ دشمنی کا معنیٰ روشن ہو جاتا شیطان کا مقصد یہ ہے کہ اولاد آدم میں سے کوئی رب العالمین کے قرب میں نہ پہنچے اول دن سے روز قیامت تک وہ اگر قدرت رکھے تو اصل

ایمان کو بھی ختم کر دیتا ہے وگرنہ ایسا کام کرتا ہے کہ ایمان کم ہو جاتا ہے اگر ایمان کے طریقے سے قدرت پیدا نہ کر سکے تو عمل میں اپنا فساد برپا کر دیتا ہے شیطان کے حروف پر کان نہ لگا اس کی مخالفت کر یہی عبادت رحمن ہے (وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ) شریعت مقدسہ کے واجبات اور مستحبات یہی راہ راست ہے شیطان تو راہ راست سے منحرف کرتا ہے یعنی وسوسے ڈالتا ہے اور حرام کی طرف کھینچتا ہے یا چاہتا ہے کہ واجب تجھ سے فوت ہو جائے دشمن کے ساتھ سازش کا مطلب یعنی گناہ میں ملوث ہونا ہے جس وقت بھی آپ گناہ کریں گے اگر پردہ اٹھایا جائے تو باطن کو تو دیکھ لے گا کہ شیطان کے لیے تو نے سجدہ کیا ہے اس کی ملکوتی صورت بھی یہی ہے (لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ) شیطان کی پوجا نہ کیجیے وہ تمہارا دشمن ہے کہ تم کو بے ایمان نہ لے کر جائے اسی بارے ایک داستان ہے۔

شیطان آدمی کو مختلف سوالات کی طرف لے جاتا ہے

کتاب منتخب التواریخ کے آخر میں نقل کیا گیا ہے کہ اصفہان کے بزرگ علماء میں سے ایک نے فرمایا کہ اصفہان کے دیہاتوں میں سے ایک میں ایک آدمی مرنے کی حالت میں تھا کہ اس کے وارثوں نے مجھے دعوت دی کہ اس کے پاس پہنچیں میں اس کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ تو اس مرنے والے نے بھی کہا اچانک کمرے کے بائیں گوشے سے آواز بلند ہوئی (صدق جعدی)

میرا بندہ سچ کہتا ہے میں نے اس سے کہا کہ کہو یا اللہ آواز بلند ہوئی لبیک عبدی کوئی شخص ہے جو اس کا جواب کہہ رہا ہے فرمایا تو کون ہے؟ اس آواز دینے والے نے کہا کہ یہ مرنے والا آدمی کچھ زندگی میں غلام تھا میرا خادم رہا ہے اور میرا خالص و مخلص بندہ ہے عالم دین نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں یہ شخص جو یا اللہ کہتا ہے یعنی اے میرے معبود ایسے آدمی کے لیے ہلاکت ہے کہ دشمن کو معبود تصور کرے قرآن مجید میں قرناد کے بارے میں فرماتا ہے (مُقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا) سورۃ فرقان آیت ۱۳) وہ دعا جو تم ماہ رمضان کی سحر کے وقت پڑھتے ہو۔ (وَمَعَ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا تَجْعَلْنَا) تو چاہتا ہے کہ ایک زنجیر میں شیطان کے ساتھ نہ ہو تو اس کا فرمانبردار نہ ہو جا اس کی بندگی نہ کر غصہ کی حالت ایک شیطان کے غلام ہونے کی مانند ہے اور زبان دراز فحش و تہمت اور عزت آبرو کی ہتک کرنے والا اور راز کو فاش کرنے والا وغیرہ وغیرہ خبردار اپنی مہار کو شیطان کے ہاتھ میں نہ دینا کیا ایسے شخص کے لیے افسوس نہیں ہے کہ جو مہربان اور نعمت دینے والے خدا کے موجود ہونے کے باوجود منہ کو پھیر لیتا ہے خدا اور پیغمبرؐ اور امام فرماتے ہیں کہ شیطان کے ساتھ دشمنی کیجئے اس کی مخالفت کیجئے کیا یہ درست ہے کہ وہ تو تمہاری مخالفت کرے لیکن تم اس کے ساتھ دوستی لگاؤ کل اپنے سر کو کیسے بلند کرو گے تجھ سے قرآن کا خطاب ہے (فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا) لیکن اس کو دشمن قرار دینے کی بجائے تو نے فرمانبرداری کی ہے۔

شیطان کے ساتھ جنگ کے لیے اسلحہ

روایت میں ہے کہ حضرت خاتم انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اَلصَّوْمُ يُسَوِّدُ وَجْهَهُ وَالصَّدَقَةُ تَكْسِرُ ظَهْرَهُ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْمُوَازَرَةُ
عَلَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ يَقْطَعَانِ دَابِرَهُ وَالْاِسْتِغْفَارُ يَقْطَعُ وَتِينَهُ)

(سفینۃ البحار جلد دوم ص ۶۴)

مومن کا اسلحہ یہ ہے کہ روزے کے ذریعے شیطان کا منہ کالا کرتا ہے صورت ملکوتی اسی طرح ہے اور صدقہ شیطان کی کمر کو توڑ دیتا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ شیطان بالکل ہی پشت کرلے تو راہ خدا میں دوستی کر جو کہ شیطان کو ناراض کرتا ہے اور وہ جلدی سے ختم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا حتیٰ اپنی اولاد اور زوجہ کو بھی خدا کے لیے دوست رکھ اپنے رفیق کو خدا کے لیے دوست رکھ نہ کہ ہوای نفس اور شخصی اغراض کے لیے تو اس سے دوستی کرے اور اپنے بچوں کو دوست رکھ کہ خداوند کریم کی نعمت ہیں جب تو مرے گا تو تیری جگہ نماز پڑھیں گے زوجہ کو چاہیئے کہ صرف خدا کے لیے اپنے شوہر کو دوست رکھے کہ اس کی عفت اور دین محفوظ رہے اسی طرح مرد کو بھی چاہیئے کہ زوجہ سے محبت کرے۔

استغفار شیطان کے دل کی گرہ کو توڑ دیتی ہے

(وَالِاسْتِغْفَارُ يَقْطَعُ وَتِينَهُ) اے وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس دشمن کے ساتھ جنگ کے لیے اسلحہ کیا ہے تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عمل یاد کرواتے ہیں جو شیطان کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے استغفار شیطان کے دل کو توڑ دیتا ہے ملکوت استغفار یہی ہے اسلحہ جو شیطان کو ٹھکرا دیتا ہے ہم میں سے کوئی ایسا ہے جو شیطان کی فرمانبرداری نہ کرتا ہو؟ غالباً جان دینے کے وقت بھی شیطان کی پوجا ہے ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہو قطع رحمی کرتے ہو آیئے اور اپنے تمام گزشتہ گناہوں کا جبران کیجئے اور خداوند کریم کے حرفوں کو سنیئے اطاعت کا سجدہ خداوند کریم کے لیے کیجئے (تراز کنگرہ عرش میزند صفیرا تجھ کو چاہیئے کہ تو پیغمبران اور شہداء و صالحین کا رفیق بنے (فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا) (سورۃ نسا آیت ۶۹)

اے عورتو تم کو چاہیئے کہ حضرت زہرا علیہا سلام اللہ کی پیروکار بنو اور مردوں کو چاہیئے کہ آزاد مردانہ زندگی گزار دیں۔ (رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ) (سورۃ نور آیت ۳۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

تمام پیغمبر آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک تم کو ڈراتے رہے ہیں اور یہ بتلاتے رہے ہیں کہ شیطان کی پوجا نہ کرو وہ تمہارا واضح اور سخت دشمن ہے اس کو دشمن قرار دو خبردار اس کو دوست قرار نہ دینا اگر اس کی پیروی کروگے تو تم کو برائی کی جگہ لے جائے گا اے بنی آدم شیطان کی پیروی نہ کرنا شیطان کے پیچھے نہ چلنا (لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ) سورۃ بقرہ آیت ۱۶۸) کیونکہ وہ تمہارا دشمن ہے ابلیس کی عداوت کے بارے کافی ہوچکا ہے اب بقیہ مطالب کی طرف۔

نامعلوم دشمن کو کس طرح پہچانیں

اگر کوئی شخص کہے کہ نہ دیکھے ہوئے اور نہ پہچانے ہوئے دشمن سے کس طرح فرار کریں؟ فرماتے ہیں (فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا) اس کو دشمن قرار دو خوب اس کو پہچانیے اور مخالفت کیجئے ایک مثال پہلے دی ہے کہ جس کی تشریح کرتا ہوں کہ اگر ایک سچا مومن خبر دے کہ آج رات ایک گروہ غارت کرے گا اس شہر میں تو شہر کے تمام لوگ احتیاط کے طور پر اپنے گھروں کے دروازے بند کردیں گے کیونکہ جن کے دروازے کھلے ہوں گے ان کو لوٹا جائے گا تو تم بھی اپنے گھر کے دروازہ کو اچھی طرح بند کرلو جو شخص جاہل ہوگا وہ سوال کرے گا کہ یہ غارت کرنے والے کس قوم و قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں ان سوالات کا کیا فائدہ تجھے چاہیئے کہ

کہنے پر عمل کرے اگر وہ غارت کر جائیں تو جس قبیلہ سے بھی ہوں تو کیا کر سکے گا خواہ آپ دشمن کی حقیقت کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اپنے آپ کو بچا کہ اس کے پیچھے میں نہ چلا جائے سوالات ہوتے ہیں کہ شیطان ایک ہے یا زیادہ اس کا سلسلہ ہے اس طرح کے دیگر سوالات پر زور ہوتا ہے حالانکہ دشمن سے محفوظ رہنے پر زور لگانا چاہیئے یا مثل اس احمق کی جو شعبی کے پاس پہنچا۔

شیطان نر ہے یا مادہ کیا اس کے بچے ہیں؟

شعبی جو کہ اپنے زمانے کے مشہور علماء میں سے تھا کہا کہ مجھے ایک مشکل مسئلہ ہے اس کو حل کیجئے فرمایا تو کیا کہتا ہے سوال کیا کہ شیطان کی بیوی ہے یا نہ؟ شعبی کو قرآن کی آیت بھول گئی جو کہ (ھُوَ وَذُرِّیَّتُہٗ) کہ قرآن مجید میں اس کی اولاد ثابت ہے لہٰذا کہا کہ اس کے بچے ہیں اور کیا بعید ہے کہ اس کی زوجہ بھی ہو سائل نے کہا اس کی بیوی کا نام کیا ہے فرمایا کیا میں اس کے نکاح میں شریک تھا کہ مجھے اس کی زوجہ کا نام معلوم ہو تجھے چاہیئے کہ تو اس راہ پر تسلط پیدا کرے جس راستے سے وہ تجھ کو گمراہ کرنا چاہتا ہے شیطان کے ساتھ دشمنی کی راہ اور اس پر تسلط پیدا کرنا بندگی خدا میں مضمر ہے (اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ) اگر تو خدا پر توکل اور ایمان کی راہ میں لگ گیا تو وہ تجھ پر تسلط پیدا نہیں کر سکتا (اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ) سورۃ نحل آیت ۹۹)

لیکن اگر تو نے بندگی خدا کا راستہ چھوڑ دیا تو گناہ تجھ کو شیطان کی گود میں پھینک دیں گے اس کی پیروی ترک واجبات اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

سنت کو ترک کرنے میں ہے جو بھی مبغوض خدا و رسولؐ ہے وہ شیطان کا
محبوب جو بھی خدا و رسول کا محبوب ہے وہ شیطان کا مبغوض ترین آدمی ہے
نماز روزہ صدقہ اور تواضع اور جو بھی نیکی ہے وہ شیطان اس کو ناپسند کرتا ہے
شیطان نہیں چاہتا کہ ان دو آدمیوں کے اختلاف کی اصلاح ہو (اِنَّمَا یُرِیْدُ
الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ
یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ) (سورۃ مائدہ آیت ۹۱)

شیطان تمام اچھے کاموں کو ناپسند کرتا ہے جو بھی حرام ہے شیطان اس کا حکم دیتا
ہے جو بھی واجب ہے شیطان اس سے نہی کرتا ہے خدا فرماتا ہے کہ مال کو
خرچ کریں لیکن آدمی وسوسہ کرتا ہے شیطان کی پیروی میں ضعف اور فقر ہے۔
اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۳)

شناخت کرنے کے بعد کس طرح اس سے دھوکہ کھاتا ہے

اگر پوچھا جائے کہ دشمن کو جب آدمی پہچان لے گا تو عاقل آدمی کس طرح اس کے حکم کو مانے گا؟ مسلمان جو کہ اہل قرآن ہے وہ جانتا ہے کہ قرآن کلام خدا ہے جو فرماتا ہے کہ شیطان تجھ کو دیکھتا ہے تو اس کو نہیں دیکھتا جیسے کہ گزر چکا ہے کس طرح اس کے پھندے میں آکر معصیت کرے گا اس سے فریب کھانے کا سبب کیا ہے؟ حالانکہ اس کو اور اس کے سالار کو پہچان چکا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کا فریب خوشی نفس کے موافق ہے علت یہ ہے کہ شیطان

بشر کو برائی میں ڈال دیتا ہے چونکہ وہ خواہشات کے مطابق ہے اور جو بھی فرمان رسول خدا ہے وہ اس کے نفس کے مخالف ہے آپ دیکھتے ہیں کہ سینما حال کی ٹکٹ کے لیے قطار میں گرمی کے باوجود کھڑا ہونا پڑتا ہے اگرچہ ایک گھنٹہ لگ جائے چونکہ نفس کی خواہش ہے اس لیے اور اگر نماز کے اوقات میں مؤذن حی علی الصلوٰۃ کی فریاد بلند کرتا ہے کہ نماز کی طرف جلدی آؤ مسجد خدا کا گھر ہے خدا کی طرف آؤ پہلے والی جگہ چونکہ موافق نفس ہے اور جانتا ہے شیطان کی جگہ ہے فطرت بھی اس کی سمجھتی ہے کہ اس میں ہلاکت ہے اس زندگی میں بدبختی اور حسرت ہے اگر اس کی آنکھ کسی خوبصورت عورت پر پڑھ جائے تو اتنے فساد پیدا ہو جاتے ہیں فساد اکثر لہو و لعب اور شراب و قمار کی مجالس میں ہوتے ہیں لیکن دعا و ذکر خدا کی محافل میں دوستی و محبت بڑھتی ہے انسان ان چیزوں کو بھی جانتا ہے لیکن پھر بھی جو سے کام کی پیروی کرتا ہے چونکہ وہ خواہش اور نفس کے مطابق ہے اگرچہ ہلاکت کا بھی یقین ہے۔

موت کو پیاس پر ترجیح دیتا ہے

کہتے ہیں کہ عبدالملک مروان اموی خلیفہ نے جب کوفہ کو لیا تو وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گیا جو کہ بہت زیادہ سخت پیاس کی تھی اس کی جان نکلنے لگتی تھی جتنا بھی پانی پیتا تب بھی پیاسا رہتا مخصوص ڈاکٹر نے اس سے کہا کہ ۲۴ گھنٹے پانی نہ پینا اگر آپ نے پانی پیا تو مر جائیں گا بہت خطرہ ہے خلیفہ بھی بہت ڈر گیا اس نے ارادہ کیا کہ ۲۴ گھنٹے پانی نہیں پیئے گا لیکن چند گھنٹوں

کے بعد وہ متحمل نہ ہو سکا اور کہا کہ میرے لیے پانی لاؤ اگرچہ جان بھی چلی جائے کہا (اسقونی ربیا و ان کان فیہ نفسی) پانی پیا اور مر گیا جانتا تھا کہ ہلاک ہو جائے گا لیکن برداشت نہ کر سکا یہ بھی سمجھتا ہے کہ کچھ زندگی زحمت اور تکالیف میں گزارے گا شیطان کی پیروی اور نفس کا میل ہے جس گناہ کا بھی تصور کریں شیطان اس سے کم تر ہے کہ اپنے زور سے اس کام پر وادر کرتا ہے شیطان وسوسہ کرتا ہے پکارتا ہے اور برانگیختہ کرتا ہے نہ کہ مجبور کرتا ہے (وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی) (سورۃ ابراہیم آیت ۲۲)

خود آدمی ہے کہ شیطان کے مطابق رفتار کرتا ہے آدمی ہلاکت کے یقین کے باوجود گناہ کس طرح کرتا ہے؛ ایسے لوگ بھی تھے کہ عذاب خدا کے یقین کے باوجود وہ مخالفت خدا سے نہیں ڈرتے تھے خدایا تو ہمارا مددگار رہ کہ اپنے نفسوں پر اور شیطان پر غلبہ پیدا کر سکیں۔

شیطان پر تسلط پانے کے لیے چند راستے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند موارد ذکر فرمائے ہیں جب بھی کبھی تجھ پر مصیبت وارد ہو تو شیطان اس کو آگ بنا دے گا وہ مرنے والا شخص نوجوان تھا افسوس ہے کہ اگر وہ رہتا تو ڈاکٹر اور پروفیسر بن جاتا اور والدین کی خدمت کرتا اور آدمی ان باتوں کو سوچ کر قضا و قدر پر اعتراض کرنے لگ جاتا ہے جب کبھی آپ پر مصیبت آئے تو کہو۔

(انا للہ و انا الیہ راجعون) ہم سب خدا کا مال ہیں اور اسی کی طرف

بلنے والے ہیں سچ بتاؤ کہ دنیا میں کون رہے گا کہ تیرے بچے بھی رہیں گے ؟ تمام لوگ مرجائیں گے کچھ جلدی اور کچھ دیر سے جلدی سے شیطان کے وسوسہ کو ختم کر اگر اس وسوسہ کو اپنانے کی وجہ سے وہی مصیبات جوان پہ وارد ہوئیں اور مختلف امراض کے شکار ہو گئے ہیں اور خیالاتی رہ گئے ہیں دوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص تجھ پر ظلم کرے تو شیطان اغوا کرکے کہتا ہے کہ دیکھ کس طرح تجھ پر مصیبت لایا ہے کس طرح اس نے تیری بے عزتی کی ہے تو نے اس کو کیوں نہیں کچھ کہا ؟ فرماتے ہیں کہ تم کہو کہ میں نے خود اس سے پہلے دوسروں پر ظلم کیے ہیں تمام دوسروں کے ظلموں کو نہ دیکھ بلکہ اپنی ظلم کو بھی دیکھ جو تو دوسروں پر کرتا ہے حلم و بردباری کو قائم رکھ یہ نہ کہہ کہ کس طرح مجھ پر مصیبت ٹوٹ پڑی ہے سوم۔ جب کبھی بھی مال سے ہاتھ خالی ہو جائے مثلاً چور لیجائے یا نقصان ہو جائے تو شیطان تجھے ناراحت کرے گا تو خدا کا شکر ادا کر کہ مجھ سے حساب ہلکا ہو گیا ہے اور حقوق بھی کم ہو گئے ہیں مال جتنا زیادہ ہو گا حقوق بھی اسی قدر زیادہ ہو جاتے ہیں مال دار آدمی اگر ایک درہم بھی خمس نہ دے تو وہ یتیم اور آل محمدؐ کے یتامیٰ کا مال کھانے والا ہے ہاں جو شخص خمس نہ دے وہ لعنت کے مقام پہ ہے یا تو قوم و قبیلہ کی تکالیف میں گرفتار ہے یا ہمسایہ کو زحمت دے رہا ہے تو اس کی فریادرسی کی قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو مسئول ہے بہرحال جب مال ہاتھ سے چلا جائے گا تو پھر تو راحت میں ہے تجھ پر کوئی مسئولیت نہیں ہے جب شیطان تجھ کو وسواس میں ڈالے تو تو کہہ کہ میں نے بھی ایک دن چلے جانا ہے جب گھر ختم ہو جائے تو گھر کو بنانے بھی ایک دن تو ختم ہو جانا ہے اگر اپنا ذاتی مکان نہ بھی ہو تب بھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے انسان کے روح کو خراب کرتا ہے شیراز (ایران کے شہر) میں

ایک تاجر تھا وہ نقصان کی وجہ سے گھر ہی بیٹھ گیا اور جو تھا اس کو فروخت کر کے زندگی گزارنا شروع کر دی حساب کیا کہ کب تک میں چیزیں بیچ کر کھاتا رہوں گا جو کہ تین سال تک کا بجٹ اس کے پاس موجود تھا اس نے سوچا کہ تین سال کے بعد کیا کروں گا گلیوں میں بیٹھ کر گدائی کروں زہر کھا کر مر گیا شیطان تو آدمی پر اس طرح کے حملے کرتا ہے۔ کیا تو تین سال تک زندہ رہے گا اگر تو زندہ رہے گا تو رزق خدا کی ذمہ داری ہے وہ تجھے بھوکا نہیں مرنے دے گا کم یا زیادہ دیتا رہے گا شیطان جب تک انکار کی حد تک نہ پہنچا دے نہیں چھوڑتا لہٰذا ہر شخص کے پاس آتا ہے اور آدمی کو چاہیئے کہ نصیحت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرے اور ان تخیلات کا جواب دے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کبھی تو اچھا عمل کرے تو کہہ کہ مجھ سے زیادہ اچھے عمل کرنے والے موجود ہیں اسی طرح مال میں بھی مجھ سے زیادہ مال خرچ کرنے والے موجود ہیں جب تو زیادہ مال عطا کرے تو یہ خیال میں رکھ کہ فلاں نے تو اپنا پورا مال راہ خدا میں دے دیا ہے جب تو نے عبادت کی ہو تو فوراً کہہ کہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں جب زیارت عاشورا کو تو زبان سے پڑھے تو یہ سوچ کہ اس زبان سے بہت سے حرام الفاظ استعمال کیے ہیں مثلاً۔ جھوٹ۔ غیبت۔ تہمت۔ نمامی اور آبرو ریزی وغیرہ اس قدر لغو گوئی کتنا قرآن پڑھنے کے مقابلے میں ہو گی ؟ کبھی شیطان آدمی کو بُرائی کی طرف کھینچتا ہے ایسی قسم کے ساتھ کہ یہ آدمی بیچارہ نہیں جانتا اسکو مقدس بازی سے مباح کاموں کی طرف ابھارتا ہے تاکہ حرام تک یہ پہنچ جائے اور پھر کفر کی حد تک۔ لہٰذا چاہیئے کہ ہم سب خدا سے پناہ مانگیں تاکہ شیطان کے فریب سے بچ جائیں یہ حدیث داستان بھی ہے اور شیطان کے فریب کی طرف بھی نشان دیتی ہے اور لطف و رحمت خداوند کریم کی

طرف بھی۔

عابد کو فریب مقدس بازی سے

بحارالانوار کی جلد چودہ[۱۴] میں مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو دن رات عبادت و اطاعت خداوند کریم میں سرگرم رہتا تھا شیطان جتنی بھی کوشش کرتا کہ اس کو عبادت سے باز رکھے لیکن کامیاب نہ ہو سکا اس نے آہ و بلند کی تو دوسرے اس کے ساتھی شیاطین اس کے اردگرد جمع ہو گئے انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہے؟ کہا کہ میں اس عابد سے عاجز ہو گیا ہوں میں اس آدمی کو عبادت سے روکنے کی جتنی بھی کوشش کرتا ہوں ناکام رہا ہوں شیطان کے بچوں میں سے ایک نے کہا کہ میں عورت بن کر اس کو فریب دوں گا تو شیطان نے کہا کہ وہ ان باتوں کی طرف تو بالکل آتا ہی نہیں ہے وہ تو مرد ہے دوسرے نے کہا کہ مال دے کر فریب دوں گا جواب ملا کہ تو بھی اشتباہ پر ہے تیسرے نے کہا کہ میں مقدس و نیک بن کر اسے فریب دوں گا کہا ہاں یہی درست ہے اور راہ بھی یہی ہے تو اس کام کو انجام دے وہ شیطان آیا اور عابد آدمی کے نزدیک جانماز بچھا کر نماز میں مصروف ہو گیا نہ کھاتا اور نہ پیتا اور نہ ہی سوتا اسی طرح دن رات نماز میں سرگرم ہو گیا پھر عابد حیران ہو گیا اس کے نزدیک آیا کہ اس سے بات کرے تو شیطان نے اشارے سے کہا کہ میرا وقت ضائع نہ کر عابد نے التماس کیا کہ تیری حاجت کیا ہے؟ اور کہا کہ اس مقام پر تو کس طریقہ سے پہنچا ہے کہ نہ تو خوراک کھاتا ہے اور نہ ہی سوتا ہے اور نہ ہی تھکتا ہے شیطان نے کہا کہ میں نے گناہ کیا ہے اس

کے بعد توبہ کی ہے تو مجھے عبادت میں اس قدر قوت مل گئی ہے عابد نے کہا
کہ مجھ حقیر و بدبخت کو بھی جگہ بتا حالانکہ اس بدبخت عابد کے پاس مال بھی کچھ نہ
تھا شیطان نے کہا کہ یہ تین درہم لے اور شہر چلا جا فلاں گلی میں فلاں گھر جانا
اور وہاں یہ تین درہم دے کر ایک بدکارہ عورت سے مل جانا اس کے بعد توبہ کر
کے میری طرح عبادت گزار بن جائے گا عابد بے شعور جو کہ مسئلہ ہی نہیں جانتا تھا
کہ گناہ کر کے توبہ کیسے ہو سکتی ہے نہ خود عالم تھا اور نہ عالم کے پاس گیا کہ پوچھ لے
پہاڑ سے نیچے آیا اور شہر کی طرف چل پڑا لوگوں سے اس فاحشہ عورت کے گھر کے
بارے پوچھنا شروع کیا لوگ متحیر ہو گئے کہ عابد کو ایک فاحشہ عورت سے کیا کام
ہے یقیناً اس کو نصیحت کرنے کے لیے اور توبہ پر برانگیختہ کرنے کے لیے جا رہا
ہوگا عابد فاحشہ عورت کے گھر پہنچ گیا تو عورت نے دیکھا کہ عجیب منظر ہے کہ
ایک عابد اس کے گھر پہنچ گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت ایمان رکھتی تھی عورت
نے کہا کیا ہوا ہے کہ تو اس جگہ آیا ہے یہ تو تیری جگہ نہیں ہے عابد نے کہا تجھے کیا
کام ان باتوں سے تو درہم لے اور میرا کام کر عورت نے کہا کہ تو کس طرح کی باتوں پر
اصرار کر رہا ہے اور کیوں اصرار کر رہا ہے عابد نے جواب دیا کہ ایک عابد مجھ سے
زیادہ عبادت کرتا ہے اور اس نے اس طرف مجھے راہنمائی کی ہے عورت نے
کہا کہ اے عابد تو یہ نہیں جانتا کہ گناہ نہ کرنا بہتر ہوتا ہے کیا تو یہ جانتا ہے کہ گناہ
کے بعد توبہ کر سکے گا شاید کہ تو توبہ نہ کر سکے کیا ایک کپڑے کا پھاڑ کر سلا لینا اچھا
ہے یا نہ ہی پھاڑے تو بہتر ہے اور شاید کہ تیری توبہ ہی قبول نہ ہو اور پہلے والی
عزت کو کہاں سے پیدا کرے گا کیا پہلے والے درجے پر فائز ہو جائے گا وہ
شیطان تھا جس نے تجھے بدبخت کرنے کے لیے اس طرف بھیجا ہے عابد قبول

نہیں کرتا تھا عورت نے کہا کہ اگر میری بات پر اعتبار نہیں ہے تو جاؤ اس جگہ سے دیکھو کہ شیطان ہے یا نہیں اور اگر وہ حاضر ہو تو پھر واپس بے جھجک آجانا جب بھی شیطان رسوا ہوتا ہے تو بھاگ جاتا ہے عابد لوٹا عبادت گاہ کی طرف تو دیکھا کہ وہاں وہ پہلے والا عابد موجود نہیں تھا۔

خدا رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے

بقیہ روایت بھی بہت پرلطف ہے عورت کی زندگی کی آخری رات تھی دوسرے دن وہ مر گئی اس زمانے کے پیغمبر کو وحی پہنچی کہ اس عورت کی تشییع جنازہ کے لیے تو جا پیغمبر نے تعجب کیا تو ندا پہنچی کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے کیونکہ اس نے میرے ایک بندے کو گناہ سے بچالیا ہے (اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ) اس عورت نے عابد پر رحم کیا کہ اگر گناہ سے آلودہ ہو گیا تو بدبخت ہو جائے گا خدا رحم الراحمین ہے اس نے عورت پر رحم فرما کر اس کو بخش دیا ہے خداوند کریم پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے شیطان سے دور ہو کر اس کے سائے کی طرف آئیں جتنا ہو سکے خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان محبت کو پھیلا دیں نہ ہو کہ حکومت شیطان کے ہاتھ میں چلی جائے خداوند کریم تم پر اور ان پر رحم فرماتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط

شیطان کی نوحؑ کے ساتھ سرگوشی

خصال صدوق میں روایت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نوحؑ جب اپنی قوم سے نفرت کرنے کے بعد چلے تو شیطان ان کے پاس آیا جب کہ تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے جو ایمان نہیں لائے تھے وہ سب غرق ہو گئے شیطان نے کہا اے نوحؑ تو نے ہماری بڑی خدمت ہے ہماری تکلیف کو کم کیا ہے کہ تمام کو ہلاک کر کے جہنم بھجوا دیا ہے اس خدمت کے مقابلے میں میں چاہتا ہوں کہ تجھے راز دوں جناب نوحؑ نے اس کو اپنے سے دور کر دیا تو ندا پہنچی کہ اس کے حروف کو سنو اس بات میں وہ جھوٹ نہیں بولے گا یعنی اس وقت وہ خیانت اور غافل کرنے کا قصد نہیں رکھتا ہے نوحؑ نے فرمایا کہ کہو تو شیطان نے کہا کہ تین جگہ ایسی ہیں جب تک میں آدمی کو گناہ میں نہ ڈال دوں اتنے تک نہیں چھوڑتا ایک تو غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی گھر میں یا کمرے میں کہ جہاں اور کوئی نہ آسکتا ہو اگر ایسا ہو تو میں ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے کہ ان کو حرام میں مبتلا کرے دوسرا غصے کی حالت ہے جو کہ ظاہر ہے تیسرا فیصلے اور قضاوت کی حالت قاضی بدبخت اگر ایک طرف میلان کرے تو کام بہت خراب ہے اسلامی حکم میں عدل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

فیصلے میں دو مدعیوں کے درمیان مساوی رعایت ہو

حضرت علی علیہ السلام کے حالات میں ہے کہ عمر بن الخطاب کے زمانے میں ایک آدمی نے حضرت علی علیہ السلام پر دعویٰ کیا تو یہ طے ہوا کہ قاضی کے پاس جائیں گے حضرت علی علیہ السلام اور وہ مدعی عمر کے پاس پہنچے تو عمر نے مدعی کو اس کا نام پکار کر کہا کہ اس جگہ بیٹھ اور حضرت علی علیہ السلام کو عرض کی کہ اے ابا الحسن تو حضرت علی السلام نے تلخ نگاہ سے دیکھا تو عمر نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے فرق کیوں کیا ہے میرا احترام زیادہ کیوں کیا ہے مجھے کنیت سے پکارا ہے اور اس کو نام سے پکارا ہے چاہیئے تھا کہ ہم دونوں کے نام لیتے یا دونوں کو کنیت سے پکارتا فیصلے میں قاضی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی ایک کو ترجیح دے حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے میں بھی یا تو دونوں کے آنے سے کھڑا ہو جائے یا کسی کے آنے سے کھڑا نہ ہو جن عورتوں نے پڑھا ہے انہوں نے اعتراض کیئے ہیں کہ ہم نے تکالیف سے پڑھا ہے ہمیں حقوق معلوم ہیں ہمیں قضاوت کے منصب سے محروم کیوں کیا گیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ تمہیں ملت پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے اسلام میں عورت کا فیصلے کرنا حرام ہے قاضی کے شرائط میں سے مذکر ہونا بھی ہے عورت میں احساسات ہوتے ہیں عورت کے تخیلات خوبصورتی اور خودنمائی کی طرف زیادہ ہوتے ہیں۔ (اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ) سورۃ زخرف آیت ۱۸) فیصلے کی اہلیت عورت کو حاصل نہیں ہے یعنی قدرت نہیں رکھتی کہ بغیر غرض اور خود خواہی کے فیصلہ کرے جیسے

کہ حکومت اور ولایت بھی عورت پر حرام ہے (اِمْرَاَۃً تَمْلِکُھُمْ) سورۃ نمل آیت ۲۳) ہماری فقہ اس چیز سے بے نیاز ہے کہ ہم مشرق و مغرب کے احکام کی پیروی کریں۔

شیطان کے کام کو جانتا ہے

اگر کوئی شخص کہے کہ میں شیطان کو نہیں دیکھتا اس کے فریب سے کیسے بچوں کہ اس کی پیروی نہ کروں یہ درست ہے کہ تو اس کو نہیں دیکھتا لیکن اس کے کام کو سمجھتا ہے کہ ابلیس کا عمدہ کام وسوسہ ہے جب کبھی تو دیکھے کہ تجھے شر اور گناہ کا خیال پیدا ہوا ہے تو تو جان لے کہ یہ وسوسہ شیطان ہے (عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ) کام تو شیطان جاری رکھتا ہے کبھی بُرے رفیق کے روپ میں کہ کہتا ہے چلیں چلتے ہیں وہاں جہاں ضد اسلام ہیں اور جہاں کیمونسٹ اور اسلام سے دور کے لوگ رہتے ہیں شیطان کے کام کو ملاحظہ کر کبھی تو دل میں وسواس ڈال دیتا ہے اور کبھی دوسرے کی زبان سے کہاں سے تو سمجھے گا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے جو بھی خلاف شروع ہے اس سے نہی کی گئی ہے خدا کے مقابلے میں جو حکم دیتا ہے وہ شیطان ہے۔ پس ان مواقع میں اپنے حواس کو ٹھیک رکھنا چاہیئے کہتے ہیں کہ اگر شیطان آدمی کا دشمن ہے تو آدمی اپنے دشمن کی کس طرح اطاعت کرتا ہے۔

وسوسہ شیطان خواہش نفس کے ساتھ ہے

اس دشمن کے بہت سے پھندے ہیں شہوت نفس۔ خوشی نفس وغیرہ جو بھی چیز حرام ہے نفس اس سے خوش ہوتا ہے شیطان بھی اس کی طرف برانگیختہ کرتا ہے اور میزان بھی مطلب کے درک کرنے کے لیے ہے کہ کیا یہ خیال شیطانی ہے یا نہیں؟ تو دیکھ کہ نفس کے ساتھ سازگار ہے یا نہ حضرت علی علیہ السلام کے کلمات میں سے نہج البلاغہ میں ہے کہ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ روایت میں بھی ہے کہ بہشت کو پیدا کرنے کے بعد جبرئیل نے کہا کہ پروردگار کونسا آدمی ہے کہ اس جیسے مہمان خانے میں نہیں آئے گا ندا پہنچی کہ اس کی راہ کو دیکھ لے اس راستے میں سختیاں مصائب اور کانٹے ہیں چاہیے کہ پندرہ گھنٹے کھانے پینے سے پرہیز کرے یعنی روزہ رکھے زبان کو کنٹرول کرے رات کو تھوڑا سوئے اور صبح کی نماز کو پڑھے بہشت کی راہ یہی ہے مال کی محبت کو دل سے نکال دے مال کا پانچواں حصہ منافع خمس دے خلاصہ یہ ہے کہ اگر بہشت کی راہ یہ ہے تو اس کے خریدنے والے کم ہیں ہمت کرنی ہوتی ہے اور نفس کی خواہشات کو ترک کرنا ہوتا ہے جب دوزخ کو خلق کیا تو کہا کہ خدایا کون آدمی ہے جو اپنے آپ کو ایسی مصیبت میں ڈالے گا؟ ندا پہنچی اس کی راہ کی طرف دیکھ اس کی راہ صاف اور خوبصورت اور نفس کے میل کے مطابق ہے جس کی صورت قمار۔ زنا اور شکم پری اور باقی تمام خواہشات جو مطابق نفس کے ہوں تو کہا کہ خدایا اس کے تو خریدنے والے بہت زیادہ ہیں خداوند کریم نہیں چاہتا کہ آدمی کو سختی میں ڈالے جب آدمی قبر و برزخ اور

قیامت کے مقام میں ہو گا تو وہاں کیا کرے گا۔

آگ کا ایک شعلہ بھی کم ہو جائے تو بہتر ہے

ایک مثال مشہور ہے کہ جو بہت غلط بھی ہے کہ اگر پانی سر سے بلند ہو جائے اگرچہ ایک چلو ہو یا سو چلو ہو برابر ہے یہ اشتباہ ہے کیونکہ جتنا نقصان کو روکا جائے اتنا نفع ہوتا ہے اگر ہاتھوں کو آگ پہنچے تو پاؤں کو نہیں پہنچے گی اگر بدن کو آگ پہنچے گی تو سر کو آگ نہیں پہنچے گی ایک شعلہ کا کم ہونا بھی بہت بہتر ہے کس طرح فرق نہیں ہے کہ ایک درجہ حرارت اور سو درجہ حرارت برابر ہو جتنا ہی گناہ کم ہوں گے اتنا ہی بہتر ہو گا امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا توبہ میں ہے۔

وَشَرَطَ اَنْ لَا اَعُوْدَ فِیْ مَکْرُوْهِكَ اَللّٰهُمَّ لَا وَفَاءَ لِیْ اِلَّا بِعِصْمَتِكَ)

پروردگار میں تجھ سے شرط کرتا ہوں تو بھی مجھ سے معاملہ کر میرے گزشتہ کو پاک کر اور میں شرط کرتا ہوں کہ آج سے گناہ کی طرف منہ نہیں کروں گا تاکہ جہنم سے بچ جاؤں یعنی شیطان کی طرف منہ نہیں کروں گا صرف رحمٰن کی طرف کروں گا خدایا اس شرط کو میں کرتا ہوں لیکن تیری مدد کے علاوہ وفا نہیں ہو سکتی میرا دل چاہتا کہ میں وفا کو پورا کروں لیکن کیا کروں میرے بس کی بات نہیں ہے میری یاد سے نکل جاتا ہے مگر تو ہی میری محافظت کر سکتا ہے جب امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مومن گناہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے لیکن عہد کو توڑ دیتا ہے تو اب وہ کیا کرے امام علیہ السلام نے فرمایا لوٹے اور توبہ کرے کہا دوبارہ لوٹ جاتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا تب بھی توبہ کر سکتا تعجب کرنے والوں نے کہا اے آقا توبہ کو آدمی کتنے مرتبہ توڑ سکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا اگر سو بار توبہ کو توڑ دیا ہے تب بھی آئے اور سچے دل سے توبہ کرے تو خدا بخش دے گا مگر خدا کی رحمت کو محدود نہیں کیا جا سکتا خداوند کریم کی ذات کے ساتھ نیک گمان رکھ اگرچہ سو بار توبہ کو توڑ چکا ہے تب بھی توبہ کرلے مرکلما عاد المؤمن بالاستغفار و التوبۃ عاد اللہ الیہ بالمغفرۃ (اصول کافی باب توبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

انسان تکوین و خلقت کے لحاظ سے عبودیت کے لیے آمادگی رکھتا ہے بندہ فرمانبردار ہے خاضع ہونا انسان کی ذات میں ڈال دیا گیا ہے لیکن دوراہوں پر کھڑا ہے یا تو رحمن کا بندہ یا شیطان کا بندہ تیسرا کوئی کام ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نہ خدا کا بندہ ہے اور نہ ہی شیطان کا بندہ ہے آخرت یا دنیا ان دو میں سے ایک کا غلام ہے دنیا کا بندہ یعنی خواہش اور شیطان کا غلام ہے یا اگر آخرت انجام کا طلب گار اور اللہ کے پڑوس کا طالب گار ہے تو خدا کا بندہ ہے۔

موت کو نزدیک دیکھنا ولایت رحمن کی نشانی ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے ضمن میں وافی میں روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے خطبہ نماز جمعہ یا عید میں فرمایا اے لوگو اگر کوئی شخص شیطان کی پیروی میں چلا گیا تو موت اس کی یاد سے چلی جاتی ہے تمام خواہشات اور آرزو اپنی آنکھوں کے سامنے قرار دے لیتا ہے لیکن جو شخص ولایت خدا اور ولایت آل محمدؐ میں ہو موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے دیگر خواہشات کو پیچھے چھوڑ دیتا

ہے مومن دل میں کہتا ہے کہ شاید یہ ماہ رمضان میری عمر کا آخری مہینہ ہو اس لیے موت کو نزدیک دیکھتا ہے (اِذَا اسْتَحَقَّتْ وِلَايَۃُ الشَّيْطَانِ جَآءَ الْأَمَلُ بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ وَ ذَهَبَ الْأَجَلُ وَرَآءَ الظَّهْرِ وَ اِذَا اسْتَحَقَّتْ وِلَايَۃُ الرَّحْمٰنِ جَآءَ الْأَجَلُ بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ) خلاصہ یہ ہے کہ وہ خدا کی پوجا کرتا ہے یا شیطان کی میسری کوئی راہ نہیں ہے اگر خدا کا سجدہ تو نے نہ کیا تو گویا خدا کے لیے خاضع نہیں ہوا بلکہ غیر خدا کے لیے خاضع ہے خواہ مال ہو یا شہوت وخواہش زوجہ یا ریاست وشہرت طلبی ہو جو شخص بھی بندہ خدا نہیں ہوگا وہ شہوات وخواہش کا غلام ہوگا (نِسَآءُهُمْ قِبْلَتُهُمْ) آخری زمانے کے حالات میں ہے کہ ان کی بیویاں ان کا قبلہ ہوں گی خدا کی پوجا سیدھی راہ ہے (اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ) واجبات کو ترک کرنا اور محرمات کو بجا لانا ہے صراط مستقیم یہی ہے یعنی شیطان کی اطاعت کرے گا جس وقت عبادت کرے گا اس وقت رحمٰن کا بندہ ہے اور جس وقت گناہ کرے گا اس وقت شیطان کا بندہ ہے مغرب کے اول وقت میں اگر مسجد میں جاتا ہے تو خدا کا بندہ ہے اور اگر سینما ہال کی طرف جاتا ہے تو شیطان کی اطاعت کر رہا ہے ایک ہی آواز کے ساتھ اپنے پیروکاروں کو کھینچ لیتا ہے۔ (وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ)

(سورۃ الاسراء آیت ۶۴)

سینما ہال کے باہر جو تصاویر لگی ہوئی ہوتی ہیں ان سے شیطان اپنے پیروکاروں کو سینما میں داخل کرتا ہے۔

ابلیس کی بڑی رسی شیخ مرتضیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے

شیخ مرتضیٰ انصاری اعلی اللہ مقامہ کے حالات میں لکھا گیا ہے کہ مجلس میں ایک دن ایک عالم نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کے لیے خواب دیکھا لیکن شرم محسوس ہوتی ہے کہ اس کو نقل کروں شیخ نے فرمایا جو بھی ہے تم بتاؤ اس عالم نے بتایا کہ گذشتہ رات میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا اس کے پاس کمزور اور سخت رسیاں تھیں میں نے پوچھا یہ پختہ رسی کس کے لیے ہے تو اس نے کہا کہ تیرے استاد شیخ انصاری کے لیے ہے کیونکہ اس کے لیے بڑی طاقت کی ضرورت ہے کل اس کو میں نے بڑی زحمت کے ساتھ بازار پہنچایا لیکن پھر بھی میری رسی کو توڑ دیا اور فرار کر گیا یہ خواب مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کی کوئی حقیقت ہے یا شیطان کی طرف سے الہام وغیرہ ہے شیخ مرتضیٰ انصاری اعلی اللہ مقامہ نے تبسم کیا اور فرمایا اس ملعون شیطان نے سچ کہا ہے کل ہماری منزل پر چند عورتیں مہمان وارد ہوئیں مجھے گھر والوں نے کہا کہ مہمانوں کے لیے کچھ پھل فروٹ لائیں اس خرچ کے لیے میرے پاس رقم نہیں تھی سوائے نماز روزوں کے جو کہ لوگوں کی رقم تھی میں نے ایک عجمی قرآن بطور قرض کے لیا تاکہ بازار جا کر فروٹ خرید لاؤں جب بعد میں پیسے مل جائیں گے اس جگہ رکھ دوں گا جب میں دکان پر پہنچا تو اچانک مجھے خیال آیا کہ اے مرتضیٰ شاید کہ تو مر جائے تو پھر قرض کو کون ادا کرے گا جب زندہ ہی نہیں ہو گا میں لوٹا اور میں

نے رقم کو اسی جگہ پر لا کر رکھ دیا یہ ہے شیطان کی سخت رسی کو توڑنے کا راہ
یہ خواب آخر میں بہترین ہے کہ اس فاضل محترم نے کہا کہ میں نے شیطان سے
پوچھا کہ تیری رسی کہاں ہے میری طرف نگاہ کی اور کہا کہ تیرے لیے رسی کی ضرورت
نہیں ہے بقول میرے کہ تو جب بھی سینما میں لگے ہوئے فوٹوؤں کو دیکھے گا
یا خوبصورت ترانے کی آواز سنے گا تو ان سے رکنے کی تجھے طاقت نہیں ہے
سینما میں حیوانی بدنوں کا اجتماع ہوتا ہے ان کا اجتماع بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کے
پاس بھی کیا فائدہ رکھتا ہے بہر حال اگر مسجد تو آئے خدا اور آل محمدؐ کی یاد میں
تو یہ اجتماع بہت برکات کا حامل ہے دل کی خوشی یاد خدا سے ہے اہل دل کے
ساتھ ایک گھنٹہ بیٹھ تا کہ خوشی کا معنی تجھے سمجھ آجائے کہ صبح جب سے اٹھا ہے
اور رات سونے کے وقت تک تیرے تمام کام خدا کے لیے ہوں۔

بندگی خدا میں امن ہے اور شیطان کی راہ میں اضطراب ہے

بہر حال کون ہے وہ شخص جو ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رہے اور راہ خدا کو
نہ چھوڑے اور شیطان سے دور رہے اور اپنے داخلی دشمن یعنی نفس سے
دوری کرے شیطان کی راہ دل کو اضطراب میں ڈال دیتی ہے جیسے کہ اس کی
ضد یعنی راہ خدا میں امن ہے صبح بازار میں تو ملاحظہ کر کہ تمام لوگ اپنے اداروں اور
دکانوں میں جائیں گے تو وہ مال داری اور مقام کی طلب کے لیے جائیں گے جو کہ
اضطراب اور پریشانی کا باعث ہے ایک آدمی بھی نہیں ہو گا کہ رضائے خدا

پر راضی ہو اور حرص نہ کرے اور خدا کو رازق جانے اسی طرح ہسپتالوں کی طرف چلے جائیں تاکہ زیادہ تو سمجھ سکے یہ اضطراب شیطان کی طرف سے ہے بندگی خدا کے راستے کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور اضطراب میں گرفتار ہو گئے ہیں تجھے ہر وقت خدا کا بندہ ہونا چاہیئے جب تو مریض ہوا ہے تو شفا دینے والا خدا ہے جو تیرے رشتہ دار فوت ہو گئے ہیں مصلحت اسی میں ہے کہ تو صبر کرے (یُحْیِ وَ یُمِیْتُ) خدا کی ذات پر اعتراض بندگی کے خلاف ہے کیونکہ مرنا تو ہر شخص نے ہے ہر وقت تیرا دل خدا کی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ ہر وقت تیرے ساتھ ہے تیرا رزق خدا کے پاس ہے تیری مشکل کو خدا ہی حل کرے گا جب بھی تو گھر سے نکلے تو خدا کو یاد کر کے نکل اور اس کی رضا کو طلب کر کہ جو کچھ خدا چاہے وہی کرے یہ امن راہ خدا پر چلنے کا نتیجہ ہے کیونکہ اضطراب اور پریشانی شیطان کی طرف سے ہے اگر شیطان کے وسوسوں پر تو نے کان دھرا تو تو شیطان کی راہ میں مبتلا ہو جائے گا گھر میں تو اکیلا نہ رہ کیونکہ جس وقت تو تنہا ہو گا شیطان کے وسواس تجھے نہیں چھوڑیں گے اور عورتوں کے پاس زیادہ بیٹھنا فساد کا موجب ہے۔

مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کو لغزشوں سے بچائیں

عورت کی فکر زیبائی میں ہوتی ہے بالکل وہ تو خوبصورتی اور زیبائی کی طرف جانے والی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی فکر ہمیشہ ان چیزوں میں رہتی

ہے بہرحال مرد کو چاہیے کہ عورت کو بلندی کی طرف لے آئے اپنی طرح اس کو بھی خدا کا بندہ قرار دے نفس کی پوجا اور شیطان کی پیروی سے اس کو دور کرے مروی ہے کہ خداوند کریم فخر فرماتا ہے ایسے مرد پر جو نماز تہجد کے لیے اٹھے اور اس کی زوجہ بھی اس کے ساتھ پڑھ رہی ہو خلاصہ خدا کی بندگی بہت مشکل ہے کہ آدمی چوبیس گھنٹے خدا کو نظر میں رکھے شیطان کی راہ بہت شروع ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مدد ضروری ہے۔

شیطان کے دفع کرنے میں نماز کے ساتھ مدد طلب کرو

قرآن مجید فرماتا ہے کہ نماز اور روزے سے مدد طلب کرو (وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ) (سورۃ بقرہ آیت ۴۵) خداوند کریم نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں خاکی خلق کیا ہمیں کیا نسبت رب العالمین سے (مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْأَرْبَابِ) دن رات پانچ مرتبہ خدا کی طرف حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور کہا ہے کہ شیطان کی طرف نہ جاؤ اور محضر خداوند کریم میں جا کر قوت طلب کر نماز پڑھ تاکہ اضطراب کم ہو جائے سوائے نماز گزاروں کے باقی تمام لوگ بدبخت ہیں جزع و فزع بہت کرتے ہیں ان میں کوئی طاقت نہیں ہے خود اپنے آپ کو گرفتار کر دیتے ہیں (إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ)۔ فقر کے خوف سے حرص میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حرام میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے کہاں یہ کہنا۔

(اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ) تنہا تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتا ہوں نمازیں ہم بار بار پڑھتے ہیں کہ اے خدا تو ہی میرا یارو مددگار ہے ہر مشکل میں تو میرا محافظ رہ ہر دشواری میں اگر تو دو رکعت نماز پڑھے گا تو تیرے لیے آسان ہو جائے گی۔

بیابان میں رہنے والی عورت اور اس کا مصیبت میں صبر کرنا

کتاب مستطرف میں اس نیک عورت کی کہانی کو نقل کیا ہے کہ حاجیوں کا ایک قافلہ صحرا میں پہنچنا چاہتا تھا کہ وہاں آرام کریں انہوں نے اجازت طلب کی اور خیمہ میں وارد ہو گئے عورت نے کہا اے خانہ خدا کے زائرین خوش آمدید میرے اونٹ چرنے کے لیے گئے ہوئے ہیں جب واپس آئیں گے تو میں تمہاری مہمان نوازی کروں گی عورت باہر نکلی تو دیکھا کہ دور سے ایک آدمی آیا ہے اور اس نے کہا کہ اونٹ جب کنوے کے نزدیک پہنچے ہیں تو وہاں ہجوم کی وجہ سے تیرا بچہ کنوے میں گر پڑا ہے یہ فلاں دیہات میں کنواں ہے جو بہت ہی گہرا اور زیادہ پانی والا ہے اس میں جو گرے وہ زندہ نہیں بچتا عورت آگے گئی تاکہ آنے والے کو آرام کرائے اور کہا کہ ہمارے مہمان ہیں اس لیے بلند آواز نہ کرنا تاکہ وہ ناراحت نہ ہو جائیں مہمان نوازی مسلمان کا لازمہ ہے فوراً حکم دیا کہ ایک بکری یا بھیڑ کو ذبح کریں اور مہمانوں کے لیے تیار کریں جس وقت عورت خیمہ میں وارد ہوئی تو حاجیوں نے کہا کہ ہمیں بہت افسوس ہے کہ آپ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور ہم نے یہاں آکر اچھا نہیں کیا عورت

نے کہا اے محترم حاجیو میں نہیں چاہتی تھی کہ تم کو اس واقعہ کا علم ہو اب آپ کو علم ہو گیا ہے لہٰذا مجھے اجازت دیجئے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اس لیے کہ خداوند کریم نے قرآن مجید میں فرمایا کہ (وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ) نماز کے سے ذریعے مدد طلب کرو میں بھی اس مصیبت کو برداشت کرنے کے لیے نماز پڑھنا چاہتی ہوں اور ہم بھی قرآن کو مانتے ہیں ایک بیابان کی عورت تو قرآن پر عمل کرتی ہے پھر اس عورت نے کہا کہ اے حاجیو تم میں سے کون کون قرآن کو پڑھ سکتا ہے! حاجیوں میں سے ایک نے قرآن کی اس آیت (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ) کو شروع کیا عورت نے کہا کہ اے خدا اگر اس دنیا میں رہنا ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہتر تھے وہ یہاں زندہ رہتے خدایا تو نے قرآن مجید میں صبر کا حکم فرمایا ہے اور اجر کا وعدہ دیا ہے میں بھی اپنے جوان کی مصیبت پر صبر کروں گی تو بھی اس کے عوض میں جو اجر دینا چاہتا ہے اس کے بدلے میرے جوان کو بخش دے اس وقت اس طرح تھی گویا کہ کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا ہے اور اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو گئی یہ قدرت ہے جو خداوند کریم عطا کرتا ہے۔

اپنے بچوں کو تشویق کے ساتھ نماز کا عادی بناؤ

اے بے نماز آدمی تو نے اپنے لیے آگ مہیا کی اور مصیبت میں گھبرائے گا اگر کوئی تجھے تکلیف دے تو تو کیا کرے گا؟ تو تو طاقت ہی نہیں رکھتا کہ اپنے آپ پر کنٹرول کر لے (اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا) تو اس قدر ضعیف ہے کہ جو مال تجھے خدا نے دیا ہے تو اس کو بھی خرچ نہیں کرتا خرچ کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتا چونکہ تو

ڈرتا ہے کہ کم ہو جائے گا اور نماز کو ادا کرتا کہ تجھ میں قدرت پیدا ہو جائے اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ) آئیے اور اپنی اولاد کو جس طرح بھی ہو سکے نماز کا عادی بنائیے لڑکی کو سات سال سے اور لڑکے کو بارہ سال سے شوق اور رغبت کے ساتھ ان کو برانگیختہ کیجئے تاکہ بڑے ہو کر نماز پڑھنے میں ان کو دشواری محسوس نہ ہو لیکن اگر تم نے کوتاہی کی تو جس وقت بڑے ہوں گے اس وقت آسانی سے نماز کے عادی نہیں بن سکیں گے اور فروعی مسائل کو یاد کروائیے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ)

راہ راست واحد پرستی ہے

صراط مستقیم کو ہم دن رات کم از کم دس مرتبہ تو ضرور پڑھتے ہیں (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) خدا سیدھی راہ کی ہمیں راہنمائی فرما وہ راستہ کہ جو ہمیں تھوڑا چلنے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار تک پہنچا دے اس کی راہنمائی فرما نہ کہ ٹیڑھے اور انحرافی راستے کی کہ دور و دراز راہ سے بھی اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکیں اس قدر مشکل ہو کہ ہم بالکل ہی نہ پہنچ سکیں یا اگر پہنچ بھی جائیں تو برزخ و قیامت میں ہزاروں سال ٹھہرنا پڑے سیدھی راہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے (اَنِ اعْبُدُوْنِیْ) خدا کی پوجا ہو علاوہ شیطان اور خواہش کی پوجا کے راہ مستقیم یعنی سیدھی راہ یہی ہے البتہ نکتہ خدا کی پوجا کا یہ ہے کہ ہر طرف سے خدا کی ہی پوجا

کرے۔ نہ کہ کبھی خدا کی پوجا کرے اور کبھی غیر خدا کی آج کل ماہ رمضان ہے بندگی خدا کی راہ پر گذارے اور کچھ دن بعد شیطان کی راہ پر جب نماز میں تو غفلت کرے گا اور شیطان کے لفظوں کو سنے گا تو صراط مستقیم سے تو گر جائے گا۔ (وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ) (سورۃ مومنون آیت ۷۴)

جس وقت تو نے گناہ کیا ہے اس وقت راہ خدا کو تو نے چھوڑ دیا ہے اور راہ شیطان پر چلا ہے۔

ریاء اور عجب بندگی کے راستے سے سقوط ہے

البتہ صراط یعنی راستہ معنوی حکم ہے جو کہ حس کے قابل نہیں ہے اے مومن روزہ دار اور نماز گزار اگر خدا نخواستہ تجھ میں اخلاص نہیں ہے تو پھر خدا کی پوجا نہیں ہے یہ ریاکاری اور شرک و منافق کا فعل ہے خدا کے ساتھ ربط نہیں ہے یا ایسا شخص کہ جس کو تعجب ہو جائے اپنی عبادت پر مثلاً روزہ رکھا ہو تو تعجب کرے بلکہ یہ تو خداوند کریم کی عنایت ہے اور وہ قبول فرماتا ہے ان کاموں کے مقابلے میں بڑا عظیم اجر عطا فرماتا ہے میں اور تم ہم کیا شئی ہیں کہ ہمارا کام بڑا شمار کیا جائے اس شخص کو دیکھیں جو آنکھ جھپکنے کی مقدار میں بلقیس کا تخت سلیمان کے پاس لایا پس صراط مستقیم بندگی خدا اور حرام چیزوں سے پرہیز اور واجبات کی پابندی کا نام ہے بعد میں تاکید کے لیے فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ) انسان کو عقل دی گئی ہے تاکہ عبرت حاصل کرے کیونکہ حیوان تو عقل نہیں رکھتا اس سے تو کوئی تکلیف ہی نہیں ہے انسان ہے کہ جس کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے (لقد اضل) کس قدر لوگ ہیں کہ ان

کو شیطان نے گمراہ کیا ہے ان کی عاقبت کو خراب کر دیا کیا تم لوگ عقل نہیں رکھتے۔

قارون اپنے مال و دولت کے بعد خود بھی زمین میں دھنس گیا

آج کل عجیب ہے کہ ہر آدمی ثروت و مال کے پیچھے پڑا ہوا ہے مال کو اپنے لیے عزت سمجھتا ہے اے مال کی پوجا کرنے والو یہ شیطان کی راہ ہے تم میں سے بڑا قارون ہے کوئی ثروت و مال میں قارون کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا علم کیمیا کے اثر سے جو اس کو موسیٰ کی برکت سے پہنچا تھا کافی قدر خزانے اور سونے کو جمع کیا کہ قرآن مجید میں اس کی ثروت کا بیان اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ) سورۃ قصص آیت ۷۶) اس کی ثروت اس قدر ہو گئی کہ اس کے خزانوں کی چابیوں کو اس کے نوکر مشکل سے اٹھاتے تھے جس خزانے کی چابیاں اس قدر ہوں اس کا مال کتنا ہوگا؟ اے مال دار آدمی تو جتنا ہی مال کو اکٹھا کرلے قارون کی مانند نہیں ہو سکتا اس کی عاقبت کو دیکھ روایت کے مطابق پہلے تو اس کا مال زمین میں دھنس گیا اور پھر خود بھی زمین میں دھنس گیا فخسفنا بہ وبدارہ الارض) سورۃ قصص آیت ۸۱)

آپ اپنی زندگی میں کتنے مال داروں کو دیکھ چکے ہیں کہ اگرچہ ان کی جائداد کروڑوں روپے کی ہو وہ خالی ہاتھ یہاں سے گئے ہیں عبرت حاصل کیجیے انہوں نے مال سود اور اس قسم کی برائیوں سے جمع کیا اب ان کی قبر کی طرف دیکھیے اے نوجوان

جس کی آنکھ کسی نوجوان عورت پر پڑی ہے اگر تیرے دل میں وسوسہ آیا ہے تو تو خیال کر کہ کس طرح لوگوں نے شہوات کی پیروی کی اور وہ کہاں پہنچ گئے اور ان کو کیا کچھ ہوا شیطان کے تمام پھندوں کی طرف عاقل کو متوجہ رہنا چاہیئے اے عالم اور طالب علموں دیکھو کس طرح ان لوگوں پر مصیبت اتری کیا تم عبرت حاصل نہیں کرتے اور متنبہ نہیں ہوتے۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ)

(سورۃ اعراف آیت ۱۸۶)

لیموں کے پانی میں ملاوٹ نے دکاندار کو سبق سکھا دیا

صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ کربلا میں ایک دکاندار تقوی و پرہیزگاری میں مشہور تھا وہ مریض ہو گیا اور اس کی مرض بھی طولانی ہو گئی ایک آدمی اس کے دوستوں میں سے گیا اور اس کی عیادت کی اور دیکھا کہ اس کے گھر میں وسائل زندگی اور گھر کی چیزیں باقی نہیں رہی ہیں ایک چٹائی نیچے تھی اور تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا یہ ایک بڑا تاجر تھا لیکن اب حالت خراب ہو گئی تھی اس کا بیٹا آیا اور اس نے کہا کہ آج کی دوائی کے لیے رقم نہیں ہے بیمار نے کہا کہ میری نیچے والی چٹائی لے جا اور فروخت کر تا کہ بیماری میں کچھ کمی واقع ہو جائے عیادت کرنے والے دوست نے پوچھا کہ راز کیا ہے؟ بیمار نے کہا کہ میں کربلا میں لیموں کے شربت کو لوگوں تک پہنچاتا تھا اور رقم زیادہ لیتا تھا

اچانک کربلا میں تپ کی بیماری عام ہو گئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ لیموں کا پانی ان بیماریوں کے لیے مفید ہے ایک دن کام نہیں کیا دوسرے دن اپنے آپ سے کہا کہ میں لیموں کے پانی کو اتنا مہنگا کیوں بیچتا ہوں اب ایک برابر اور دوسرے دن اس سے بھی زیادہ اس کے بعد چار برابر کر دیا لوگ بیچارے مجبور تھے انہوں نے تو لینا ہی تھا وہ مجبوراً خریدتے تھے بعد میں میں نے دیکھا کہ لیموں کا پانی کم ہو رہا ہے جتنا بھی میں نے مہنگا کیا لوگ خریدیں گے اور بالآخر ختم ہو جائے گا میں نے اس میں پانی کی ملاوٹ کرنا شروع کر دی اس کے بعد نقلی لیموں کا پانی میں نے بنایا اور فروخت کرنا شروع کیا مال بہت میں نے حاصل کر لیا لیکن چند دن بعد میں مریض ہو گیا جو بھی رقم کمائی تھی وہ اس مرض پر لگا دی لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنا بستر بھی دے دیا ہے شاید ٹھیک ہوں گا یا نہ ہوں گا (فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ) ۔ نہ کہ یہ اس کی جزاء ہے بلکہ بعض اوقات دوسروں کے لیے عبرت کا باعث ہوتا ہے ورنہ جزا تو موت کے بعد ہوتی ہے خوف و فکر کرو کہ خود غرض آدمی کس قدر ہلاک ہو گئے ہیں اے نوجوان آدمی اپنی نظر کو پہلے سے کنٹرول میں رکھ (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اگر عورت پر نگاہ کی ہے تو شیطان کے رستے پر تو چلا ہے اور بار بار نظر کرنا تو بجائے خود رہ گیا (كَمْ مِنْ نَظْرَةٍ اَوْرَثَتْ حَسْرَةً طَوِيْلَةً)

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل

ولیکن چو پر شد نشاید بہ پیل:

تو کیوں نظر کرتا ہے اگر نظر ایک بار پڑی ہے تو پھر بار بار کیوں دیکھتا ہے!

آج کل کے حالات کو دیکھو کس قدر سنگین ہو چکے ہیں فقط دنیا اور شیطان کی

پیروی پر اس کے بعد والی آیت اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ)

برزخ اور قیامت میں درجات باقی ہیں ۔

ایک ایسا دن ہے کہ ہم اپنے منہ کو بند رکھیں گے اور ہاتھ اور پاؤں ہم سے خطاب کریں گے جو کچھ انجام دیا ہے اس کی گواہی دیں گے ایک حکمت والا کلمہ عرض کرتا ہوں ہر انسان اس دنیا میں کسی نہ کسی طریقے سے ہمیشہ کی عادت پیدا کر چکا ہے یعنی برزخ اور قیامت بھی اسی طرح ہے جو کہ ختم ہونے والی نہیں ہیں اگر کسی کی عادت گالی دینا ہے تو اس کا منہ یہاں رہے گا جب کہ مرنے کے وقت ملک الموت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو تو اس وقت بھی گالی دے گا کل جہنم میں بھی اسی طرح ہے اگر عادت بنانا چاہتا ہے تو بسم اللہ کہنے کی عادت بنا ہر کام میں پہلے بسم اللہ پڑھ تاکہ کل قیامت کے دن بھی تیرے نامہ عمل کو تیرے ہاتھ میں دیں تو تو بسم اللہ پڑھے کیونکہ دنیا میں تیری یہی عادت تھی تو دیکھے گا کہ گناہوں سے پاک ہو گیا ہے ندا پہنچے گی کہ اے میرا بندہ تو مجھے رحمٰن اور رحیم کہہ کر خطاب کرتا تھا ہم نے بھی تم سے رحمت کا معاملہ کیا ہے اسی طرح روایت کا مضمون پہنچا ہے تفسیر منہج الصادقین)

مدعی لوگوں کے منہ بند ہوں گے اور ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے

پس اگر کسی کا خُلق حق تعالیٰ کا انکار ہے تو یہ عادت اس کو نہیں چھوڑے گی اگرچہ اس جگہ سچا ہونے کا اور پاکدامنی کا دعویٰ کرے یہ فقط دعویٰ ہی ہے یا مثال کے طور پر کسی کا حق دیتا ہے تو بالکل مانتا ہی نہیں کہ میں نے دینا ہے یا نہیں جھوٹے آدمی کی عادت ہی جھوٹ ہوتی ہے وہ برزخ اور قیامت میں بھی اسی طرح ہے جب نامہ عمل اس کے ہاتھ میں دیں گے تو فوراً کہے گا کہ یہ تو میرا نامہ عمل ہی نہیں ہے لہٰذا خداوند کریم پہلے سے ہی اس کے منہ کو بند کر دے گا مدعی اور جھوٹے کی زبان کو نہ کہ مؤمن کی زبان کو جو کہ خود اعتراف کرے گا (وَقَدْ اَتَیْتُكَ یَا اِلٰهِیْ بَعْدَ تَقْصِیْرِیْ وَ اِسْرَافِیْ عَلٰی نَفْسِیْ مُعْتَذِرًا نَادِمًا مُنْكَسِرًا مُسْتَقِیْلًا مُقِرًّا مُذْعِنًا مُعْتَرِفًا) دعای کمیل، اس کے منہ کو بند کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے وہ تو خود بھی اقرار کر رہا ہے اور سر نیچے کیے ہوئے ہے ہلاکت ہے جھوٹے آدمی کے لیے وہ بھی خدا کی ذات کے سامنے (اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ) آج منہ کو بند کر دیں گے کوئی شخص بھی حق کے انکار پر قدرت نہیں رکھتا اس وقت اس کے ہاتھ اور پاؤں یعنی تمام اعضاء کو اجازت ہوگی کہ وہ آدمی کے خلاف گواہی دیں جو کچھ انجام دیا ہے قرآن مجید میں کئی جگہ پر اس کا ذکر ہے (وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ) (سورۃ فصلت آیت ۲۱)

جس وقت اعضاء اور جوارح انسان کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت آدمی کیا کر سکے گا یعنی وہ گواہی دیں گے کہ فلاں گناہ اس نے انجام دیا ہے جو بھی ہو گا وہ واضح ہو جائے گا حال ہمیں معلوم نہیں کس طرح ہو گا وہ خود ہی بہتر جانتا ہے اپنے اعضاء اور جوارح کو کہے گا کہ میرے خلاف کیوں گواہی دے رہے ہو وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے خدا نے ہمیں بولنے کی قدرت دی ہے بہترین شخص وہ ہے کہ اس جگہ خدا کے لیے کام کرے گواہوں کے قائم ہونے کے بعد اپنے گناہوں کا اعتراف کرے خود اعتراف کرے کہ خدایا میں برا بندہ تھا اپنی زبان سے عذر پیش کرے۔

کنونت کہ چشم است اشکی ببار زبان در دھانست عذری بیار

نہ پیوستہ باشد زبان در دھن نہ ہموارہ باشد روان در بدن

کنون بایدت عذر تقصیر گفت نہ چون نفس ناطق زگفتن بخفت

اگر غلام خود بخود اپنے سر کو زمین پر رکھ کر عذر پیش کرے تو مولا اس کو کیا کرے گا اور دوسرا غلام نافرمانی کرے تو مستحق عذاب ہو گا اور سزا کا بھی مستحق ہو گا تو اس کے ساتھ مولا کیا کرے گا؟ یہ وجدانی امور ہیں خدا کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھلا ہے لیکن بعض اوقات اس میں زیادہ وسعت دی جاتی ہے اس مہینے کے علاوہ شرائط ہیں کہ پاک اور خالص نیت کے ساتھ آئے لیکن ماہ رمضان میں شرائط کم ہیں تمام کے اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اس مہینے کی قدر کو پہچانو جو مغفرت کا مہینہ ہے اگرچہ خداوند کریم کی مغفرت ہمیشہ رہتی ہے لیکن اس مہینے میں جو شخص بھی اللہ کا مہمان ہو جائے اگر واقعاً وہ مہمان بننے کے قابل بھی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے اس کو ماہ رمضان کی برکت کی وجہ سے اور جو مستحقین عذاب ہوتے

رمیں ان کو بھی اسی ماہ کی برکت سے بخش دیتا ہے جیسے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ شعبانیہ میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ھٰذِہٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ)

پیغمبروں کی زبان سے واحد پرستی کا عہد لیا

اے انسان کیا تم سے عہد نہیں لیا کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا مراد عالم ذر ہے یا عالم فطرت وعقل ہے یا مراد وہ زمانہ ہے جو ہم نے پیغمبروں کی زبان اور آسمانی کتابوں میں خصوصاً خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے قرآن میں عہد لیا گیا ہے جو شخص بھی قرآن کو قبول کرتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ صرف خدا ہی کی پوجا کرے (وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ) سورۃ یوسف آیت ۴۰

مسلمان یعنی جس نے صرف خدا ہی کی پوجا کا عہد کیا ہو شیطان اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرے یہ راہ راست صراط مستقیم یعنی توحید اور واحد پرستی ہے (وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا) یہ کہ سننے والا شیطان کی پوجا سے مستقر ہو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تجھ سے پہلے بہت سے لوگوں کو اس نے گمراہ کیا ہے کیا تم عبرت حاصل نہیں کرتے کیا تم عقل نہیں کرتے آگے والے حالات کی طرف تم نگاہ نہیں کرتے کہ بہت سی مخلوق کو اس ملعون نے

گمراہ کیا ہے اسلام سے پہلے عاد اور ثمود اور لوط و فرعون اور نوح کی قوموں کو تم یاد کرو ہر شخص اپنی زندگی میں کئی لوگوں کو جانتا ہے کہ شیطان کے پھندے میں جو آئے ہیں اور بے ایمان مر گئے ہیں ان کی زندگی نفس کی خواہشات میں گزر گئی (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) یعنی دنیا اور آخرت کے نقصان میں رہے ہیں کچھ مدت مال کو جمع کرتے رہے ہیں اور پھر چھوڑ کر چلے گئے ہیں حالانکہ ان کو خدا کی بندگی میں زندگی بسر کرنی چاہیئے تھی اور بلند مراتب کو حاصل کرتے اپنے مال سے فائدہ حاصل کرتے اے عاقل آدمی تو عبرت حاصل کر (ھٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ) یہ وہی دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔

دوزخ کی ایک لاکھ مہار ایک لاکھ فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگی

روایت کے مطابق جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پہنچی ہے کہ جہنم کی ایک لاکھ مہاریں ہیں اور ہر مہار ہزاروں فرشتوں کے ہاتھ میں ہے۔

(بحار الانوار جلد ۳)

ایک لاکھ فرشتے جہنم کو محشر کے صحرا کی طرف کھینچیں گے یہ کتنا خوف والا منظر ہوگا آگ کے شعلے بلند ہوں گے پہاڑ کے ٹکڑوں کی طرح کہ تمام لوگ ڈر سے زانوں پر گر جائیں گے (وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً) سورۃ جاثیہ آیہ ۲۸)

سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام نیک لوگ بھی اپنے نفسوں کی فریاد بلند کریں گے روایات اور آیات میں اور خوشخبریاں دی گئی ہیں بعض

ایسی ہیں کہ جو قیامت کے خوف وہراس سے امان کی ہیں۔ (وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ
اٰمِنُوْنَ) سورۂ نمل آیت ۸۹)

ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے خوف سے امن دلاتی ہے

جس شخص نے ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا ہو اور اپنی زندگی میں اس نے امن کو کسب کیا ہو تو اپنے مولا کی حکومت کے نیچے ہوگا اور آخرت میں بھی امان میں ہوگا منادی ندا کرے گا کہ یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ کیا گیا تھا کہتے تھے کہ ڈرو لیکن اب تو وقت آپہنچا ہے (اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) اِصلو صلوۃ سے ہے اور اس کا معنی داخل ہونا یا چکھنا ہے کہ داخل ہو جاؤ یا چکھو قہر خدا کے عذاب کو کہ جو تم کافر ہو گئے ہو بعض بزرگوں نے اصلوھا کے کلمہ کو (جو کہ قرآن مجید میں زیادہ ہے اس آیہ (لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى) کی طرح نکتہ بیان کیا ہے کہ اصلوا اور ادخلو میں فرق ہے یعنی اصلوھا کا معنی ہے ایسا داخل ہونا کہ جس کے بعد نکلنا نہ ہو جہنم میں جانا دو طرح کا ہے ایک تو داخل ہونا کہ جس کے آخر میں نکلنا اور نجات ہے اصلوھا سے مراد یعنی جہنم میں ایسا جانا ہے کہ جس کے بعد نکلنا نہیں ہے جو شخص کافر مرے گا اس کے لیے اِصْلَوْهَا ہے (لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى) یعنی ایسا جانا کہ جس سے باہر نکلنا نہیں ہے جن لوگوں نے تکذیب کی ہے اور پشت پھیری ہے۔

گنہگار مومن کی عاقبت تو اہل نجات والی ہو گی

بہر حال دیگر لوگ جو کہ منکر نہیں ہیں اور تکذیب نہیں کی لیکن راہ میں اور اپنی روش میں غلط کاری کی ہو تو حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہا السلام سے کتاب عیون اخبار الرضا میں روایت ہے کہ گنہگار اہل توحید یعنی اہل ایمان ہیں بہر حال ان کے گناہ تو ہیں انکار نہیں کرتے لیکن ایمان رکھنے کے باوجود گناہوں سے نہیں بچتے یہ لوگ جہنم میں جائیں گے لیکن ہمیشہ نہیں رہیں گے شفاعت کی برکت سے باہر آجائیں گے (وَمُذنِبُوا اَهْلَ التَّوحِيدِ يَدْخُلُونَ النَّارَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنْهَا بِالشَّفَاعَةِ) (عیون الاخبار الرضا)

خدا اپنے فضل و کرم سے قادر ہے کہ ہم کو اس دنیا سے با ایمان لے جائے (اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ) آج کہ قیامت کبریٰ ہے اے کافرو تمہارے منہ کو ہم بند کر دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ انہوں نے انجام دیا ہے۔

جھوٹے آدمی کے منہ کو بند کر دیں گے نہ کہ گناہ کا اعتراف کرنے والے کے

آیۂ شریفہ میں چند نکات ہیں ان میں سے ایک نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ کی طرف ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کفار کی طرف یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ

کفر پر مر گئے ہیں ان کی زبانیں بند ہیں چونکہ جو بھی کافر ہے اس کی زبان درست نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں اس کی زبان آزاد ہے جھوٹ بولتا ہے اور منکر خدا ہو جاتا ہے اور دعوے کرتا ہے کوئی چیز بھی انسان کی زبان کو سوائے قلبی ایمان کے درست نہیں کر سکتی وگرنہ اپنے آپ کو تو درست کرنے کے ادعا کرتا ہے انسان کی طبع اسی طرح اس شخص کی زبان درست ہے جس نے قلبی ایمان پیدا کر لیا ہو خاتم انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کسی شخص کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک زبان درست نہیں ہوتی اور زبان اس وقت تک درست نہیں ہوتی جب تک دل درست نہیں ہوتا (وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْتَقِیْمُ اِیْمَانُ اَحَدٍ مِّنْکُمْ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ وَلَا یَسْتَقِیْمُ لِسَانُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُہٗ (نہج الفصاحہ) جب تک دل بیمار ہے اس وقت تک تکبر ہوگا خشوع خضوع نہیں ہوگا غلط راہ پر چلے گا دل درست نہیں ہے تو زبان بھی درست نہیں ہے فقط اچھا تزکیہ بتانا اپنے آپ کو نیک و پاک ظاہر کرنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ (لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ) جو شخص اس جگہ ٹیڑھا ہے قیامت میں بھی ٹیڑھا ہے جب نامہ عمل اس کے ہاتھ میں دیں گے تو کہے گا کہ یہ میرا نہیں ہے قیامت میں حقیقت ظاہر ہو جائے گی یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ ہے یعنی ایسا دن ہے کہ باطن ظاہر ہو جائے گا الحاقہ ہے جو کہ حقیقت محض ہے لہٰذا زبان تو اس کی باطل اور ٹیڑھی ہے

عدل کے قائم کرنے اور حق کو واضح کرنے کا دن ہوگا اعضاء و جوارح کو بولنے کی قدرت دے گا ہاتھ اور پاؤں بولیں گے کہ کیا کیا اور میں کہاں گیا آنکھ کن چیزوں پر نہیں رہی دل نے کن چیزوں کو جگہ دی ہے۔

(اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا)
تحقیق کان اور آنکھ اور دل ان تمام کے بارے سوال کیا جائے گا (سورۃ اسراء آیت ۳۶)

اس طرح وضاحت ہو گی کہ جھٹلانے کی کوئی کسی کو قدرت ہی نہیں ہو گی اس کے پاؤں خود کہیں گے کہ ہم وہاں گئے ہیں یہاں تک کہ اس کی زبان بھی اس کے خلاف گواہی دے گی۔

عدل الٰہی کے فیصلے میں گواہ متعدد ہوں گے

اللہ تعالیٰ کے عدل کا ظہور بالکل ہو گا کم سے کم عمل بھی مخفی نہیں رہے گا (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ) انسان کے اعضاء ظہور اور اتمام حجت کے لیے بولیں گے اسلام میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر موضوع کے اثبات کے لیے دو عادل گواہ شرعی ضروری ہیں یا خود اقرار کرے یا دو گواہ عادل بے غرض شرائط کے ساتھ گواہی دیں بہر حال کل قیامت کو خود یا انسان آگاہ ہو جائے گا (كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا)

(سورۃ اسراء آیت ۱۴)

اقرار نہیں کرتا لیکن گواہ اس قدر سخت ہوں گے کہ سوائے تسلیم کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہو گا اس کے گواہ صرف اعضاء اور جوارح ہیں کیا وہ اعضاء و جوارح کو جھٹلانے کی قدرت رکھتا ہے دوسرا گواہ زمین ہے زمین کے جس گوشہ میں گناہ کیا ہے وہی گواہی دے گا اگر عبادت کی ہے تو وہ بھی گواہی دیں گے (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا) سورۃ زلزلہ آیت ۴) زمانہ بھی گواہی دے گا قیامت جو کہ ایک جمع ہونے کا عالم ہے اور وہاں وہی جزا و سزا ہو گی جو انسان نے

زندگی میں کیا ہے حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دعائیں جو ایام ہفتہ کی دعاؤں میں سے ہے کہ اے دن تو تمام ہونے والا ہے اور میرا گواہ ہوگا جو کچھ میں نے انجام دیا ہے ان میں سے کرام الکاتبین بھی گواہ ہیں جیسے کہ اہل زمانہ کے لیے زمانے کا امام بھی گواہ ہوتا ہے قرآن مجید بھی فرماتا ہے (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ) سورۃ بقرہ آیت ۱۴۳) اور زیارت جامعہ میں بھی آپ پڑھتے ہیں کہ (وَشُهَدَآءَ عَلَى الْفَنَاءِ) یعنی اہل دنیا کے گواہ ہیں یعنی ائمہ اہل بیت علیہم السلام اہل زمان کے گواہ ہیں اہل زمان کے اعمال پر عدل الٰہی کے وقت گواہ حضرت امام زمان حجت بن الحسن عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہونا چاہیئے

گناہ سے توبہ کرنے والے کے خلاف گواہ گواہی نہیں دیں گے

اگر مجھے اور آپ کو حکم ہو اور ہم نہ کریں تو بڑی افسوس کی بات ہے امام صادق علیہ السلام سے ایک بشارت پہنچی جو کہ توبہ کے باب میں اصول کافی میں فرماتے ہیں کہ جب بھی بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے (توبہ خاص اس گناہ سے جیسے کہ بعض نے فرمایا ہے) کرام الکاتبین کو حکم ہوگا کہ قیامت کے دن اس آدمی کے بارے میں گواہی نہ دینا چونکہ اس نے توبہ کی ہے جس زمین پر اس نے گناہ کیا ہے اس کو حکم ہوگا اس کے خلاف گواہی نہ دینا گواہ تو حکم پروردگار کے ہی تابع ہوں گے اس لیے وہ گواہی نہیں دیں گے اگر کوئی شخص توبہ کی طرف کوشش کرے تو اس کے خلاف گواہی کیسے ہو کہ یہ شخص تو العفو اور استغفار پڑھتا تھا اس کے تمام اعضاء

اچھائی کی گواہی دیں گے (فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (سورۃ فرقان آیت)
بہرحال اہل ایمان کے منہ بند نہیں ہوں گے ان لوگوں کی زبانیں بند ہوں گی جو کہ یا اللہ
کہنے سے گنگے تھے بہرحال جو شخص اپنی زندگی میں یا اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا
تَعَبُّدًا وَّرِقًّا اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا) - کہے گا اس کی زبان اس جگہ بھی کھلی ہوگی
تمام شہداء کے اوپر ذات یزدال جل جلالہ کا سایہ ہوگا (اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ)
ایک تو وجہ یہ ہے کہ اثبات اور انکار انسان کے اختیار میں ہے لیکن گواہی اختیار میں
نہیں ہے جس چیز کو بھی اس کا دل اثبات یا انکار کرنا چاہے گا اس کے منہ پر مہر لگ جاتی
ہے سوائے واقعی گواہی اور سچائی کے کچھ نہیں بول سکیں گے سچائی اعضاء جوارح سے
ظاہر ہو جائے گی اور زبان سے بھی سچائی معلوم ہو جائے گی صرف جھوٹ کے لیے ان
کے منہ بند ہوں گے ۔

گواہی کی کیفیت اعضاء و جوارح کے ساتھ

بعض کہتے ہیں کہ گواہی سے مراد اسی وقت کی گواہی ہے کہ جب کل قیامت
کے دن محشر میں جو آدمی وارد ہوگا وہ اپنے حالات کی گواہی دے گا (يُعْرَفُ
الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ) (سورۃ رحمن آیت ۴۱) کہ اس
کا کیا کام تھا مثلاً اس کے منہ سے آگ نکل رہی ہوگی یا زبان کو منہ سے باہر نکال کر
دانتوں سے کاٹ رہا ہوگا اور خون و گندگی اس سے باہر آ رہی ہوگی لوگ سمجھ
جائیں گے کہ وہ عالم بے عمل اور نصیحت کرنے والا لیکن خود عمل نہ کرنے والا تھا اسی
طرح یہ وضع جھوٹے کی رہی ہے اور کسی کا پیٹ اس قدر بڑھ جائے گا کہ اس کی
سختی سے سانس ہی نہیں لے سکے گا یہ شخص رشوت خور تھا۔

(اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ) سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵) اس طرح کے قیلفے بتا دیں گے کہ اس شخص نے کس طرح کا گناہ کیا تھا جیسے کہ اگر پیشانی نورانی تھی تو سمجھ جائیں گے کہ سجدہ کی جگہ ہے (اَلْغُرُّ الْمُحَجَّلِیْنَ) سفید پیشانی سجدے کرنے کا اثر ہے یا نامہ عمل کا دائیں ہاتھ میں ہونا اس بات کا شاہد ہے کہ اس کے نیک کام زیادہ تھے خلاصہ یہ ہوا کہ بعض لوگ (تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ) کو اس وقت کی گواہی مراد لیتے ہیں اس آیت (یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ) کی گواہی کے ساتھ لیکن تحقیق وہی ہے جو زیادہ مفسرین نے کی ہے کہ اس وقت کی گواہی کے علاوہ آیہ شریفہ کا ظاہر یہ ہے کہ اعضاء بولیں گے (وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ اس سے بھی زیادہ واضح آیہ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ

سورۃ فصلت آیہ ۲۱)

اعضاء وجوارح کی گواہی کے بعد انسان بیچارہ اپنے اعضاء پر اعتراض کرے گا کہ تم نے میرے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟ کہیں گے کہ خداوند کریم نے ہمیں حکم دیا ہے (یعنی وہی خدا جس نے تمام چیزوں کو بولنے کی طاقت دی ہے ہمیں بھی بولنے کے لیے اسی نے فرمایا ہے)۔

زبان کی طرح خداوند کریم ہاتھ اور پاؤں کو بھی بولنے کی قدرت دے گا

بعض مفسرین نے تاویل کی ہے کہ بولنے کی علت تامہ زبان ہے جو کہ بولے

گی بہر حال ہاتھ اور پاؤں کس طرح بولیں گے لہٰذا انہوں نے تاویل کی ہے اس
وقت کی گواہی کے ساتھ مخصوص۔ مطلب یہ ہے کہ زبان کو بولنے کی قدرت اللہ تعالیٰ
نے ٹھہری دی ہوئی ہے کیونکہ اگر زبان کو بولنے کے لیے ہی خلق کیا ہے تو انسان کی
نسبت دوسرے حیوانات کی زبانیں لمبی ہوتی ہیں کہ کھانے اور حروف کے ادا کرنے
میں زبان سے مدد لے لیجائے نہ کہ علت و معلول ہے بلکہ صرف انسان کی زبان
کو خداوند کریم نے بولنے کی قدرت دی ہے یہ فخر انسان کے لیے ہے وَلَقَدْ
كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ خداوند کریم کی ذات کی عظمت بیان کرنے کے لیے کہ جو کچھ
عقل میں آئے وہ زبان ادا کر سکے اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہے حیوان میں تو یہ ادراکات
نہیں ہوتے کہ وہ ظاہر کرے ہر عاقل سمجھ جائے گا کہ اصل بولنا زبان کا اختصاص نہیں
ہے بلکہ کہو کہ یہ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس رب العالمین نے تیری زبان
کو بولنے کی قدرت دی ہے وہ قیامت کے دن تیری انگلی سے بھی یہی کام لے
سکتا ہے اس زبان کے ٹکڑے اور بدن کے کسی دوسرے اعضاء میں کیا فرق ہے
تجھے یاد آئے گا کہ اسی انگلی کے ساتھ تو نے کسی کی طرف مسخرہ کے طور پر اشارہ کیا
تھا یا قلم کے ساتھ کیا لکھا تھا؟ اور مٹھی بند کر کے مومن کے سر پر ماری تھی روایت
ہے کہ بدن کے بال بھی بولیں گے اور گواہی دیں گے اور ایک دلیل قرآن مجید میں ذکر
فرمائی گئی ہے کہ وہی آیت کہ انسان اپنے اعضا اور جوارح پر اعتراض کرے گا کہ
میرے خلاف کیوں گواہی دی ہے وہ کہیں گے کہ تمام موجودات کو خداوند کریم نے
بولنے کی قوت دی ہے اس نے ہمیں بھی بولنے کی طاقت دی ہے تمام کائنات
کی گفتگو ملکوتی ہے ملک یعنی ملکوت کا ظاہر یعنی مخفی و ظاہر تمام عالم ہماری نظر میں
ساکت اور خاموش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے بولنے والے ہیں۔

(وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ) سورۃ اسراء آیت ۴۴)

موت کے بعد ملکوت کی طرف جائے گا ابھی تمام حالات سمجھ جائے گا کہ اگر دنیا میں ذکر خدا کرتا تھا تو اب بھی تمام در و دیوار سبحان اللہ کہیں گے اور اس کے اعضاء بھی تسبیح کریں گے لہٰذا کوئی آدمی اس کو محسوس کر سکے گا (وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ) سورۃ اسراء آیت ۴۴) چونکہ تم عالم مادہ میں ہو اس لیے درک نہیں کر سکتے (یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) کل قیامت کو وہی خدا تمام اعضاء کو بولنے کی طاقت دے گا جس نے عالم میں تمام اجزاء کو بولنے کی قوت دی تھی کہ جو کچھ انجام دیا ہے بیان کرے گا کہ چھوٹا سے چھوٹا عمل بھی پوشیدہ نہیں ہو گا اور گواہی کے مقام میں بھی گواہ مخالفت نہیں کریں گے اپنی گواہی کو کامل اور صحیح ادا کریں گے اور جن گناہوں سے توبہ کی ہو گی ان کے لیے روایت کے مطابق گواہی نہیں دی جائے گی۔

تسبیح کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھو کیونکہ یہ گواہی دیں گی

تفسیر روح البیان میں روایت نقل کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا (عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ) ہر کہ زیادہ اللہ کی تسبیح کرو دوسری روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات دیکھا کہ ایک فرشتہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے مکان بنا رہا تھا کبھی کھڑا ہو جاتا تھا میں نے پوچھا کہ تو کیوں رک جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب مومن تسبیح میں مشغول ہوتا ہے

ہے تو اس وقت یہاں اس کے لیے مکان بنتا ہے جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو ہم بھی رک جاتے ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عَلَیْکُنَّ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّهْلِیْلِ وَالتَّقْدِیْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ) (تفسیر روح البیان سورۃ لیس)

صدر اسلام میں آج کل کی طرح تسبیحات نہیں تھیں اس وقت لوگ ہاتھوں پر شمار کرتے تھے بلکہ انگلیوں پر بھی چہ جائیکہ کہ ان کے پوروں پر لہٰذا فرماتے ہیں تسبیح کو انگلیوں کے پوروں سے شمار کرو کہ کل قیامت کے دن آپ کے حق میں یہ گواہی دیں گے اسی طرح نیکی کے بیان کے لیے تمام اعضاء انسان کے حق میں گواہی دیں گی۔

خاک کربلا کی تسبیح ایک جنت کا ٹکڑا ہے

تسبیح کو سب سے پہلے جس نے درست کیا وہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اللہ ہیں کہ اُحد کے مقام سے جناب حمزہ سید الشہداء کی قبر کی مٹی کو گیلا کیا اور تسبیح بنا کر ذکر خدا کیا امام صادق علیہ السلام کے زمانے میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کربلا کی خاک سے تسبیح کو بناؤ امام حسین علیہ السلام کی تربت سے جب تسبیح ہو اور صرف ہاتھ میں پھیرتے رہیں اگرچہ کوئی چیز نہ پڑھیں تب بھی ثواب اور اجر ہے کیونکہ کربلا کی خاک خود بھی تسبیح کرتی ہے اگرچہ انسان خاموش رہے شیخ شوستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری اقسام کی تسبیح نہ ہو بلکہ تسبیح جو کہ خاص بہشت کے ٹکڑے سے ہو۔

(یعنی یَا جَابِرُ زُرْ قَبْرَ الْحُسَیْنِ (ع) بِکَرْبَلَا فَاِنَّهَا قِطْعَةٌ مِّنَ الْجَنَّةِ)

اے جابر کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا کیونکہ کربلا بہشت کا ٹکڑا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَوۡ نَشَآءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰۤی اَعۡیُنِہِمۡ فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبۡصِرُوۡنَ
وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰہُمۡ عَلٰی مَکَانَتِہِمۡ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مُضِیًّا وَّلَا یَرۡجِعُوۡنَ ؏

ان کی آنکھوں کو ہم ختم کردیں یا ان کو مسخ کردیں

آیہ شریفہ کا ظاہر (وَلَوۡ نَشَآءُ ....) اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو محو کرسکتے تھے طمس کے معنی محو ہیں اس طرح کہ اس کے آثار بھی ختم ہو جائیں کبھی آنکھ کی بینائی چلی جاتی ہے آدمی اندھا ہو جاتا ہے طمس کے معنی کہ نہ ڈھیلا ہے اور نہ کوئی اور چیز آنکھ میں باقی ہے (فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ) پس وہ راہ راست کی طرف سبقت کرتے کہ اس میں کوئی کج وغیرہ نہیں ہے لیکن تم نہیں دیکھتے (فَاَنّٰی یُبۡصِرُوۡنَ)۔ جس شخص کی آنکھیں ہی نکال لی جائیں وہ راہ راست کو کیسے طے کرسکتا ہے (وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰہُمۡ) اگر ہم چاہتے ۔ تو ان کو مسخ کردیتے مسخ یعنی ان کی شکل کو بدصورت یا بحسب اصطلاح ان کی شکل کو آدمی کی شکل سے تبدیل کرکے بُرے حیوان کی طرح بنا دیتے (عَلٰی مَکَانَتِہِمۡ) ان کی ہی جگہوں پر یعنی بغیر کسی دیر کے ہم اس کام کو کرسکتے تھے (فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مُضِیًّا وَّلَا یَرۡجِعُوۡنَ) آگے پیچھے جانے کے راستے ان پر بند کردیئے جاتے نہ وہ آگے جاسکتے اور نہ وہ واپس پیچھے جاسکتے۔

قوم لوط کے عذاب سے کفار کو جھڑکی دی ہے

یہ دو آیات خداوند کریم کی طرف سے کفار کے لیے بڑی دھمکی ہیں اگرچہ اس

کے نزول کا مقام مکہ ہے لیکن مورد مخصوص نہیں ہے بلکہ عموم کفار ہیں جس شخص نے خدا اور آخرت کو قبول نہ کیا اور مسخرہ کیا اور کہتے (اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ) کہ یہ خرافات ہیں اور اگر خدا ان لوگوں کو اندھا کرنا چاہے تو بالکل صاف کر دیتا قوم لوط کی طرح کہ جب عذاب کے ملائکہ حضرت لوطؑ کے پاس آتے تو قوم لوطؑ ان کے گھر ٹوٹ پڑتی تھی کہ ان کو ہماری تحویل میں دو حضرت لوطؑ نے جس قدر بھی نصیحت کی نصیحت نے ان کو کوئی فائدہ نہ دیا لوط نے فریاد کی اور کہا (لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ) اے کاش کہ میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ میں دفاع کر سکتا ان ملائکہ میں سے ایک نے اشارہ کیا وہ سارے اندھے ہو گئے یعنی ان کی آنکھوں میں کچھ باقی نہ رہا (لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ) اے وہ شخص جو گناہ کرنے میں بے پرواہ ہے کہ لوگوں کی ناموس کی طرف آنکھیں لگاتا ہے خدا تیری نظر کو اس طرح ختم کرے گا کہ اثر ہی نہیں رہے گا۔

وہ آنکھ اندھی ہو جائے جو تجھے نہیں دیکھ سکتی

اس جگہ ایک نکتہ ہے کہ ان بلاؤں مصیبتوں میں طمس کا کیوں ذکر کیا ہے شاید مانیہ ہو کہ یہ مصیبت گناہ کے مناسب ہے کہ جو بھی شخص چشم چرانی کرے گا اس کی یہی سزا ہو گی آپ قدرت خدا کو موت و حیات میں دیکھتے ہیں تو پھر قیامت کے منکر کیوں ہو جاتے ہیں اصول کافی میں ایک روایت ہے کہ لقمان حکیم فرماتے ہیں کہ میں تعجب کرتا ہوں ایسے شخص سے جو قیامت کے دن اٹھنے کا منکر ہے حالانکہ ہر دن رات مرتے اور پیدا ہوتے ہوئے انسانوں کو دیکھتا ہے (اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ) نیند موت کی مانند ہے جب آپ سوتے ہیں تو یہ چھوٹی موت ہے اور

جب اُٹھتے ہیں تو گویا دوبارہ زندہ ہوئے ہیں آپ ہر دن رات موت کو دیکھتے ہیں اور اس کو اس طرح سمجھتے ہو کہ ہم نے موت دیکھی ہی نہیں اور پھر قیامت کے بعد اُٹھنے کے منکر ہو جاتے ہو (ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ) سورۃ ق آیہ ۳) پس جب آنکھیں بالکل ختم ہو جائیں گی تو پھر اپنے راہ کو نہیں پا سکے گا (فَأَنّٰى تُبْصِرُوْنَ) کس طرح تم دیکھتے ہو جب تک یہ دیکھنے والی نعمت آپ کے پاس ہے اس وقت تک قدرت الٰہی کا ملاحظہ کر اور فائدہ حاصل کر اپنے رب کو بہتر پہچان اور قیامت کے دن کے لیے کام کر دوسرا اشارہ یہ ہے کہ عذاب میں جلدی کی جائے گی کہ جس شخص کے دل کی آنکھ دنیا میں اندھی ہے وہ قیامت کے دن اندھا ہوگا (مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا) ۔ سورۃ اسراء آیہ ۷۲) اگر ہم بعض کو اس جگہ بھی اندھا کرنا چاہیں تو ان کے دل کی آنکھ کی طرح کر سکتے ہیں آنکھ کی نعمت کا شکریہ ہے کہ عبرت حاصل کرے کیونکہ حیوانات عبرت حاصل نہیں کرتے۔

ان کی صورت کو ان کی سیرت کی طرح مسخ کر دیں

(وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ) مسخ جو کہ شکل کا بد صورتی میں تبدیل ہو جانا اور اصطلاح میں آدمی کی شکل کا حیوان کی صورت میں تبدیل ہو جانا ہے لیکن لغت میں وہی حالت کا تبدیل ہونا ہے روایت میں ہے (يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى صُوَرٍ تَحْسُنُ عِنْدَهَا الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ) خنزیر بھیڑیئے اور چوہے و سانپ کی مانند یا ان سے بھی بدتر اس طرح قبیح صورت ہوں گے کہ روایت فرماتی ہے کہ بندر اور خنزیر کی شکلیں ان کے پاس خوبصورت ہوں گی اگر ہم چاہیں کہ ان کو اسی جگہ مسخ کر دیں اسے

وہ شخص کہ جس نے دینی تربیت اور راہ انسانیت کو چھوڑ دیا ہے اور حیوانیت کی راہ اور خواہشات نفسانی کو اپنائے ہوئے ہے قیامت سے پہلے ہی اسی جگہ ان کو مسخ کر دیا جائے گا سور پیٹ پرستی کا ایک نمونہ ہے ہر نجاست میں گھس جاتا ہے اور شہوت پرستی میں کوئی مثال نہیں ہے کبھی کبھی برائی کے لیے کئی میل پیدل چل کر انجام دیتا ہے وہ شخص جو کہ اپنے پیٹ کی پوجا اور خواہش نفسانی کے لیے حرام کی بھی پرواہ نہیں کرتا اس کا باطن سور کی مانند ہے اس کی شکل بھی کل قیامت کے دن سور والی ہو جائے گی اگر خدا چاہے تو اسی جگہ اس کے چہرے کو سور کی طرح کر دے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آیہ شریفہ میں ہے (ہم نے تجھے عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا) (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ انبیاء آیہ ۱۰۷)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی ایک علامت یہ ہے کہ گزشتہ امتوں میں جب گناہ فراوان ہو جاتے تو ان کی شکلیں اسی وقت تبدیل ہو جاتی تھیں اور اس امت کے لیے یہ چیز نہیں ہے خاتم الانبیاء علیہم السلام کی برکت سے۔

مال پرست عالم کتا بن گیا

روایت میں ہے کہ ایک عالم اہل تورات کا جو کہ درس بھی اس کا دیتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھا کچھ مدت اس کو نہ دیکھا تو اس کے بارے جبرئیل سے سوال کیا تو جواب ملا کہ گھر کے دروازے پر دیکھو وہاں ایک کتے کو دیکھو گے کس طرح اس کا باطن ظاہر ہو گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا کہ یہ شخص مال کو طلب کرتا

تھا مال پرست آدمی کا باطن حیوان کی طرح ہے جس شخص کی بھی غرض و غایت مال کو حاصل کرنا ہو اس کی شکل باطن میں حیوان کی مانند ہے ایک حدیث عرض کرتا ہوں۔

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا اور گدھے کی شکل

کتاب اسرار الصلوٰۃ میں شہید ثانی اعلیٰ اللہ مقامہ نے خاتم انبیاء علیہم السلام سے نقل کیا ہے (اَمَا يَخَافُ مَنْ يُحَوِّلُ وَجْهَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ) کہ جو شخص نماز میں نگاہ اِدھر اُدھر کرتا ہے اور اپنی شکل بھی اِدھر اُدھر کرتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکل کو گدھے کی طرح کردے گا شہید ثانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اس کا دل ہے کہ اس کی ملکوتی صورت خچر کی مانند ہوگی یہ نہیں سمجھتا کہ کس کے سامنے کھڑا ہے اور کام کرنا چاہتا ہے اور کچھ نہ کچھ ائمہ علیہم السلام کے ساتھ شباہت پیدا کرو کہ امیر المومنین علی علیہ السلام اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو ان کے بدن کانپتے تھے کم از کم نماز میں بے ادب تو نہ ہو جو شخص خداوند کریم کے حاضر ہونے کی کچھ بھی عنایت نہیں کرتا اس میں اور حیوان میں کیا فرق ہے اگر ہم چاہیں تو اس کی شکل کو اس دنیا میں تبدیل کردیں لیکن اس امت میں موت کے بعد یہ مسئلہ ہوگا (يَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَسَتَرَ الْقَبِيْحَ) اے وہ خدا جو کہ تو خوبی اور خوبصورتی کو ظاہر کرتا ہے اور تو بدی و برائی کو چھپاتا ہے خدایا میرے باطن کو میرے ظاہر کی طرح نیک بنادے ایسا نہ ہو کہ دنیا میں انسانوں کی طرح رہوں اور موت کے بعد جانوروں کی طرح ہوں

جیسا کہ روایت میں ہے بعض لوگوں کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہیں لیکن ان کے دل شیطان

کے دل میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَکِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ)

عذاب میں جلدی اس لیے نہیں کی جاتی کہ محکوم بھاگ نہیں سکتا

کلام اس جگہ پہنچی کہ پروردگار عالم نے کفار اور ان لوگوں کو دھمکی دینے کے لیے جو مبدء و معاد کے منکر ہیں اس دو قسم کے عذاب کا ذکر کیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس طرح کر سکتے ہیں فرماتے ہیں اے وہ لوگو جن کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں تاکہ تم آیات الٰہی کو دیکھو اور عبرت حاصل کرو اور نباتات اور زمین سے اگنے والی چیزوں کو دیکھ کر خدا کی قدرت کو دیکھو جیسے کہ سورۃ کے آخر میں فرمایا ہے کہ قیامت کے لیے دلیل ہے کہ کس قدر افسوس ہے کہ نعمتوں میں اتنے گھس جاتے ہیں کہ نعمت دینے والے کو نہیں دیکھتے انسان کو اللہ تعالیٰ نے آنکھ تو دی لیکن اس نے کو نہیں دیکھا اس آدمی کا حق یہ ہے کہ اس کو اندھا کر دیں لہٰذا فرماتے ہیں (وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا) اگر ہم چاہیں کہ ان کی آنکھوں کو بالکل ختم کر دیں تو اس وقت یہ انسان کس طرح اپنی راہ کو دیکھے گا لیکن رحمت اللہ مہلت دیتی ہے اگرچہ مستحق ہی ہوں امام زین العابدین علیہ السلام روز جمعہ کی دعا میں عرض کرتے ہیں خدایا کفار اور فاسق لوگوں کے عذاب میں جلدی نہ کر شاید کہ لوٹ آئیں

(اِنَّمَا نَاَتِیۡتُ بِھِمۡ لِیُفِتِنُوا اِلَی اَمۡرِکَ) غرض یہ ہے کہ خداوند کریم مہلت دیتا ہے جو اس کے حکم سے باہر چلا جاتا ہے (اِنَّمَا یَعۡجَلُ مَنۡ یَخَافُ الۡفَوۡتَ) بہر حال اللہ تعالٰی کی ذات کے تمام لوگ محکوم ہیں لیکن وہ عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ دوسرا عذاب مسخ ہے۔ (وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنَاھُمۡ عَلٰی مَکَانَتِھِمۡ)

کفار جماد کی مانند ہو جائیں گے

جو شخص خداوند کریم کی ذات سے دور ہے اس کی ملکوتی شکل اور باطنی شکل بہت ہی بدترین ہے اگر شہوات کی پیروی میں ہے تو سور سے بھی زیادہ بدصورت ہے اور دیگر کچھ برائیوں میں بندر کی مانند ہے اور متکبر شخص گندی مکھی سے بھی کم ہو گا خداوند کریم فرماتا ہے اگر ہم چاہیں کہ ان کے باطن کو واضح کریں تو جس جگہ بھی وہ ہوں ہم ایسا کر سکتے ہیں لیکن ان کے لیے مہلت ہے تاکہ عبرت حاصل کریں اور لوٹ آئیں اگر دنیا میں محاسبہ نہ ہو گا تو آخرت میں ان کا مسخ ہونا ظاہر ہو جائے گا کہ وہاں اِدھر اُدھر نہیں جا سکیں گے یعنی ان کو پست ترین مراحل کی طرف لوٹا دیں گے پتھر کی طرح ہو جائیں گے کہ حرکت بھی نہیں کر سکیں گے اس دن کافر آرزو کریں گے کہ کاش ہم مٹی ہی ہوتے اور ہم انسان پیدا نہ ہوتے (یَقُوۡلُ الۡکَافِرُ یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَابًا) سورۃ نباء آیہ ۴۰) اور دوسری وجہ یہی ان کی باطنی برائی ہے جو واضح کریں گے کہ اس سے انکار نہیں کر سکیں گے (لَا یَرۡجِعُوۡنَ اِلَی الۡحَالَۃِ الۡاُوۡلٰی) اپنے آپ وہ اس حالت کو تبدیل نہیں کر سکیں گے۔

طولانی زندگی اور گزشتہ زندگی کی طرف توجہ

اس وقت استدلال کے لیے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کام کو کر سکتے ہیں فرماتے ہیں (وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ) جو خدا تمہیں آہستہ آہستہ اس بری صورت کی طرف منتقل کر سکتا ہے وہی خدا تجھے اچانک ہی ایسا کر سکتا ہے انسان کے اول پیدائش سے اعضاء قوی ہوتے ہیں اکثر چالیس یا ۳۳ یا چالیس سے بعد ٹیڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں تا آخر عمر اعضاء کے کام کرنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے اور آنکھ ختم ہو جاتی ہے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پاؤں بھی حرکت کی قدرت نہیں رکھتے خداوند کریم بعض لوگوں کو نمونہ کے لیے زندہ رکھتا ہے تاکہ اس کو دیکھ کر سمجھ جائیں کہ اگر یہاں رہیں گے تو اس طرح ہو جائیں گے (وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا) (سورۃ نحل آیہ ۷)

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو نہ وہ آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور نہ اسی دن کان سے سن سکتا ہے اور نہ کچھ سمجھ سکتا ہے ایک خاک کے لوتھڑے کی طرح پڑا رہتا ہے البتہ ذائقہ اور مس کرنے کو محسوس کرتا ہے اور دوسرے اعضاء آہستہ آہستہ کام کرنا شروع کر دیتے ہیں اگر عمر لمبی ہو گئی تو بچے کی طرح اس کی آنکھ اور کان ہو جائیں گے اور حافظہ بھی ختم ہو جائے گا وہ خدا جو کہ آہستہ آہستہ ان کاموں کو کرتا ہے وہ ایک منٹ میں ہی ان تمام اعضا کو ختم کر سکتا ہے دلیل یہی ہے (لَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا..... (وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ) جب کہ یہ پہلے والوں کے لیے دلیل ہے اور

مسلمانوں کے موعظہ ہے۔

جوانی کی نعمت سے فائدہ حاصل کیجیے

اے جوان آدمی تو اپنی عمر میں ابھی تک کمزوری کی حالت کو نہیں پہنچا ہے جوانی کی نعمت سے فائدہ اٹھا آپ کا بدن صحیح و سالم ہے جب تک کان کام کرتے رہیں تب تک معارف الہٰی اور مواعظہ کو سنو جب تک آنکھیں ٹھیک ہیں آیات خدا کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو حدیث اور قرآن کو پڑھو جب تک پاؤں چلنے کے قابل ہیں علم اور علما کی مجالس میں اور مساجد و ائمہ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کرو ہر حال میں اپنے اعضا سے فائدہ حاصل کرو روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سجدہ میں پانچ سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) پڑھا کرتے تھے کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کے غلام نے ہزار مرتبہ شمار کیا جو کہ حضرت نے سجدے میں پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِیْمَانًا وَّتَصْدِیْقًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا) اور جب انسان کی عمر زیادہ بڑھ جاتی ہے تو پھر یہ اعضا اس قدر کام نہیں کر سکتے کہ سردیوں میں اذان صبح سے ایک گھنٹہ پہلے جاگے اور وضو کر کے تہجد پڑھے اور ایک ایک گھنٹہ سجدے میں رہے۔

پانچ چیزوں کو ان کی ضد سے غنیمت شمار کرو

مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب عین الحیوۃ میں منقول ہے کہ خاتم انبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اَبَا ذَرٍّ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ

قَبْلَ هَرَمِكَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ (۳)

پانچ چیزوں کو غنیمت شمار کرو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے کیونکہ انسان تیس
چالیس سال کی عمر سے ہی بڑھاپے میں شروع ہو جاتا ہے اگر آپ کی عمر ابھی
تک اتنی نہیں ہوئی تو اس کو غنیمت سمجھ اپنی جوانی کو لغویات میں بسر نہ کر بچپن
میں پستی جوانی میں مستی اور بڑھاپے میں سستی پس خدا کی پوجا آپ کب کریں گے بے نیازی
کو نیازمندی سے پہلے غنیمت جان جب کہ بعد میں آپ ہر اچھائی کو جلدی نہیں
انجام دے سکیں گے جو آدمی سالم ہے وہ اس سلامتی سے فائدہ حاصل کرے اہل علم
میں سے ایک آدمی کو حادثہ لاحق ہو گیا کہ وہ سکتہ کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے
اے لوگو... جن کی زبانیں درست ہیں ان کو غنیمت جانو کیونکہ ایک وقت ایسا
ہو گا کہ آپ ایک کلمہ کہنے کی بھی آرزو کریں گے زبان کھولنے کی بھی طاقت نہیں ہو گی
انسان اپنی زندگی میں آفات میں مبتلا ہے ہر آدمی کے لیے مختلف حالات پیش
آتے ہیں فکر کو اپنے کاروبار کی طرف مشغول رکھتا ہے اور جو شخص بالکل فارغ ہے
وہ یاد خدا اور آخرت کی طرف جلدی تیاری کر لیتا ہے توانائیوں کے گزرنے سے
پہلے سب سے زیادہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔

هر نفس تا انفاس عمرت گوهریست

آن نفس سوی خدایت رهبریست

(وَاسْتَعْمِلْنِي بِمَا تَسْأَلُنِي غَدًا عَنْهُ وَاسْتَفْرِغْ أَيَّامِي بِعِبَادَتِكَ) یہ حضرت زین العابدین
علیہ السلام کی دعا ہے دعا کو خدا کے مخاطب ہو کر پڑھنا چاہیے کہ خدایا جو کچھ مجھ سے
قیامت کے دن پوچھا جائے گا اس کو بجا لانے کی توفیق دے واجبات کے
انجام دینے کی اور محرمات سے بچنے کی چند دن جو زندگی کے باقی ہیں وہ تیری عبادت

اوبندگی میں ہی گذریں۔

آپ کو کمزوری سے توانائی کی طرف اور پھر ضعیفی کی طرف لوٹا دیتا ہے

انسان اول خلقت سے ہی بڑھنا شروع ہوتا ہے ابتدا میں شکم مادر میں پھر روح پھونک دی جاتی ہے (اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا) (سورۃ الانسان آیہ ۲)

آخری عمر اعضاء کے بڑھنے کی امام صادق علیہ السلام کی روایت کے مطابق ۳۳ سال ہے شاید کہ لوگوں کی نظر میں یہ عمر عروج جوانی کی ہو یعنی اس کی جوانی کمال کو پہنچ گئی ہے ۳۳ سے چالیس سال تک آدمی نہ بڑھتا اور نہ کم ہوتا ہے چالیس کے بعد انسان بڑھاپے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اول ٹیڑھا ہو جاتا ہے یعنی اس کے اعضاء ضعیفی کی طرف جاتے ہیں جس طرح انسان آہستہ آہستہ جوان ہوتا ہے اسی طرح آہستہ آہستہ بڑھاپے میں گھس جاتا ہے جو کچھ اس کو دیا گیا تھا وہ لے لیا جائے گا (اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً) (سورۃ روم آیہ ۵۴)

ابتدا میں کس طرح دانت آہستہ آہستہ نکلے تھے اب اسی طرح گرنے لگ جائیں گے یعنی انسان کے اعضاء و جوارح میں نقصان پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ اس حد تک پہنچ جائے گا کہ کوئی چیز بھی نہیں سمجھے گا (لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا)۔ (سورۃ نحل آیہ ۷۰)

توانائی سال بسال یا اس سے بھی جلدی کمزوری کی طرف چلی جاتی ہے

بعض اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انسان کے اعضا چالیس سال سے کمزور ہونے شروع ہو جاتے ہیں بہر حال انسان پھر سال بسال ان کے کم ہونے کو سمجھ لے گا مثلاً چالیس سال کی عمر میں فوٹو کھچوائے اور پھر ایک سال بعد فوٹو کھچوائے ان میں فرق ہو گا اسی طرح ہر سال بعد اس کو اپنی ضعیفی اور کمزوری کا علم ہو جائے گا پچاس سے ساٹھ سال تک ہر مہینے کے بعد واضح ہو جائے گا ہر مہینہ گزرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ کمر جھک رہی ہے ساٹھ سے ستر سال تک ہر ہفتہ میں کمزور ہونا معلوم ہو جائے گا ستر سے اسی سال تک ہر روز کمزور اور ضعیف ہونا معلوم ہوتا رہے گا اسی سے نوے سال تک ہر گھنٹے میں ضعیفی ہوتی رہے گی اور نوے سے سو سال تک ہر سانس ضعیفی اور کمزوری کی طرف نشاندھی کرے گا اگر اسی طرح اور زندہ رہے تو پھر بچپن کی طرح ہو جائے گا یعنی کوئی چیز بھی نہیں سمجھ سکے گا اکثر لوگ اسی طرح ہیں لیکن بعض لوگ چالیس سال سے کم میں ہی بوڑھے ہونے شروع ہو جاتے ہیں یا بعض بوڑھے لوگوں کا ٹیڑھا ہونا بڑی دیر سے ہوتا ہے لیکن خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کے مطابق لوگوں کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں ایک اور روایت ہے (بَیْنَ السِّتِّیْنَ وَالسَّبْعِیْنَ مُعْتَرَكُ الْمَنَایَا کہ ساٹھ سال والے لوگ موت کے میدان میں ہیں

بحار الانوار کی جلد نمبر ۳ میں ہے کہ راوی کہتا ہے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کے ساتھ تھا کہ مدینہ سے ہم باہر تھے حضرت ؑ نے احد پہاڑ کی طرف نظر کی اور راوی سے فرمایا کہ اس پہاڑ کے سوراخ کو دیکھ رہا ہے کہا ہاں حضرت ؑ نے فرمایا کہ میں اس کو نہیں دیکھ سکتا راوی نے کہا کہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ حضرت ؑ نے فرمایا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں آنکھوں کی کمزوری بڑھاپے کی علامت ہے دوسری نشانی کمر کا جھک جانا ہے اور تیسری نشانی پنڈلیوں کا سست پڑ جانا ہے۔

پس غور و فکر کرو کیونکہ تم خدا کے تابع ہو!

(اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ) غور و فکر انسان پر واجب ہے کہ اس بڑھاپے کا یقین کرے کیونکہ مخلوق مقہور ہے (وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ) سورۃ انعام آیت ۶۱) آپ دیکھ رہے ہیں کہ بچپن کی حالت سے کس حالت میں ہو گئے ہیں اور پھر کس حالت میں ہو جائیں گے یعنی دوبارہ ضعیف ہو جائیں گے تو جان لے کہ کس کی تربیت میں تو ہے وہی خدا جو جوان اور بوڑھا کرتا ہے قوت دیتا اور ختم کرتا ہے یہ میرے اور آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔

شاہزادہ کی تین درخواستیں سکندر بادشاہ سے

ایک داستان سکندر کے بارے ذکر کرتے ہیں کہ جن ممالک پر اس کا قبضہ تھا ان میں سے ایک شہزادے کو کہا کہ تو میرا خادم ہو جا اور میرے ہمراہ رہ تو جو کچھ تو چاہے گا وہ دوں گا اس نے کہا کہ تین حاجتیں ہیں جن کی تو مجھے امانت دے اول یہ کہ میری جوانی کو محفوظ رکھ کہا یہ تو میرے ہاتھ میں نہیں ہے میں اس کی حفاظت نہیں کر سکتا دوم میری عافیت کی ضمانت دے اور میرے باقی رہنے کی ضمانت

دے اس نے کہا کہ یہ چیزیں جو تو مجھ سے کہہ رہا ہے ان کی نہ میں قدرت رکھتا ہوں اور نہ ہی کوئی اور میرے سوا قدرت رکھتا ہے کیونکہ یہ کام قدرت الٰہی کے تحت ہیں بڑے بڑے طبیب تمام وسائل کے باوجود موت سے محفوظ نہیں کر سکے پس جان لیجئے کہ انسان مملوک ہے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

(سورۃ انعام آیہ ۷۵)

اچھی عادات کو چالیس سال تک حاصل کر لو۔

اپنے بڑھاپے کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ کمزور و ضعیف کرنے والا اور قوت دینے اور محفوظ کرنے والا اور گرفت میں لانے والا وہی رب ذوالجلال ہے میں میں کی باتوں کو دور کرو جس طرح تجھ کو خدا نے اپنا بندہ بنایا ہے اسی طرح تو اپنی راہ روش کو بھی اس کے بندوں کی طرح رکھ ایک اور نکتہ کہ اس بڑھاپے سے آپ غور و فکر نہیں کرتے کہ فنا کی طرف ختم ہو جائے گا جب تک تو بڑھاپے کو نہیں پہنچا ہے اس کے لیے سرمایہ پیدا کرے باقی عمر کو اگر روشن چاہتا ہے تو چراغ کے بجھنے سے پہلے اس کا بندوبست کر لے کہ جب بجھے تو کوئی چیز تیرے پاس ہو عمر ابھی تک فنا کو نہیں پہنچی ہے اس کے لیے کام کر لے لہٰذا کہتے ہیں کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے اپنے میں پسندیدہ چیزوں کو پیدا کر لو بلکہ عبودیت اور معارف اس کے حصے میں ہو جائیں چالیس سال کے بعد وہی زیادہ ہو گا جو کچھ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ

ہم ان کی صورت کو ان کی سیرت کی طرح کر سکتے ہیں

فرمایا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا مشرکین اور کفار کے مستحق عذاب ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس قدر ان پر آیات واضح پڑھی گئیں وہ پیچھے ہٹ جاتے تھے اپنے دلوں کی آنکھوں کو انہوں نے اندھا کر دیا تھا ہم اگر چاہیں تو اسی جگہ ان کو اندھا کریں اس طرح کہ وہ اپنے راستے کی بھی شناخت نہ کر سکیں چنانچہ سزاوار ہے کہ ان کو مسخ کر دیا جائے ان کے چلنے کی جگہ کو اتنا خشک کر دیں کہ پتھر کی طرح وہ نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے جس شخص کو اتنی مقدار میں مواعظ اور نصیحت اثر نہ کرے اس کی شکل بھی اس کے دل کی طرح ہو جائے گی یا یہ کہ ان کا باطن سور اور بدترین حیوانوں کی طرح ہے یا درندوں کی طرح ہے اور بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے باطن کو اپنے ظاہر کی طرح قرار دیں اصحاب بست کی مثال کہ وہ جب صبح اٹھے تو ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی طرح تھیں اگر ہم چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں لیکن حکمت الٰہی یہ ہے کہ ان کو مہلت دی جائے شاید کہ لوٹ آئیں (وَ انّما یاینت یعفر لیفیئوا الی آخرک) صحیفہ سجادیہ اگر یہ بنا ہو کہ جو شخص بھی گناہ کرے گا اس کو اسی وقت عذاب ہو گا تو پھر زندگی زمین میں میسر نہیں ہو گی۔

(وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ)

(سورۃ نحل آیہ ۶۱)

بلکہ چاہیئے کہ ان کو مہلت دی جائے شاید پشیمان ہو جائیں اگر پشیمان نہ بھی ہوں تو خدا کے ملک سے باہر تو نہیں جا سکتے گنہگار کہاں خدا کی حکومت سے باہر جا سکے گا وہ تو ہر وقت قادر ہے اس سے انتقام لے سکتا ہے۔

لطف حق باتو مدارا ہا کند
چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

حسین علیہ السلام چمٹے ہوئے ہاتھوں کو علیحدہ کرتے ہیں

ایک شخص لاپرواہ تھا کہ جو غیر محرم عورتوں کو دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے پرہیز نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ مسجد الحرام میں بھی وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا حجر اسماعیل میں بھی جو کہ لوگوں کے لیے دعا و استغفار کی جگہ ہے ایک عورت نے کعبہ کے غلاف کو پکڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ غلاف پر تھے اس شخص نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھ دیئے اچانک ان کے ہاتھ ایک دوسرے سے چپاں ہو گئے رسوائی ہوئی جو کہ مناقب میں نقل ہے اس کے مطابق لوگ ان کو مسجد میں قاضی کے پاس لے گئے قاضی نے کہا کہ ہاتھ کاٹنے کے علاوہ تو کوئی چارہ ہی نہیں ہے تمام لوگ حیران ہو گئے اس وقت امام حسین علیہ السلام مکہ تشریف لائے ہوئے تھے اسی وقت امام حسین علیہ السلام مسجد میں پہنچے تو اس مجرم کو حضرتؑ کی خدمت میں لے گئے

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس مرد سے عہد لیا کہ آئندہ اس گناہ کو بالکل نہیں کرے گا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا فرمائی اور اپنے ہاتھ مبارک کو میان میں رکھا اور ان دو ہاتھوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔

اس کی شکل نماز کی حالت میں اسی طرف مڑ گئی

بحار الانوار کی جلد نمبر ۱۲ میں مروی ہے کہ ایک عورت کی سوکن تھی تو اس شخص کا زیادہ رجحان بھی اسی کی طرف تھا یہ شخص جب گھر داخل ہوا تو اس وقت وہ عورت نماز میں مشغول تھی تو یہ دوسری بیوی کی طرف ہوا تو اس نماز والی عورت نے اپنا منہ قبلہ کی طرف سے موڑ کر اپنے شوہر کو دیکھنا شروع کر دیا کہ کیا کرتا ہے تو اس عورت کا چہرا اسی طرح رہ گیا شہید ثانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے (اَمَا یَخَافُ مَنْ یُحَوِّلُ وَجْهَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ یُحَوِّلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ) (اسرار الصلوٰۃ شہید ثانی)

جو شخص نماز میں اپنے چہرے کو ادھر ادھر پھیرتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکل کو گدھے کی طرح کر دے گا شہید فرماتے ہیں کہ شاید یہ اشارہ اس کی باطنی شکل کے بارے ہو جو کہ گدھے میں تبدیل ہو جائے گی عورت نے اپنے شوہر کے دامن کو پکڑ لیا اس نے طبیب اور ڈاکٹر لائے جہاں کہیں بھی پتہ چلا کہ وہاں افاقہ ہوگا وہیں گئے اور کہا کہ کوئی بھی اس کی شکل کو جھٹکا دے کر سیدھا کر دے لیکن کہیں نہ ہو سکا اس کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے امام علیہ السلام نے توبہ کا حکم دیا اس کے توبہ کرنے کے بعد امام کاظم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو اس کے چہرے کے برابر کیا اور گردن کو ٹھیک کر دیا۔

لوگوں کے سامنے ماہ رمضان میں دن کو کھانے سے پرہیز کرو

اے گنہگار اور بے پرواہ لوگو تم سنتے ہو کہ رمضان میں بھی لوگ دن کو لوگوں کے سامنے کھاتے رہتے ہیں کیا دکاندار مسلمان ہیں جو روزہ خور کو دیکھ کر خاموش بیٹھے رہتے ہیں علی علیہ السلام کے قول کے مطابق رمیت الاحیاء متحرک مردہ یعنی اے وہ شخص جو واضح گناہ کو دیکھا ہے اور نہی نہیں کرتا یعنی بے پرواہ ہے تو اس کو نہی کریہاں تک کہ اگر مسافر بھی ہو تو اس کو بھی لوگوں کے سامنے نہیں کھانا چاہیئے دلیل یہ ہے کہ خلقت کے اس بُرے نظام کو تبدیل کریں یہی بوڑھوں کو تبدیل کرتا ہے وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ)

بوڑھوں کی عزت کرنا خوف قیامت سے امن کا سبب ہے

اسلام نے بوڑھوں کی عزت کے لیے بہت سفارش کی ہے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی عزت کرے اگر ان کیلئے تکالیف کے اسباب مہیا کیے تو اس دنیا میں ہی اس کے آثار دیکھ لے گا اس کے علاوہ بوڑھے کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے جس شخص کے بال اسلام میں سفید ہوئے ہوں اس کی عزت تمام پر لازم ہے اگر چل نہیں سکتا تو اس کو اپنے ہاتھوں

کے ساتھ سہارا دو جو اس کو احتیاج ہے وہ پوری کر دو یہ چیزیں قیامت میں خوف وہراس سے امن کا موجب ہیں (اکرام ذِی شَیْبَۃٍ فِی الْاِسْلَامِ) کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا ضروری ہے (اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ) جو شخص تدریجی مسخ ہونے کو دیکھتا ہے کیا خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے اس کو مسخ نہیں کر سکتا! اپنی جوانی کے فوٹو کی طرف دیکھ پھر بڑھاپے کے فوٹو کو دیکھ اگر کوئی گنہگار ہے تو اس کو خطاب ہے کہ ہم اس کی شکل کو اتنا بگاڑ دیں گے کہ بندر اور خنزیر اس کے نزدیک خوبصورت لگیں گے۔

بڑھاپے میں ملکات قوی ہو جاتے ہیں

آدمی میں دو پہلو ہیں خلق اور امر (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ) بدنی اور روحی انسان کا بڑھاپے میں ٹیڑھا ہو جانا خلق کی وجہ سے ہے جسمانی قوت ضعف کی طرف جاتی ہے حتیٰ کہ بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جائے گا کہ جس طرح بچپن میں تھا بہرحال آدمی کی روح کہ جو شخص اپنی ابتدائے جوانی میں اپنے روح کی تقویت اور تکمیل اور تزکیہ و تصفیہ کی طرف متوجہ ہو تو وہ چالیس سال تک اپنی اصلاح کرلے گا تو وہ انسان ہے یعنی مال کی پوجا اور عورت کی پوجا اور مادہ پرستی سے غلامی حاصل کرلی ہو موحد اور خدا شناس بن جائے گا سوائے خدا کے کسی کو مؤثر نہیں جانتا حرص حسد بخل نفاق اور کینہ نہیں رکھتا تکلیف وغیرہ نہیں دیتا ہے کتا انسان کے پاؤں کو پکڑ لیتا ہے نہ کہ انسان پکڑتا ہے بعض ایسے ہیں جو کتے کے دانتوں کا کام اپنی زبان سے انجام دیتے ہیں فرق یہ ہے کہ کتا بدن کو متاثر کرتا ہے اور یہ انسان دل کو زخم دار کر دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ

جس کی جوانی میں اصلاح ہو گئی وہ آہستہ آہستہ پاک ہو جائے گا اور اس کے لیے ملکہ پیدا ہو جائے گا چالیس سال کے بعد اس کے ملکات کامل اور زیادہ بہتر ہو جاتے ہیں افسوس اور ہلاکت ہے ایسے شخص کے لیے جو جوانی میں بے پرواہ ہو ہر حرام کام کو کرتا ہے خود پرست اور خود غرض اور آرام پسند ہو گیا ہے جب چالیس سال تک پہنچ جائے گا تو مذکورہ کمالات کو حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا اور گزشتہ برائیاں قوی ہو جائیں گی روایت ہے کہ جس شخص کی عمر چالیس سال ہو گئی ہو اور اصلاح نہ کی ہو شیطان اس کی پیشانی کو چومتا ہے اور کہتا ہے کہ اس شخص پر قربان جاؤں کہ جس کو اچھائی کی کوئی امید نہ ہو (لئالی الاخبار) بالآخرہ (وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ - لا فِي الأدمي) جتنا ہی بدن انسان زوال اور پستی کی طرف ہو گا لیکن بڑھاپے میں آدمی کی روح قوی ہو گی کیونکہ جوانی میں اس نے اچھے کمالات کو اپنے اندر پیدا کیا تھا مثلاً سخاوت بخشش اور گزشت کو اور بڑھاپے میں اس کے یہ کمالات زیادہ ہو جائیں گے وہ شخص راہ خدا میں جان دینے کے لیے راضی ہے اور ملک الموت سے ملاقات کے وقت شوق سے تمام جان دے دے گا۔

این جان عاریت کہ بحافظ سپرده دوست

روزی رخش ببینم و تسلیم وی کنم!!

ہلاکت اور افسوس ہے اس بدبخت کے لیے کہ مال کو چھپایا کرتا تھا اور خرچ نہیں کرتا تھا تو بڑھاپے میں اس کا بخل اور حسد زیادہ ہو جائے گا مومن جب ۹۰ سال کا ہو جائے تو ندا پہنچتی ہے (یَا اَسِیْرَ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ) (بحار الانوار جلد نمبر ۳)

اے زمین میں خدا کا قیدی خدا نے تیرے گوشتہ اور آئندہ کے گناہ بخش دیئے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں عاجزی سر سے پاؤں تک گھیر لیتی ہے لہٰذا سفارش کی گئی ہے کہ بوڑھے مسلمانوں کا احترام کیجئے اور عزت و رحم کیجیئے۔

نوجوانی کی عبادت بڑھاپے کے زمانے میں بھی نامہ عمل میں لکھی جاتی ہے

وہ بوڑھے جو جھک گئے ہیں خدا ان کی برکت سے شہر اور آبادیوں سے بلاؤں کو دور کرتا ہے کیونکہ وہ خدا کے رحم کے مستحق ہیں (ارشاد القلوب دیلمی) اگر جوانی میں قدردانی کی ہو تو اب جب کہ بڑھاپے میں گرا پڑا ہے وہی جوانی والے اعمال اس کے لیے لکھے جائیں گے روایت میں ہے کہ بڑھاپے کے زمانے میں انسان کے وہ اعمال لکھے جائیں گے جو اس نے جوانی میں کیے تھے حالانکہ اب کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جوانی میں دو گھنٹے تہجد پڑھتا تھا اب بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہے اتنی دیر قدرت نہیں رکھتا اب بھی اس کے لیے وہی اعمال لکھے جائیں گے

اے وہ لوگو کہ جن کی عمر ابھی تک چالیس سال کو نہیں پہنچی اب زیادہ عبادت میں کوشش کرو کل اس کا نتیجہ بڑھاپے میں بھی حاصل کر سکو عقل کے دو رشتوں کو ہم نے یاد دلایا ہے خداوند کریم غور و فکر کی توفیق فرماتا ہے امام زین العابدین علیہ السلام عرض کرتے ہیں خدایا جب تک میری زندگی تیری بندگی میں گذرے اس وقت تک زندہ رکھ اور جب میری عمر تیری معصیت میں بسر ہو اور تیری بندگی سے جدا ہو جاؤں تو مجھے جلدی موت دے دینا قبل اس کے کہ تیرے غضب میں شامل ہوں

اور مستحق عذاب ہوں۔ وَعَمِّرْنِي مَا كَانَ عُمُرِي بِذْلَةً فِي طَاعَتِكَ وَإِذَا كَانَ عُمُرِي مُرْتَعًا لِلشَّيْطَانِ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَسْبِقَ مَقْتُكَ إِلَيَّ أَوْ يَسْتَحْكِمَ غَضَبُكَ إِلَيَّ (صحیفہ سجادیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادوگری کی تہمت اور قرآن کے ساتھ جادو

خدا وانبیاء اور معاد کے منکروں کو جھڑکی دینے کے بعد بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو اندھا یا مسخ کر دیں جب مشرکین مکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمتیں لگاتے تو رد فرماتے ہیں کہ ہر حق کے مقابلے میں باطل رونما ہوا ہے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے ان پر تہمتیں لگاتے تھے اپنے آپ کو حق اور دوسری طرف کو باطل قرار دیتے تھے وہ چاہتے تھے کہ لوگ گمراہ رہیں اور وہ تمام اہل تحقیق تو تھے نہیں کہ تحقیق کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظوں کو قبول کرتے تہمت کا بھی اثر ہوتا ہے مشرکین مکہ خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مقابلے میں تھے اور قرآن و اسلام کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوئے تو جوانوں نے بت پرستی کو مسخرہ کرنا شروع کر دیا اپنے والدین سے کنارہ کش ہو گئے وہ لوگ اکٹھے جمع ہو گئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں کیا کریں جن کا بزرگ ولید تھا قرآن کے مقابلے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہم کہیں یہ سحر اور جادو ہے ان الفاظ کو لوگوں تک پہنچائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جادوگر ہے اور اس کا جادو قرآن ہے اگر کوئی شخص پوچھے کہ سحر کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہی ہے کہ لوگوں میں تفرقہ ڈالتا ہے جس طرح جادوگر لوگوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نوجوانوں کو والدین سے جدا کرتا ہے اور ہمارے جوانوں کو بت خانوں سے جادو کیا ہے

زائدہ شعر شاعر کا تخیل اور بغیر واقعیت کے ہوتا ہے

کچھ مدت گزر گئی تو یہ تہمت پرانی ہو گئی دوسری تہمت لگائی کہ وہ شاعر ہے قرآن شریف میں اس بہتان کو رد فرمایا گیا ہے لہذا ہماری بحث شعر شاعری کے موضوع میں ہے شعر کا ہے یعنی وہ موضوع و محمول کہ جس کی کوئی واقعیت نہ ہو ایک خیالاتی چیز ہے فقط توہم ہے بغیر اس کے کہ خارج میں کوئی واقعیت ہو اس کو مقرر وزن پر کہتے ہیں جو کہ اس فن میں ذکر کیا گیا ہے اس کے لیے قافیہ اور بناوٹ بھی ہوتی ہے اور وزن کو سخت تاثیر کے لیے لاتے ہیں تاکہ زیادہ اثر کرے اس کو بہت بناتے چڑھاتے ہیں مثلاً ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ یہ تمام شعر ہے یعنی ایسے مطالب ہیں کہ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے صرف بناوٹ ہی ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ اچھا وہی ہے اور جھوٹا وہی ہے مثلاً فردوسی اس جنگ کے بارے جو رستم اور اسفندیار کے وقت ہوئی کہ رستم اس وقت میدان میں آیا اور گھوڑوں کے سموں کے نشان دیکھ کر کہتا ہے۔

زجور مخالف در آن سرزمین
زمین شد شش و آسمان گشت ہشت

یعنی زمین کا ایک طبقہ آسمان کو چلا گیا ہے اس لیے زمین کے چھ طبقے ہو گئے ہیں اور آسمان کے آٹھ ہو گئے ہیں جتنا بھی جھوٹا ہو لیکن پر لطف ہوتا ہے لہٰذا شعراء مدح اور مذمت میں عجیب رویہ رکھتے تھے یعنی ایک ظالم بادشاہ کو ایک درجے کا عادل اور ایک عادل کو ظالم انسان مشہور کرتے تھے بہرحال پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے کہ تو شاعر ہے آپ کوئی ہی قرآن کی آیت دکھادیں کہ جس کا کوئی مفہوم اور واقعیت نہ ہو اور وہ فضول ہو

ہم نے اسے شعر نہیں یاد کروائے اور نہ ہی وہ شاعری کے لیے سزاوار ہیں۔ (وَمَا يَنْبَغِي لَهُ) پیغمبرؑ انسان کے لیے علم آسمانی ہے سکھانے والے اور شاعر ہیں اندازہ کے خیال سے ایسے شاعر کہ علم و کمال کو اجتماع تک پہنچاتے ہیں قرآن مجید میں شعر و شاعری کی مذمت کی گئی ہے (وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ)

(سورۃ شعراء آیہ ۲۲۴ تا ۲۲۸)

اور شاعروں کی گمراہ لوگ پیروی کرتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ ہر وادی میں سرگردان جاتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ جو انجام نہ دے وہ گمراہ ہے مگر وہ لوگ جو کہ ایمان لائے اور نیک کام بجا لائے۔

موعظہ اور مدح اور مرثیہ اہلبیت علیہم السلام اچھا ہے

پس معلوم ہوگیا کہ کونسا شاعر اور شعر مذموم ہے۔ یعنی جو شخص اپنے کلمات میں مسجع الفاظ کو جھوٹا تخیل بنا کر کہتا ہے اور جو شخص حقیقت کو بہترین الفاظ میں کہتا ہے اس میں تو مانع نہیں ہے کہ موعظہ ہو یا مدح اہلبیت ہو یا ان کی ہی حمد ہو چونکہ شعر کہنے کے مراتب زیادہ ہیں لہٰذا بلا فاصلہ قرآن مجید میں استثناء فرمائی گئی ہے (اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) مذموم شعراء سے استثناء کی گئی ہے اہل ایمان اور نیک کام والوں کی وہ شاعری جو کہ کسی کو جھوٹ بول کر تعریف کرتا اور مذمت کرنا جو کہ تعریف یا مذمت کے قابل نہ ہو تو یہ نا جائز ہے اسی طرح بادشاہوں کے درباروں میں شعرا جھوٹی تعریف کر کے مال حاصل کرتے تھے جو آج کل بھی بعض شعرا کا روزمرہ کا کام بن چکا ہے اسی طرح شہنشاہ ایران کے بارے جو کہ فرار کر گیا تھا وہ اپنی حکومت میں اخبار والوں کو اور دوسرے اداروں کو مال وغیرہ دیتا اور کہتا کہ حقیقت کو چھپانا صرف میری تعریف میں کچھ لکھنا البتہ اکثر آج کل تو ممالک میں اسی طرح ہے بہر حال اخباروں والے بھی شعرا کی طرح مال لے کر ان کی پیروی کرتے ہیں اور عالم اسلام اور مسلمانوں کی خدمت نہیں کرتے کہ حق کو ختم کرتے اور اسرائیل کی تعریف اور تائید کرتے ہیں۔

شاعری کی کمائی سے روٹی کھانا ناپسند ہے

سعدی کے اشعار جو کہ مواعظ میں ہیں ان کی وہ شاعری اسلام میں مذموم نہیں

ہے فرماتے ہیں وہ پیٹ جو خون اور پیپ سے بھر جائے اس پیٹ سے بہتر ہے جو شعر شاعری کی راہ سے پُر ہو شعر جو کہ مسجد اور جمعہ کے دن مکروہ ہے ایسے اشعار نہیں ہیں جو کہ فضائل اہلبیت علیہم السلام اور مواعظ وغیرہ میں ہوں دشمنان اہلبیتؑ کی برائیوں کو بیان کریں اور مشرکین کی برائی کا ذکر کریں صدر اسلام میں مشرکین شاعری کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کو بُرا بیان کرتے تھے چند آدمی جو مسلمان ہو چکے تھے وہ ان کا جواب دے کر ان کو آگ بگولا کر دیتے تھے جو بھی اسلام کے خلاف تھا اس کو ختم کر دیتے تفسیر مجمع میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد النبیؐ میں حکم فرمایا کہ حسان شاعر منبر پر جائے اور مشرکین کی مذمت میں اشعار کہے ایک دفعہ جب اشعار پڑھے تو فرمایا کہ ان اشعار کا اثر مشرکین پر زہر آلود تیر سے زیادہ ہے اور اس طرح ہی تھا خم غدیر میں حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے بھی اشعار ہیں اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان شاعر کو فرمایا تھا کہ جب تک تو ہمارا مددگار ہے روح القدس تیری تائید میں ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ حسان معاویہ کی طرف ہو گیا تھا اور یہ درست ہے کہ پیغمبرؐ نے ان کے لیے مطلق دعا نہیں فرمائی تھی حسان نے آخری عمر میں معاویہ کی تعریف میں اور علی علیہ السلام کی مذمت میں اشعار کہے لہذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تو حق کے راستے پر ہے اور حق کی مدد کرتا ہے تیری تائید روح القدس کرتا ہے اگر کوئی شخص سچ کہے اور نصیحت کرے تو بہت اچھا اور پر لطف ہے۔

حسین بن حجاج نے سید مرتضیٰ اور آلِ بویہ کے سامنے اشعار پڑھے

۳۰۰ ہجری میں مسعود بن آل بویہ نجف اشرف آیا عضد الدولہ نے خزانہ پیدا کیا ہوا تھا اور چاہتا تھا کہ علی علیہ السلام کی قبر کو بنائے لہٰذا مسعود کو نجف بھیجا اور تعیرات کا کام شروع کر دیا ان دونوں میں مشہور شاعر حسین بن حجاج تھے جو فصیح عرب کے شعرا میں سے اور فضائل علی علیہ السلام واضح کرتے تھے قبر کی تعمیر کے بارے اشعار کہتے تھے آلِ بویہ اور سید مرتضیٰ اور سادات کے پاس اس قصیدہ کو پڑھا (یَا صَاحِبَ الْقُبَّۃِ الْبَیْضَاءِ فِی النَّجَفِ) حقیقت میں شعر بھی عجیب ہے ان اشعار میں علی علیہ السلام کے فضائل کو جمع کیا ہوا تھا ہر شعر دوستان علیہ السلام کے لیے خوشی کا باعث اور ان کے دشمنوں کے لیے خواری و ذلالت کا باعث تھا اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب خلفا پر اعتراض اور ابی حنیفہ پر کیے جو کہ خلاف تقیہ تھا تو سید مرتضیٰ نے تقیہ کی طرف توجہ دلوائی اور کہا کہ کافی ہے حسین بن حجاج شاعر ناراض ہو کر واپس لوٹا اگرچہ اس کو انعامات کافی دیئے لیکن محزون اور غمگین گھر لوٹا رات کو خواب میں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا فرمایا اے ابن حجاج تو ناراض نہ ہو میں نے تیرے جبران کے لیے پروگرام دیا ہے کہ کل سید تیرے پاس آئے گا اور تو اپنی جگہ بیٹھا رہے تاکہ تیرا احترام محفوظ رہے سید مرتضیٰ بہت جلیل القدر تھے بحسب ظاہر بھی بزرگ علوی اور پاکیزہ سادات میں سے تھے رات کو خواب میں اپنے دادا علی علیہ السلام کو دیکھا در حالانکہ حضرتؑ ناراض ہیں کہا اے میرے

مولا میں تمہارا فرزند اور مخلص ہوں مجھ پر غضبناک ہونے کا سبب کیا ہے فرمایا ہمارے شاعر کا دل تو نے کیوں توڑا اس وقت کے شاعر اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ محبت کی وجہ سے اپنی جان ہتھیلی پہ رکھ کر شعر پڑھا کرتے تھے) کل اس سے معذرت طلب کرنا اور ابن بویہ کو سفارش کرنا کہ اس کو اور زیادہ انعام مل سکے (سید بھی اپنی قدر و جلالت کے ساتھ اٹھے اور ابن حجاج کے گھر گئے تو اندر سے ابن حجاج نے آواز دی کہ جس آقا نے آپ کو بھیجا ہے انھوں نے مجھے بھی یہاں سے نہ اٹھنے کا کہا ہے سید نے کہا درست ہے حاضر ہوئے اور معذرت طلب کی اور اس کو اپنے اکٹھے آل بویہ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی نظر کرم کے سائے میں ہے اس کے لیے انعام وغیرہ لائے گئے (وَقَائِعُ الْاَیَّام خیابانی) شعر جھوٹ اور جھوٹ کی پوجا ہے اور قرآن کریم محض سچ ہے جو حق سے باطل کو جدا کرنے والا ہے (اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ) (سورۃ الطارق آیہ ۱۳)

قرآن خدا اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

شعر سوائے خدا اور آخرت سے غفلت کے اور کوئی چیز نہیں ہے درحالانکہ قرآن کریم خدا اور صفات و افعال خدا و آخرت کو یاد دلاتا ہے شعر برائی کی طرف کھینچتا ہے بہرحال قرآن آدمی کو خدا کی طرف متوجہ کراتا ہے معلم آسمانی کہاں اور شعر و شاعری کہاں (وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ) قرآن ذکر فرماتا ہے واضح ذکر ہے جو کہ یاد دلاتا ہے زندگی بخشتا ہے فرد اور اجتماع کے دستورات کو زندہ کرتا ہے جس اجتماع نے بھی اس کی اقتدا کی ہے وہ انشاءاللہ زندہ ہے ہمارے مراکز قرآن کی برکت

سے طاغوتیوں اور استعمار گروں کے ہاتھوں سے آزاد ہوئے ہیں اس وجہ سے قرآن کی پناہ زندگی بخشی ہے (لینذر من کان حیا) تاکہ ڈرائے ہر اس کو جو زندہ ہے اگر تم زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو عمل کے لیے وسیلہ قرار دو پھر فریب نہ کھاؤ گے قرآن جگا دیتا ہے اور زندہ آدمی کو محرک قرار دے دیتا ہے۔

قرآن سے تاثر انسان کی زندگی کا موجب ہے

(من کان حیا) جو شخص زندہ ہے کس طرح کی زندگی؟ البتہ مقصود حیوانی اور نباتی زندگی نہیں ہے نباتی یعنی وہی ہدایت اور بڑھتا ہے حیوانی زندگی کا اثر ارادہ اور شعور نسبی کی حرکت ہے بلکہ مقصود آدمی کی جان ہے تاکہ جان لے کہ تمام کام خداوند کریم کے ہاتھ میں ہیں لہٰذا خدا پر توکل کرتا ہے لہٰذا انتہا خدا کے ساتھ امید اور ڈر بھی اسی سے رکھتا ہے قرآن بھی اس طرح کے کاموں کی طرف متوجہ کراتا ہے ویحق القول علی الکافرین وہ محقق اور اپنے پاؤں پر ثابت قدم ہو گیا کافروں کے قول پر مقصود قول سے شاید یہی ہو کہ اسی سورۃ میں بیان فرمایا ہے (لقد حق القول علی اکثرھم) اور وہ وعدہ دوزخ کا تھا اور حقیقت ہے کہ کافر جہنم کے وعدہ کے لیے سزاوار ہیں وہ لوگ کہ جن میں آدمیت کی جان ہی ختم ہو گئی ہے ان میں دل باقی نہیں رہا ہے ان کو اور کان نہیں ہیں تاکہ دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں (لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام

بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ (سورۃ اعراف آیہ ۱۷۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ

چوپاؤں کو ہم نے تمہارے لیے خلق کیا ہے

ان آیات میں غور و فکر کرو (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس انسان کو خدا نے عقل دی کیا وہ نہیں دیکھتا کہ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے تمام قدرت خدا ہاتھ میں ہے تمام ملائکہ کو خدا نے خلق کیا ہے جو کہ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں چوپاؤں کو خلق کیا اور ان پر انسان کو مالک بنایا انسان تو بذات خود اس سے استفادہ کی قدرت نہیں رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے قدرت دی ہے ورنہ خالق حقیقی اور مالک حقیقی تو وہی پاک ذات ہے اگر خداوند کریم ان کو انسان کے قبضے میں نہ دیتا تو انسان اس پر قابو پانے میں ناکام رہتا گوسفند اللہ تعالیٰ نے انسان کے فوائد کے لیے خلق کیے ہیں کہ ان کا دودھ گوشت اور اون سے استفادہ کریں انسان کے لیے ہر عضو فائدہ مند ہے یہاں تک کہ ہڈیاں اور سم بھی کیونکہ ان کو بھی کافی کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سواری کی نعمت اور دودھ گوشت اور اُون سے فائدہ حاصل کرو

(وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ) کیا چیز گوسفندوں کے دودھ سے شیرین ہے اور بہت سے چوپاؤں میں فوائد ہیں گوشت کھانا اور ان کی اون کو استعمال کرنا اور ان پر سواری کرنا (أَفَلَا يَشْكُرُونَ) کیا آپ شکر نہیں کرتے جب تک انسان نعمت دینے والے کی پہچان نہیں کرتا اس وقت تک اس میں اور حیوان میں کیا فرق ہے حیوان کے ساتھ کھانے پینے اور شہوت کے دور کرنے اور غضب میں مشترک ہے بعض حیوانات بھی کام انجام دینا جانتے ہیں اگرچہ موت سے ہر ایک نے چلے جانا ہے باقی کوئی بھی قیمت نہیں رہتی مگر خدا اور آخرت کو سامنے رکھ کر انسان کو زحمت کے ساتھ کام کرنا چاہیئے تاکہ لوگوں کی خدمت کر سکے اگر غرض مادی ہو تو پھر صرف اسی کو حاصل کر سکے گا بہرحال جو کچھ انسانیت کے ساتھ مربوط ہے اور اس کی قیمت بھی باقی رہتی ہے وہ نعمت کی پہچان اور نعمت دینے والے کی پہچان ہے اور اس کا شکر ادا کرنا ہے۔

مشرک لوگ بتوں کی پوجا خدا سمجھ کر کرتے تھے

(وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ) جس انسان کو ہم نے اس جگہ نعمتیں دی ہیں اونٹ گائے گوسفند کو انسان کے اختیار میں قرار دیا ہے اونٹ کی سواری کی جاتی ہے جو کہ صحرا کا جہاز ہے انسان کو خدا کی پہچان کرنے والا

اور شکر ادا کرنے والا ہونا چاہیئے تھا لیکن خدا کو فراموش کر دیا ہے چاہیئے تھا کہ فراموش نہ کرتا خداوند کریم کی بجائے دیگر باطل خداؤں کی پوجا کرتا ہے بت پرستی یعنی پتھروں اور لکڑیوں کی پوجا کرنے لگ جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ رتب ان مشرکوں کے لیے طاقت رہیں یعنی ان کی پوجا اور ان سے ہی مدد مانگنے فرعون کے زمانے میں بت اور بت پرستی بہت زیادہ تھی فرعون خدائی کے دعویٰ سے لوگوں کو خداوند کریم کی طرف متوجہ لوگوں کو غافل کرتا تھا تمام مشرک لوگ اسی طرح ہیں جو کچھ خدا اپنے بندوں سے چاہتا ہے یہ مشرک لوگ بھی یہی کچھ اپنے لیے چاہتے ہیں خدا کے مقابلے میں اپنی بادشاہی کے حکم چلاتے ہیں (لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ) اس امید سے کہ شاید ان کی مدد کی جائے۔

بڑے بڑے لشکر مدد کی قدرت نہیں رکھتے

(لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ) جو لوگ دوسروں کو اپنی مدد کے لیے قرار دیتے ہیں وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی مدد کرنے کی قدرت رکھتے ہیں دعوے بہت کرتے ہیں لیکن کام کچھ نہیں کر سکتے جس طرح کہ انقلاب اسلامی ایران سے کچھ دن پہلے شاہ ایران کی حفاظت کے لیے امریکہ نے کئی محافظت کے سامان کیئے لیکن جب خدا نے ارادہ کیا تو کوئی چیز بھی اسے نفع نہ دے سکی اگرچہ فوج اور دیگر محافظت کے سامان بہت تھے لیکن اس کی مدد کوئی نہ کر سکا (فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ) ان کی باتوں سے تم غمگین نہ ہو جاؤ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اگر کفار بری باتیں کریں تو تمہیں غمگین نہیں ہونا چاہیئے کفار مقابلے میں

گالی گلوچ دیتے ہیں لیکن مومن کو چاہیئے کہ اس کا دل خوش اور قوی ہو اسی انقلاب اسلامی ایران میں کچھ لوگوں نے ملت ایران کو ضعیف کیا تھا ہر روز نئے فتنے کھڑے کرتے تھے بہر حال مومن ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور اپنے خدا پر توکل رکھ کر کام کرتے ہیں یہ انقلاب برپا کرنا لوگوں کا کام نہ تھا بلکہ یہ تو خداوند کریم کا کام تھا یقیناً اتنا انقلاب برپا کرنا انسان کی قدرت میں نہ تھا بہر حال ابتدا میں بھی اور اب بھی اور بعد میں بھی خدا پر ہی امید اور نظر ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاخْذُلِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِیْنَ وَاشْغَلِ الظَّالِمِیْنَ بِالظَّالِمِیْنَ وَاجْعَلْنَا بَیْنَھُمْ سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ

سب سے زیادہ فائدہ مند اپنی اصل خلقت کو یاد رکھنا ہے

قرآن کریم میں کئی جگہ موجود ہے کہ انسان کی پیدائش پست ترین چیز سے ہوئی ہے لہٰذا انسان کو یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہیئے فرماتے ہیں کہ غور و فکر کرنا واجب ہے یعنی ان چیزوں میں غور و فکر جن کو خدا نے خلق کیا ہے اپنے باپ کی پشت سے اور ماؤں کے سینے کے پانی

(فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ)

(سورۃ طارق آیہ ۵ تا ۸)

اور ایک جگہ فرمایا کہ کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ ہم نے اس کو پہلے سے ہی خلق کیا ہے (اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا) سورۃ مریم آیہ ۶۷) انسان کو نہیں بھولنا چاہیے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے غور و فکر یعنی تمام خدا کی پیدا کردہ چیزوں میں ایک تو خداوند کریم کے وجود کے دلائل اور قیامت کے لیے دلائل ہیں اور اپنی اصلاح کے لیے فوائد جو کہ انسان کو حیوانیت اور جہالت و غرور و تکبر اور خود غرضی جیسی بیماریوں سے دور رہنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں

خداوند کریم نے انسان کی ابتدا گندے پانی سے کی ہے

مبدء خداوند تعالیٰ میں غور و فکر یہ ہے کہ عاقل جب تدبر کرتا ہے کہ انسان کی پیدائش کس طرح ہے تو پھر وہ تصویر بنانے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ دل و جگر اور دیگر اعضاء بدن کو کس طرح بنایا ہے اور پھر ہڈیوں کو وہ بھی ایسے مقام میں جس کی قرآن تشریح کرتا ہے (فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین تاریکیوں میں جو کہ رحم اور پردا اور پیٹ ہے کیا خود بخود بغیر قدرت خداوندی کے اس طرح بڑھ سکتا ہے کسی چیز کا وجود بغیر کسی بنانے والے کے ممکن ہی نہیں ہے جس قدر ہی انسان اپنی خلقت میں غور و فکر زیادہ کرے گا تو علم و قدرت خدا کو زیادہ معلوم کر لے گا۔

پس قیامت کو بھی ہونا چاہیئے

انسان کا پیدا ہونا بدن کے تمام رطوبات سے ہے یہ رطوبات جمع ہو کر ہی انسان کی خلقت کا سبب بنتے ہیں امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پیشاب کرنے کے بعد صرف وضو کرنا ہی کافی ہوتا ہے اور جنابت کے لیے تمام بدن کیوں دھونا ضروری ہو جاتا ہے؟ جواب ملا کہ جنابت کا تعلق جسم کے تمام وجود کے ساتھ ہے اسی طرح انسان کی خلقت بھی ہے کہ انسان کی غذا سے جو رطوبات بنتی ہیں وہی انسان کے پیدا ہونے کا سبب ہوتے ہیں اور انسان کی غذا چاول گندم اور جو زمین سے اُگنے والی چیزیں ہیں جو خدا تمہیں دو مرتبہ وجود دے سکتا ہے کیا وہ تیسری مرتبہ تجھے وجود دے تو تو تعجب کرتا ہے۔ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ) بعد والی آیت میں بھی فرماتا ہے (ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَہٗ) تو نے اپنی خلقت کو فراموش کر دیا ہے لہٰذا تعجب کے ساتھ کہتا ہے کہ خداوند کریم کس طرح ہڈیوں کو اکٹھا کرے گا۔

اپنی ابتدا اور آخرت کو یاد رکھنا تکبر کو دور کرتا ہے

مبدء خلقت کے تذکر کے لیے تیسرا فائدہ اپنے حال کی اصلاح ہے گندگی اور بدبو والا انسان جب مرتا ہے مردہ ہونے کے وقت لاش کے قریب جانے کے لیے جی نہیں کرتا پھر انسان تکبر کیوں کرتا ہے؟ آدمی کی اصلاح تذکر کی برکت سے ہے پروردگار کے سامنے ہر وقت تسلیم خم کرنا اور جو حق ہے اس میں کہ ی ابتداء خلقت کیا ہے خداوند کریم نے کس قدر آنکھ کان پاؤں ہاتھ

اور دیگر اعضا دیئے ہیں (اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (سورة دھر آیه ۱)

یہ چیزیں خداوند کریم کی بڑی نعمتیں ہیں اور انسان نعمت دینے والے کا شکر ادا کرے تاکہ خداوند کریم اس کو زیادہ نعمتیں عطا کرے جس خدا نے تجھے اس قدر نعمتیں دی ہیں اس کے سامنے تجھے کس قدر سر تسلیم خم کرنا چاہیئے جو شخص ان نعمات سے غافل ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور کبھی تو منکر خدا بھی ہو جاتا ہے۔

(فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ) اوّل سے ہی ایسا آدمی کہتا ہے کہ میں ہی ہوں خدا نہیں ہے کس قدر بے شعور ہو جاتا ہے لڑائی جھگڑے پر آجاتا ہے کیونکہ فکر نہیں کرتا ہے وگرنہ شکر گزار بن جاتا اور جھگڑالو نہ بنتا ہمیشہ عاجزی کو فراموش نہ کریں تاکہ اس طرح کے حالات پیدا نہ ہوں (فَاِذَا .....) جلد بازی جہالت اور غفلت کا نتیجہ ہے عرب کی مثالوں میں تفسیر روح البیان میں ذکر ہے۔ (اُعَلِّمُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ - فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهُ رَمَانِيْ - اُعَلِّمُهُ الْقَوَافِيْ كُلَّ حِيْنٍ - فَلَمَّا قَالَ قَافِيَةً هَجَانِيْ)

ایک آدمی جو کہ بالکل تیر چلانا ہی نہیں جانتا تھا میں نے ہر روز اس کو تربیت دے کر سکھایا تو سب سے پہلے اس نے مجھے نشانہ بنایا اور مجھ پر تیر پھینکا وہ شخص کوئی شعر نہیں جانتا تھا میں نے اس کو قافیہ علم عروض اور وزن کو یاد کرایا تو سب سے پہلا جو اس نے شعر پڑھا تو میری مذمت کی ایک تیسری مثال بھی ہے (لَقَدْ رَبَّيْتُ جَرْوًا طُوْلَ عُمْرِيْ فَلَمَّا صَارَ كَلْبًا عَضَّ رِجْلِيْ) کتے کے چھوٹے بچے کو میں پکڑ کر گھر لایا جب وہ بڑا ہو گیا تو سب سے پہلے اس نے میرا ہی پاؤں کاٹا انسان کی حالت اسی طرح ہے جو انسان کچھ بھی نہیں جانتا تھا

خدانے تمام چیزیں اس کو دیں تو اب منکر خدا ہو گیا نعمت دینے والے کو قبول نہیں کرتا اور اپنی مسئولیت کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا اپنے خالق اور نعمت دینے والے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا خدا کے ساتھ اپنی وابستگی کو فراموش کر چکا ہے اپنے لیے استقلال کا قائل ہے جو کہ خود ایک کفر ہے حق کو تسلیم نہیں کرتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ

دل اور فہم و فراست کے ساتھ دیکھنا بہت اہم ہے

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو گندے پانی سے پیدا کیا یریٰ کا معنی دیکھنا ہے اگرچہ ظاہری معنی آنکھ کے ساتھ دیکھنا ہے لیکن اس جگہ مراد عقل کی آنکھ سے دیکھنا ہے جو کہ آنکھ سے دیکھنے کی نسبت قوی تر اور بہتر ہے حس کے ساتھ ادراک کرنا ممکن ہے کہ اشتباہ ہو جائے آنکھ زیادہ خطا کر جاتی ہے لیکن اہم علم ہے اگر کوئی چیز آنکھ میں گور ے اور علم کا موجب ہو جائے تو وہ درست ہے تکرار ہوا ہے کہ انسان کے سامنے چیزیں ہیں لیکن درک نہیں کرتا تجربہ کیا ہوا ہے کہ توجہ پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ حواس کسی اور طرف ہیں

آنکھ کے ساتھ دیکھنا اس وقت فائدہ مند ہوگا کہ علم اور درک کا موجب ہو بہت زیادہ اتفاق ہوا ہے کہ اشتباہ آنکھ کر جاتی ہے آگ جلتے وقت دائرہ بنا لیتی ہے حالانکہ اس کے اردگرد کوئی شئی نہیں ہوتی جلدی کے ساتھ اس دائرہ کو مشاہدہ کیا جا سکتا ہے پس ہم فہم کو درک کرنا ہے (اَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ يعنی اَوَلَمْ يَعْلَمْ) کیا علم قطعی کے پیدا کرنے کو جانتا تھا کہ حسی ادراک سے زیادہ ہے کہ ہم نے اس کو گندے پانی سے پیدا کیا ہے اور اب ہمارے ساتھ لڑائی جھگڑا کرتا ہے ہمارے لیے مثالیں دیتا ہے کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو دوبارہ کون زندہ کرے گا۔

بدن کا کوئی ذرا بھی خداوند کریم کے علم سے باہر نہیں ہے

(قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ) تم کہہ دو کہ وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار تم کو زندہ کیا اور پیدا کیا تم کو عدم سے وجود کی طرف لایا دوبارہ خلق کیا اب دوسری مرتبہ وجود دینا کیا مشکل ہے پہلی مرتبہ تو ہڈیاں ہی نہیں تھیں اگر ان ہڈیوں کو جدا جدا کر کے رکھ دیا جائے تو پھر بھی (وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ) وہ ہر پیدا کردہ چیز کو زیادہ جاننے والا ہے پروردگار کے علم میں تمام محفوظ ہیں بعد والی آیت میں ایک قدرت کا لطیفہ بیان فرمایا گیا ہے جس مورد میں بھی عجیب ہو اگر اس کو علم و قدرت ہو تو آسان ہو جائے گا کیونکہ اپنے آپ کو زحمت میں ڈال کر اس نے خدا کی قدرت کو حاصل کیا ہے جو کہ خدا کے فضل کے بغیر محال ہے بہر حال خداوند کریم کی مدد سے اگر غور کرے تو پھر محال نہیں ہے وہی خدا جس نے پہلے خلق کیا تھا

دوبارہ خلق کرے گا۔

سبز اور تر درختوں سے آگ کو پیدا کرنا

خداوند کریم نے تمہارے لیے سرسبز درختوں سے آگ کو ایجاد فرمایا پانی اور آگ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی اور آگ کو جمع کر دیا ہے بغیر اس کے کہ پانی آگ کو ختم کر دے یا آگ پانی کو ختم کرے (اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا) مفسرین عموماً کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے ان دو درختوں کی طرف جو عربستان میں ہیں ایک مرخ ہے اور دوسرا عفار ہے یہ خصوصیت انہیں اس لیے ہے کہ ان کے ٹکڑوں کو آپس میں رگڑیں تو آگ نکلتی ہے یعنی یہ دو سبز درخت ماچس کا کام دیتے ہیں ان دو کو آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہو جاتی ہے (فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ) آپ اس سے آگ روشن کرتے ہیں پہلے جب ماچس نہیں تھی تو چقماق کے پتھر اور ان دو درختوں کو اس زمانے میں ماچس کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا کلی طور پر تمام درخت کچھ نہ کچھ پانی اور آگ رکھتے ہیں آگ والا مواد سب میں موجود ہے البتہ آگ کا ظاہر ہونا یا تو اس کا رطوبت پر غالب آجانے سے یا خشک ہو جانے سے یا سورج کے توسط سے یا آگ کے شعلے اس پانی کو مغلوب کر دیتے پس جو کچھ مفسرین نے مرخ و عفار درخت کے بارے کہا ہے ظاہراً وہ ماچس اور اس کے اعتبار سے ہے وگرنہ تمام نباتات میں یہ خصوصیات موجود ہیں اس کے بعد بطور کلی آسمان اور زمین کی طرف توجہ دلاتا ہے (اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ)

جس ذات نے زمین آسمان کو پیدا کیا ہے کیا وہ انسان کو پیدا نہیں کر سکتا جو کہ ہزاروں ستاروں کو خلق کرنے والا خدا ہے۔

اے وہ ذات جس کی عظمت آسمانوں میں بھی ہے

ایک روایت میں امام رضا علیہ السلام سے نقل ہے کہ جو کچھ خدا نے زمین میں پیدا کیا ہے یہ آسمان اول کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے اور جو کچھ آسمان میں ہے وہ دوسرے آسمان کی نسبت سے قطرہ ہے دریا کے مقابلے میں اس طرح ساتوں آسمانوں تک عرش کے برابر ہیں اور کیا انسان قدرت رکھتا ہے کہ ایک محلہ کی چیونٹیوں کو شمار کر سکے بیت المعمور کے بارے مشہور ہے کہ خداوند کریم ہر روز ستر ہزار ملائکہ وہاں بھیجتا ہے اور وہاں نکلتے اور داخل ہوتے ہیں جو ایک بار جاتا ہے پھر دوبارہ بھیجنے کے لیے اس کی باری نہیں آتی تا قیامت خدا اپنی مخلوق کو بہتر جاننے والا ہے نہج البلاغہ میں ہے کہ ملائکہ کا ایک گروہ ہمیشہ سجود میں اور ایک گروہ ہمیشہ رکوع میں اور ایک گروہ خوف خدا سے رونے میں مشغول ہے (وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ) مخلوق بہت زیادہ ہے اپنی مخلوق کو وہ خود ہی جانتا ہے اس کے علاوہ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلۡقَہٗ ؕ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ہِیَ رَمِیۡمٌ ۔ قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُۨ ۔ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡہُ تُوۡقِدُوۡنَ ۔ اَوَ لَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ ؕ؃ بَلٰی ٭ وَ ہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ؕ

انسان کے فیصلے اپنی کوتاہ نظری سے

منکرین قیامت اور روز جزا کے بارے میں بحث تھی کہ انسان اپنی کوتاہ نظری کے ساتھ خلقت کو دیکھ کر حکم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان جب مٹی بن جائے گا تو یہ خاک اور بوسیدہ ہڈیاں کیسے جمع ہوں گی بدن کو کیسے درست کرے گا اور زندگی دے گا کہ اس وقت جزا کو دیکھے بہشت کے فضائل سے تعجب کرتا ہے کہ آج کل اتنے کھرب انسان گزر چکے ہیں وہ بہشت اور جہنم میں کیسے ٹھہر سکیں گے یہ خیالات انسان کو انکار کی طرف برانگیختہ کرتے ہیں ہم نے کہا ہے کہ ابن ابی خلف یا ابوجہل نے پرانی ہڈیوں کو کوٹ کر لوگوں کو دکھایا کہ ان کو کون زندہ کرے گا حالانکہ یہ ختم ہو چکی ہیں ان کا جواب ایک جملہ ہے کہ وہ خداوند کریم کی قدرت ہے خداوند کریم کی قدرت کو اس حد تک سمجھے کہ تعجب نہ کر سکے ان آیات میں تین بیان ذکر کیے گئے ہیں ایک انسان کے اصل بدن کی طرف توجہ (یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ) وہ جس نے پہلے پیدا کیا کہ ابتدا سے ہی تو ایسا ہی تھا اس وقت تو ہڈیاں

او گوشت و پوست نہ تھا جس نے پہلے بنایا ہے اب بھی وہی خلق کرے گا ذات کا جدا جدا ہو جانا اس بات کا موجب نہیں ہے کہ علم خدا سے ہی باہر ہو گیا ہے اسی طرح جس نے شبہہ سے کھایا ہو یا جسے کھلایا گیا ہو اس کی اصلی جزا محفوظ ہے (بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) دوسرا بیان (الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا) وہ جس نے سبز درخت سے (جو کہ عفار) اور (مرخ) ہے جب ان دونوں کو رگڑا جائے تو آگ نکالی ہے جو ذات سبز اور تر لکڑی سے آگ نکال سکتی ہے کیا وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتی وہ خدا خاک اور بوسیدہ ہڈیوں سے دوبارہ انسان کو زندہ کرے گا۔

آسمانوں کی خلقت انسان سے بہت بزرگ ہے

تیسرا بیان (اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ) ابتدا میں ہمزہ انکار کے سوال کے لیے ہے کہ کیا وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمین کو ایجاد کیا وہ دوبارہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا حالانکہ آسمان کی جگہ انسان اور زمین کی نسبت اور دیگر موجودات کی نسبت بہت بڑی ہے (لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) سورۃ غافر آیہ ۵۷)

جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ خدا ہی جانتا ہے اور جو کچھ فاصلہ نظام و حرکت کا معین کیا ہے لاکھوں کروڑوں چیزیں ہیں جو کہ معمول کے مطابق ہیں سورج چاند ستارے ہیں بعض جگہ یہ سورج اس قدر روشن ہے کہ ہمارے اس سورج کی نسبت اس سے ہزاروں سورجوں کے برابر بنتی ہے ایک سیکنڈ کی روشنی ۳۰۰۰۰ کلو میٹر حرکت ہے اور ہر سیکنڈ منٹ ہو جائے گا سورج کی روشنی کو آٹھ منٹ

اور ۸ا سیکنڈ لگتے ہیں زمین پر پہنچنے کے لیے کتنی مسافت ہے کہ اتنا وقت لگتا ہے۔ بعض ایک سال کے بعد پہنچتے ہیں کہ اگر ریل گاڑی کرہ زمین میں چلتی رہے تو کرہ آفتاب تک پہنچنے کے لیے ۳۵۰ رسال لگ جائیں گے اگر توپ سورج کو پہنچے تو بارہ سال لگ جاتے ہیں (اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ) کیا وہ ذات جو اتنے بڑے نظام کو چلا سکتی ہے تجھے زندہ نہیں کرسکتی۔ مِثْلَھُمْ کے معنی اَنْفُسَھُمْ ہے کبھی تعبیر میں کہا جاتا ہے مثلاً (مِثْلُكَ غَنِيٌّ) تیرے جیسا آدمی بے نیاز ہے سوال نہیں کرنا چاہیئے۔

انسان کے مراتب اور جسم میں حل ہو کر تبدیل ہونا

دوسری وجہ مِثْلَھُمْ کی بعض اہل تحقیق نے کہی ہے جس سے پہلے ایک مقدمہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے مراتب ہیں پہلا مرتبہ مادی بدن ہے گوشت پوست اور ہڈیاں دوسرا مرتبہ مثالی بدن ہے جو مادہ کے علاوہ تیسرا مرتبہ نفس ہے چوتھا مرتبہ روح اور عقل ہے ان مراتب میں سے سب سے پہلا مرتبہ ہمیشہ تبدیلی میں رہتا ہے خوراک کھائے تو پھر اس کا بدن اس کو حل کر دیتا ہے خوراک اپنی جگہ بنا لیتی ہے اور جب مریض ہو جاتا ہے تو خوراک نہیں کھا سکتا کمزور ہو جاتا ہے اور بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور کھانے کو جی نہیں چاہتا خلاصہ خوراک خون بن جاتی ہے اور باقی غذا بھی بدن کے اجزاء میں مل جاتے ہیں دوسری تعبیر اس کی یہ ہے کہ ہمیشہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اگر غذا ہضم ہو جائے تو دوبارہ جی چاہتا ہے تو پھر یہ بدن گوشت پوست تبدیل ہوتا رہتا ہے اور جو چیز کھائے اس کو توانائی دیتی ہے بدن وہی بدن ہو جائے گا آدمی کی روح نفس عقل

اور بدن مثالی ہے کہ اس میں حل نہیں ہوتا بلکہ کمالات کی طرف رخ کرتا ہے آج کل ہم بڑھاپے میں ہیں کیا ہمارا وہی جوانی والا جسم ہے نہیں بلکہ اس کی مثل ہے خود وہی جسم نہیں ہے۔

مثل بدن محشور ہوں گے نہ کہ اسی اصلی بدن کے ساتھ

آدمی جب مرجاتا ہے تو بدن کا گوشت اور پوست مٹی بن جاتے ہیں بہرحال مثالی بدن اور نفس و روح اپنی حال پر باقی رہتے ہیں قیامت میں بدن گوشت پوست اور ہوگا یہی نہیں ہوگا قیامت میں وہ بدن ہوگا جس میں یہ لوازمات اور گندگیاں ہوں یہ بدن ایسے ہے اگر آدمی دو تین ہفتے نہ نہلائے اور بدن کے مال بھی نہ کٹوائے نیند بھی نہ کرے اور پیشاب بھی انسان سے خارج نہ ہو تو زحمت اور بیماری ہے اُس جگہ یہ بدن نہیں ہوگا بلکہ لطیف ہوگا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علما کے بدن کی مثال ایسے ہے جیسے سونا خاک کے ساتھ مل جائے بعد میں بارش آئے تو وہ ذرات مومن کے ساتھ لگ جائیں اور اس کے بعد محشور ہو جائیں گے آخرت کا بدن اس بدن کی طرح تو ہوگا لیکن اوصاف اور ہوں گے پس اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے (بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ) خداوند قدرت رکھتا ہے کہ ان کی مثل خلق کرے بدن آخرت والا اسی بدن کے مثل ہوگا اگرچہ روح و عقل وہی ہوگی۔

آنکھ کی جگہ اور زیادہ اعضاء

(وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ) ہاں خداوند کریم قدرت رکھتا ہے زیادہ خلق

کرنے اور زیادہ جاننے کی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق بہت زیادہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ دانا ہے اگر آدمی ایک گھنٹہ اس دنیا کو نگاہ کرے تو سمجھ جائے گا کہ اس کا بنانے والے دانا ہے یا نہیں اگر آنکھیں انسان کے سینے پر ہوتیں تو بدصورتی کے علاوہ دیکھنا بھی مشکل ہوتا تمام حکماء قائل ہیں کہ بدن انسان میں کوئی نقص نہیں ہے بدن میں کوئی چیز زائد نہیں ہے باقی تمام اعضاء انسانی ضرورت کے مطابق بنائے ہیں کوئی اعضاء زائد نہیں بلکہ ان سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے جس خدا کا علم اتنا ہے کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ)

انسان کی قدرت ترکیب میں محدود ہے نہ کہ ایجاد تک ہے

جو آیات گزر گئی ہیں ان میں پروردگار عالم نے منکرین کو دھمکی دینے کے لیے فرمایا ہے کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا انہیں بھی دوبارہ زندہ کرنے کا قدرت بھی رکھتا ہے اگرچہ جسم انسان خاک ہو جائے اس آیت میں اپنی قدرت کی کیفیت کو ارشاد فرماتا ہے جب تک انسان قدرت پروردگار کو ہر چیز سے زیادہ نہ سمجھے اس وقت تک وہ کچھ نہیں کر سکتا اور انسان اپنے ذہن کے مطابق قدرت خداوند کریم کا ملاحظہ کرتا ہے مگر عنایت خداوند کریم ہو کر پانی اور مٹی سے چلائے

تاکہ مطلق قدرت کا تصور کر سکے کاشتکاری میں انسان محتاج ہوتا ہے
آلات زراعت اور بیج پانی اور حفاظت کرنے کا ہر صنعت کو دیکھ لیں وہ ترکیب
ہو گی ایجاد نہیں ہو گی اس کی توانائی محدود ہے ایک کام کرنے کے لیے کئی مقدمات
ہوتے ہیں اور وسائل پیدا کرنے ہوتے ہیں تاکہ اس کے انجام دینے کی قدرت
اس میں پیدا ہو جائے ایک بار نہیں بنا سکتا بلکہ ترکیب کے ساتھ بنائے گا۔

خداوند کریم کا فعل زمانے کا محتاج نہیں ہے

بہر حال قدرت خدا ہے کہ وہ کسی چیز کے نہ ہونے کو بھی وجود میں لا سکتا ہے
اور جو بھی چیز نہیں تھی اس کو خلق کیا (اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَیَكُوْنُ) یہ خدا کی شان ہے کہ جس کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو
کہتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے (کُن) قرآن میں کئی جگہ ہو جائے کے حکم میں ہے
(کن فیکون) البتہ شک نہیں ہے کہ (کن) لفظ نہیں ہے کہ فرمائے تو ہو جا لفظ
کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ مخاطب لازم ہوتا ہے اور یہاں تو مخاطب ہمیں
معلوم نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (کن) کہ جب بھی کسی چیز
کا ارادہ فرمائے وہ اسی وقت ہی ہو جاتی ہے قیامت کے بارے اسی طرح
ہے اگر فقط یہ ارادہ کیا جائے کہ انسان دوبارہ زندہ ہو جائے گا تو یہاں اسباب
کے مہیا کرنے کے بغیر ہی وہ حقیقت پیدا کرے گا جیسے کہ انسان کو قدرت نہیں
ہے۔

عالم مخلوق میں تدریج کے ساتھ بڑھنا ہے نہ کہ فعل کا بتدریج ہونا ہے

اس جگہ ذکر کرنا چاہیئے تھا کہ فعل الٰہی کی تکوین میں دو قسمیں ہیں عالم مادہ میں اور عالم مادہ کے بعد جو کچھ عالم طبیعت و مادہ اور ملکیت میں ہے وہ کسی وقت بھی گر جائے گا نہ کہ فعل میں خدا کا کام اچانک ہوتا ہے مثلاً جسم کا عالم ایک دانے کو قرار دیا ہے کہ بعد میں خود بخود بڑھتا رہے گا کہ نصف زمین میں ہوگا اور نصف زمین کے اوپر ہوگا اور پھل لگیں تو میوہ دینا شروع ہو جائے گا جیسے کہ انسان کا گندا پانی کچھ مدت کے بعد بدن کی صورت اختیار کر لیتا ہے نہ کہ ارادہ کی مخالفت سے جبکہ ارادہ ہی اسی طرح ہوا ہے خداوند کریم نے فوراً ہونے کو نہیں چاہا کہ موجود ہو جائے چار مہینے کے بعد موجود ہو جائے بلکہ اسی طرح خداوند کریم نے تمام طبعی موجودات کو بتدریج ایجاد کیا ہے (اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ) سورۃ قمر آیہ ۴۹ کیونکہ آسمان و زمین کی اصل خلقت چھ دنوں کے دوران ہوئی ہے۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ) (سورۃ ق آیہ ۳۸) ارادہ الٰہی اسی طرح ہے کہ اشیاء آہستہ آہستہ ایجاد ہوں لیکن بعض چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے فوری ہونے کا حکم دیا ہے محل مومن کے لیے بہشت میں جلدی حاصل ہو جائے گا بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی ملائکہ خداوند کریم کے ارادہ کے ساتھ ہی بنا دیں گے ارواح بھی اسی طرح ہیں خداوند کریم کا ارادہ طبیعت کے علاوہ چیزوں میں اسی طرح ہے (وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ) سورۃ قمر آیہ ۵۰)

LIBRARY ۲۶۸

(اِنَّمَا اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) قیامت میں اسی طرح ہے جب ارادہ الٰہی ہوگا اسی وقت مبعوث ہو جائیں گے بدن اٹھ کھڑے ہوں گے۔

ہر چیز پر حکومت کا حق صرف خدا کو ہے

(فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ) پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس کے قدرت میں ہر چیز کی ملکیت ہے (بیدہ) یعنی اس کی قدرت کے ساتھ قدرت کی تعبیر ہاتھ سے کی گئی ہے جیسے کہ اصطلاح میں قدرت کا ظہور ہاتھ میں ہوتا ہے یہ کنایہ ہے قدرت کے استعمال سے ہر ذرے پر اس کی بادشاہی ہے ملک کے آگے (وت) کا اضافہ کیا تو ملکوت ہو جائے گا سلطنت اور حکومت الٰہی تمام اجزا عالم پر ثابت ہے (اِنَّ رَبِّيْ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا) تمام امور کی باگ ڈور اللہ تعالٰی کے ہاتھ میں ہے بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ملکوت بمعنی باطن اور ملک یعنی ظاہر یعنی حقیقت اور ہر موجود کی جان خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے اگر ملکوت باقی ہے تو قوی ہمدردی کے ساتھ زندگی حقیقی ہو جائے گی اگر وہ غایب ہے تو خداوند کریم کی مدد سے ہوگا (وَ مَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهٖ) ہر موجود کا قیام خدا کے ساتھ ہے جب تک خدا چاہتا ہے ملکوت باقی ہے اور جس وقت اس کے ختم ہونے کا ارادہ کر دے گا اس وقت تمام ختم ہو جائیں گے۔

مومن کے لیے بہترین خوشخبری خدا کی طرف لوٹنا ہے

(وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ) تمام کی بازگشت خدا کی طرف ہے۔

(اِلَیۡہِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّہٗ - اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ) قرآن مجید میں کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حقیقت آدمی کے لیے بہترین خوشخبری ہے جیسے کہ کافر کے لیے بدترین اور وحشت ناک خبر ہے اے مومن تیری بازگشت خداوند کریم شکور کی طرف ہے اور اے ظالم تیری بازگشت بھی خداوند قہار اور انتقام لینے والے کی طرف ہے پس اے مومنین اپنے کاموں کو خدا کے لیے شوق سے انجام دو کیونکہ تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے اے ظالمو اور نا سقوتم بیدار ہو جاؤ اپنے کیے پر پشیمان ہو جاؤ گزشتہ کوتاہیوں کا جبران کرو کیونکہ تمہاری بازگشت بھی اسی کی طرف ہے خبردار خدا کو فراموش نہ کرنا لیکن یہ باتیں مغرور آدمی کے کانوں اور دل پر اثر نہیں کرتی ہیں غرور نے اس کو ہلاک کر دیا ہے وہ اب کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔

محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

ولی العصر ٹرسٹ

ولی العصر ٹرسٹ

مجالس کی کتب

مفتاح الجنة
چار چار کے اعداد پر مجالس کا مجموعہ

انوار الخمسہ
پانچ پانچ کے اعداد پر مجالس کا مجموعہ

معالی السبطین (جلد اول، جلد دوم)

ریاض القدس

اسرار الشہادت (زیر طبع)
مصائب کی مشہور ترین کتاب

مظلومہ

ریاض الاحزان

تہییج الاحزان
مجالس کی نایاب ترین کتاب

تاریخ عزاداری حسینی

عزاداری از دیدگاہ مرجعیت

نفس المہموم (زیر طبع)
مقاتل کی مستند کتاب
مولف: شیخ عباس قمی

الدمعة الساکبة (زیر طبع)

مجموعہ زندگانی چہاردہ معصومین (زیر طبع)

علی من المہد الی اللحد (زیر طبع)
سید کاظم قزوینی

فاطمہ من المہد الی اللحد (زیر طبع)

شجرہ طوبیٰ (زیر طبع)

ہندوستان کی نایاب کتب کے جدید ایڈیشن

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

الشہید المسموم فی تاریخ حسن المعصوم

ذبح عظیم

صحیفة العابدین | علوم کاظمیہ

تذکرة المعصومین

مفاتیح کی کتب

تحفۃ اعمال الامیہ | تسبیح الدعوات (زیر طبع)

شہید محراب آیت اللہ دستغیب کی مجالس کا مجموعہ

سید الشہداء

قلب قرآن

مہدی موعود

زندگانی حضرت زینب سلام اللہ علیہا

زندگانی حضرت فاطمة الزہرا سلام اللہ علیہا

امامت | ولایت (زیر طبع)

سید حسن ابطحی کی کتب

مصلح غیبی
امام زمانہ کے متعلق سوالات اور ان کے جوابات

ملاقات با امام زمان (جلد اول) | ملاقات با امام زمان (جلد دوم)

پرواز روح | عالم عجیب ارواح

انوار زہرا سلام اللہ علیہا

صحیفہ اعمال (زیر طبع)
(اعمال شب و روز)

امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق کتابیں

امام المہدی من المہد الی الظہور

جزیرہ خضراء

طلوع امام زمانہ

مہدی فی القرآن
مولف: آقائے سید صادق شیرازی

رجعت | جہان بعد از ظہور

توسل | جامع الفوائد

صلح امام حسن (زیر طبع)

علی فی القرآن
مولف: آقائے سید صادق شیرازی

ولایت و علم امام (زیر طبع) | اثبات ولایت (زیر طبع)

تحفہ المہدیہ | مفتاح ...ان

وظائف ابرار

مفاتیح الجنان (زیر طبع)

ناشر افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ، لاہور
فون نمبر 23686

Rs. 50.00